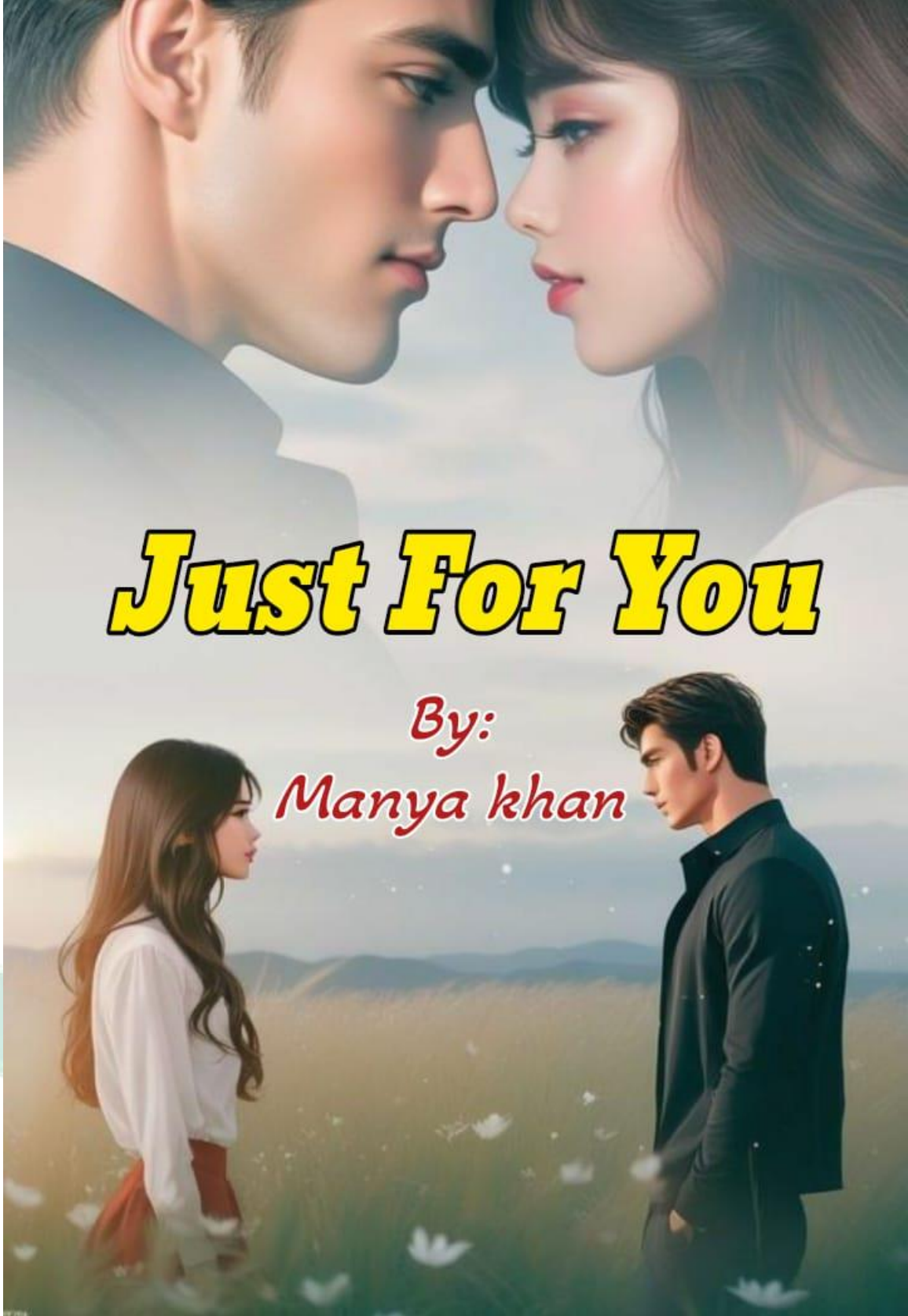


جسٹ فور یو از مانیہ خان



جسٹ فور یو از مانیہ خان

# مکمل ناول

## جسٹ فور یو از مانیہ خان

ارم اپی ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟ آخر اس نے ہمت کرتے سوال کر  
- ہی لیا تھا

اسے ہضم نہیں ہو رہا تھا ارم اسے اپنے ساتھ کہیں لے کر جا رہی  
- ہے

پہلے کبھی اس کی یہ تایا زاد اسے اپنے ساتھ گلی کی نکر تک نہیں لے  
- جاتی تھی

- اور آج وہ اسے ناجانے کتنی دیر سے کہاں لے جا رہی تھی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

وہ بھی رات کے وقت اس لیے تجسس سے تنگ مول اس سے  
- سوال کر بیٹھی

تم اپنی زبان بند کر کے بیٹھو جہاں بھی لے کر جا رہی ہوں ”  
وہاں پہنچ کر خود دیکھ لینا اوہ! مجھے یاد آیا تم تو اندھی ہو تم کیسے  
”دیکھو گی

مول کو چپ کروا آخر میں اس کا مزاق بناتے وہ ہسنے لگی - ہر بار  
کی طرح اس بار بھی مول کی آنکھوں میں اپنے اندھے پن کا  
مزاق بننے پر آنسو  
آگئے - جنہیں اس نے بے دردی سے صاف کیا تھا - تھوڑی ہی  
دیر بعد اسے

گاڑی رکتی محسوس ہوئی - ارم نے گاڑی سے نکل اس کی طرف کا  
- دروازہ کھولا

چلو جلدی سے باہر نکلو“ ارم نے بولنے کے ساتھ اس کا بازو  
- پکڑا اسے باہر نکالا تھا

- باہر نکل اسنے اپنے ہاتھ میں فولڈ چھڑی کو سیدھا کیا  
یہاں کھڑی رہو تھوڑی دیر“ ارم نے اسے گاڑی کے پاس ہی  
- کھڑا کرتے قوفت بھرے لہجے میں کہا

آ.. آپ ی.. یہ ک کون سی جگہ ہے“ مومل دیکھ تو نہیں سکتی  
تھی

مگر وہاں سنائی دینے والی گیدڑوں کی خوفناک آوازیں سن

اسے اتنا تو پتا چل گیا تھا کہ یہ کوئی سنسان علاقہ ہے - ”ارے  
مول تم تو اندھی کے ساتھ ساتھ ہلکی بھی ہو گئی“ ارم پھر سے  
اس پر ہستے ہوئے بولی

اور اس کے سوال کو نظر انداز کر گئی - ”آپی بب بتائیں نا مجھے  
”کہاں لے کر آئی ہیں

- اس بار مول نے ڈرنے کے سوا کچھ روتے ہوئے پوچھا تھا  
تجھے زیادہ موت پری ہے جاننے کی تو سن تجھے ہم نے بیچ دیا ہے  
تو تجھے تیرے گاہک کے

حوالے کرنے آئی ہوں اچھا ہے نہ ہمارے سر سے تمہارا منہوس  
سایہ مٹے گا“ ارم تو نا جانے کیا کیا بول رہی تھی مگر مول کے  
”کانوں میں تو ایک ہی فکر اگوںج رہا تھا“ ہم نے تمہیں بیچ دیا ہے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

وہ مانتی تھی کہ تایا کی فیملی کو وہ کبھی پسند نہیں تھی - تیرہ سال کی  
تھی وہ جب

اس کے ماں باپ کی کار ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی تھی اس وقت  
مول بھی ان کے ساتھ تھی - اس حادثے میں ہی اس نے اپنی  
آنکھیں کھو دی تھیں - اس کی خوبصورت

- رنگوں سے بھری زندگی بے رنگ ہو گئی

اس دن کے بعد سے اس کا بچپن ختم ہو گیا تایا نے اسے دنیا  
دیکھاوے کے لیے ساتھ

- تو رکھا مگر صرف اس کے بابا کی جائیداد کی خاطر

تایا تائی اور ارم اس سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے -  
مگر آج اسے یقین نہیں



آ رہا تھا کہ وہ اسے بچ چکے ہیں - آپنی بی... یہ آپ کیا کک.. کہہ  
رہی ہو؟ مم.. مزاق

کر رہی ہونا مجھ سے؟ اس نے آس بھرے لہجے میں اس سے  
پوچھا شاید ابھی

وہ ہس کر کہہ دے کہ میں تو مزاق کر رہی ہوں - ہا ہا ہا تیرا میرا  
مزاق ہے کیا؟؟ جو میں تجھ سے مزاق کروں گی؟؟ ” ارے میں  
تو شکر کروں گی تیرے جانے کے بعد کیوں کے تو میری زندگی  
سے جائے گی تو ہی احمد میرا ہو پائے گا ورنہ اسے تو بس تم ہی نظر  
” آتی ہو

بس احمد کے امریکہ جانے کا انتظار تھا ہمیں اس کے ہوتے  
ہوئے تجھے ٹھیکانے

نہیں لگا سکتے تھے نہ اب پرسوں جب وہ آئے گا تو کہہ دیں گے تو  
”بھاگ گئی

تمہیں تمہارا عاشق ساتھ لے گیا“ ارم اس کی آخری امید پر پانی  
- پھیرتی اسے اپنی پد منگ سے اگاہ کرنے لگی  
جبکہ مول تو یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ احمد بھائی کا اس سب سے  
. کیا لینا دینا

احمد دراصل ان کا پھوپھی زاد تھا جو مول کو اپنی بہنوں کی طرح  
ٹریٹ کرتا تھا مگر احمد سے ارم محبت کرتی تھی اس لیے اس کی  
مول سے انسیت

دیکھ غلط مطلب نکال بیٹھی تھی - اسی وجہ سے اسے مول اور زہر  
- لگتی تھی



مول تو ارم کی باتوں سے صدمے میں چلی گئی تھی مگر یہ وقت ہوش سے کام لینے کا تھا اس لیے اس نے جلدی سے ارم کو خود سے دور دھکادیا تھا جس سے ارم کا سر زور سے گاڑی کے بونٹ پر لگا۔ مول جلدی سے اپنی سٹک سے زمین ٹٹولتے وہاں سے بھاگنے لگی۔ جبکہ ارم میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس کا پیچھا کر پاتی وہ اپنے سر کو تھام کر وہیں زمین پر بیٹھ گئی جس سے خون نکل رہا تھا۔ وہیں دوسری طرف مول بس اللہ کو یاد کیے بھاگی جا رہی تھی۔ وہ کافی دیر سے بھاگ رہی تھی

ناجانے کتنی ہی مرتبہ وہ بڑی طرح گری بھی تھی۔ اس دوران اس کی سٹک بھی ناجانے کہاں گر گئی۔ مگر اس وقت اسے صرف اپنی عزت کی فکر تھی۔ اب تو اس کے پاؤں بھی دُکھنے لگے تھے اس لیے وہ ایک درخت کو ٹٹولتے اس کے ساتھ ہی بیٹھنے لگی تھی کہ

جسٹ فور یو از مانیہ خان

پاس پڑے پتھر پر اس کا پاؤں آیا تھا جس کی وجہ سے اس کا پیر  
بڑی طرح مڑا

- اور اس کے منہ سے اچانک چیخ نکلی تھی

.....

کک... کون ہو تتم لوگ؟ اس شخص نے ڈرتے ہوئے سامنے والوں  
سے پوچھا تھا جو اسے ناجانے زبردستی کہاں لے آئے تھے - وہ تو  
کلب سے نکل کسی سے ملنے جا رہا تھا ویسے بھی اسے دیر ہو رہی  
تھی کہ اچانک اسکی گاڑی روک وہ دونوں اسے زبردستی اپنے  
ساتھ لے آئے تھے یہاں تو دور دور تک کسی زی روح کا نشان بھی  
نہ تھا اور سامنے والوں

کے ہاتھوں میں ہتھیار دیکھ اس کے چہرے پر خوف پھیلا ہوا تھا۔  
اس کے سوال پر سامنے والوں نے کوئی تاثر نہ دیا کہ تبھی وہاں دو  
- اور لوگ آئے تھے

ہمارے مہمان کو زیادہ ہمارا انتظار تو نہیں کرنا پڑا نا؟؟ آنے والوں  
میں سے ایک نے پوچھا۔ مگر اس کے لہجے میں کچھ ایسا ضرور تھا  
جس سے سامنے زمین پر گھٹنوں

کے بل بیٹھے شخص کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ کک... کون ہو  
تم؟؟ اس شخص نے پھر سے اپنے ڈر پر قابو پانے کی ناکام کوشش  
کرتے سامنے والے سے پوچھا۔ ”سنا ہے تمہیں اپنے نفس پر قابو  
نہیں ہے اور تمہیں معصوم کلیوں سے کھیلنے کا بہت شوق ہے“

سامنے والے نے بے حد سفاک لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔ جبکہ

جسٹ فور یو از مانیہ خان

اس کی بات پر اس شخص کے چہرے کا رنگ اُڈا تھا - تت.. تمہیں  
کیسے تتم کک... کون ہو؟؟

اس شخص نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا جس پر سامنے والے نے  
- سفاک لہجے میں کہا تھا

بلڈی ڈیول

جس پر اس شخص کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئی تھیں - بلڈی  
ڈیول کو کون نہیں جانتا تھا بلڈی ڈیول یعنی موت - لوگ اس کے  
نام سے کانپتے تھے وہ موت کا دوسرا  
نام نہیں بلکہ موت اس کا دوسرا نام تھی - مگر آج تک کسی نے  
- اسے دیکھا نہیں تھا

اسے دیکھنے کا شرف دو طرح کے لوگ رکھتے تھے ایک جسے وہ

- چاہتا تھا اور دوسرے وہ جس کو اگلے جہان پہچانا ہوتا

مگر اس کا ٹارگٹ صرف بڑے لوگ تھے اور سامنے موجود شخص

اب اس کا ٹارگٹ تھا کیوں کہ اس نے ایک دس سال کی بچی کو اپنی

حوس کا نشانہ بنا کر مار دیا تھا - اور اپنے پیسے کے زور پر معملا رفع

دفع کروا دیا تھا - مگر بلڈی ڈیول کی عدالت سے نہیں بچ پایا اور

اسے اب سزائے موت کی سزا سنائی گئی تھی - ”چل آج تیری

حوس کا علاج کرتا ہوں تجھے معصوم بچوں کی معصومیت چھیننے کا بہت

”شوق ہے نہ آج میں تجھ سے تیری زندگی ہی چھین لوں گا

بلڈی ڈیول نے اس کی گردن اپنی مضبوط گرفت میں لیتے سرد لہجے

- میں کہا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

نہن.. نہیں پپ... پلینز مجھے معاف کر دو تمہیں خدا کا واسطہ ”

“سامنے والے نے گڑگڑاتے اس سے زندگی کی بھیک مانگی - ”خدا!

تب خدا یاد نہیں آیا جب ایک معصوم کی

عزت اور زندگی دونوں چھین رہا تھا چل اب تیرا وقت ختم “ یہ

کہتے ہی اس نے ساتھ

والے کے ہاتھ سے کچھ پکڑا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ اس شخص کے

گلے پر اس چیز کو

پھیر چکا تھا - بلڈی ڈیول نے ہاتھ میں پکڑے چاکو کو چاند کی روشنی

میں دیکھا تھا جو خون سے تر ہو چکا تھا کہ تبھی چیخ کی آواز سن اس

نے اور اس کے دوسرے ساتھی نے کچھ مڑ کے دیکھا تھا جہاں

ایک لڑکی درخت کے ساتھ بیٹھی تھی اس کا رخ ان ہی کی جانب

- تھا



بی ڈی لگتا ہے اس لڑکی نے سب دیکھ لیا ہے یہ ہمارے لیے ”  
اچھا نہیں ہو گا“ ساتھ والے نے بلڈی ڈیول سے کہا۔ ”ہمم اس  
لڑکی کو پیلس کے ٹورچر روم لے کر چلو میں بھی آتا ہوں اور ہاں  
ڈینجر اسے بیہوش کرنا مت بھولنا“ بی ڈی یعنی بلڈی ڈیول نے ساتھ  
والے کو اس کے نام سے مخاطب کرتے کہا اور واپس سے اس  
شخص کی جانب متوجہ ہوا تھا جو زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا  
- اور نیچے بیٹھ کر اس نے سامنے والے کی دونوں آنکھوں میں چاکو  
مارا - یہ اس کا طریقہ تھا کہ صبح پولیس کو پتا چل سکے اس بد بخت  
نے آخری بار بلڈی ڈیول کو دیکھا تھا - مزید وہ لاش کے بازو پر بی  
ڈی لکھ رہا تھا تا کہ یہ بات یقینی ہو کہ اسے بی ڈی نے ہی مارا ہے  
- وہ ہمیشہ لاش پر اپنی مہر چھوڑتا مگر آج تک اسے کوئی پکرا پایا تھا  
وجہ ثبوت نہ ہونا تھا ان دو نشانیوں سے وہ اسے پکڑنے سے رہے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کیوں کہ آج تک اسے دیکھنا تو دور اس کا اصل نام بھی کوئی نہیں جانتا تھا۔ اپنا کام مکمل کرتے اس نے وہاں پہلے سے موجود آدمیوں کو لاش لے جانے کا اشارہ کیا تھا جو اسے لے کر بھی آئے تھے۔

اس کے اشارہ کرتے ہی وہ دونوں آدمی اس شخص کی لاش کو لے گئے تھے۔ ان کے

جاتے ہی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ اسے سٹارٹ کر چکا تھا۔ اس کا رخ پیلس کی طرف تھا اسے ابھی اس لڑکی سے بھی نہ پتا تھا

.....

وہ اپنا پاؤں پکڑے وہیں زمین پر بیٹھ گئی تھی اسے اپنے اندھے ہونے پر بہت رونا آ رہا تھا۔ ابھی وہ اپنی قسمت پر ماتم کر رہی تھی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کہ اسے اپنے قریب قدموں کی آہٹ سنائی دی اس سے پہلے کہ وہ  
ڈر کے مارے چیختی آنے والے نے اس کی ناک پر  
- کچھ رکھا تھا اور وہ حوش و حواس سے بے گانہ ہو گئی

.....

کہاں ہے وہ لڑکی؟؟ اس نے پیلس آتے ہی ڈینجر سے پوچھا تھا -  
”بی ڈی تمہارے کہنے کے مطابق میں نے اسے ٹورچر روم میں رکھا  
ہے“ ”چلو میرے ساتھ زرا اس لڑکی

سے نیٹ لیں“ اس نے ڈینجر کو جواب دیتے اپنے ساتھ چلنے کا کہا  
تھا جسے سنتے ہی ڈینجر اس کے ہم قدم ہوا تھا - ٹورچر روم پہنچتے ہی  
اس کی نظر سامنے کرسی پر بندھی لڑکی پر گئی تھی - جو ابھی تک  
بیہوشی کی حالت میں تھی . اسے دیکھتے ہی بی ڈی نے ڈینجر کو اشارہ

کیا تھا جسے سمجھتے ڈینجر نے پانی سے بھرا گلاس اس لڑکی کے منہ پر پھینکا - پانی منہ پر پرتے ہی اسے ہوش آنے لگا تھا۔ آہستہ سے آنکھیں کھول اس نے اپنے ہاتھ ہلانے کی کوشش کی تھی مگر اس کے ہاتھ بندھے ہونے کے سبب وہ انہیں حرکت دینے سے قاصر تھی - جب کہ اس کے آنکھیں کھولتے ہی اس کی آنکھیں دیکھ بی ڈی بھی چند پل کے لیے ساکت ہو گیا تھا - ایسا نہیں اس نہیں کہ اس نے کوئی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی تھی وہ خود بھی خوبصورتی کی مثال تھا اس کی گرے آنکھیں اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتی تھیں مگر سامنے موجود لڑکی کی سکائے بلیو آنکھیں دیکھ وہ چند پل کے لیے ان کی خوبصورتی میں کھو گیا اور اس پر لڑکی کا خوبصورت چہرہ - وہ واقع اس وقت کوئی پرستان کی پری لگ رہی تھی

بی ڈی جلدی سے اس جادو گرئی کے سحر سے نکلا تھا جس کے حسن نے بی ڈی جیسے شخص کو بھی چند پل کے لیے اپنا اسیر کر لیا تھا۔ اے لڑکی کون ہو تم؟؟ اس کے بولنے سے قبل ڈینجر نے اس لڑکی سے سوال کیا۔ کک... کون ہو آپ لوگ؟؟ اور میں کہاں ہوں؟؟ مومل نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا اسے یہ خوف کھائے جا رہا تھا کہ ارم نے اسے جنہیں بیچا تھا کہیں وہ ان لوگوں کے ہاتھ تو نہیں لگ گئی؟؟

”تم سے جتنا پوچھا گیا ہے اس کا جواب دو اپنا سوال نامہ بند کرو“ اور بتاؤ کیا نام ہے تمہارا؟؟ اور تم وہاں کیا کر رہی تھی؟؟ م...م... میرا نام م...م... مو... مل ہے۔ اس کے نام بتانے پر اس بار بی ڈی کی جانب سے سرد لہجے میں سوال آیا تھا۔ تو مس مومل تم نے وہاں کیا دیکھا تھا؟؟ ”پوچھے کے انداز سے صاف ظاہر تھا جیسے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کہا گیا ہو کہ اگر تم نے کچھ دیکھا بھی ہے تو بھول جاؤ کہ تم نے کچھ دیکھا تھا “مم... میں نن... نے کچھ

نہیں دیکھا آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں؟؟

دیکھو لڑکی زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں سیدھی طرح ”

سمجھا رہا ہوں کہ اگر تم نے پولیس کو اس بارے میں بتایا تو تم

“جانتی نہیں میں تمہاری حالت کیا کروں گا

میں سچ کہہ رہی ہوں کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا - میں کیسے کچھ

دیکھ سکتی ہوں ؟

اس بار مول نے بنا ڈرے کہا تھا - کیوں؟؟ تم کیوں نہیں دیکھ

سکتی؟؟ کیا تم اندھی

ہو جو تم دیکھ نہیں سکتی؟؟



ہاں کیوں کہ میں اندھی ہوں میں نہیں دیکھ سکتی میں نہیں ”  
جانتی تم کس بارے

میں بات کر رہے اور کس جگہ کی بات کر رہے ہو“ موئل نے  
روتے ہوئے کہا تھا - جبکہ اس کے خود کو اندھا کہنے پر بی ڈی اور  
ڈینجر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا - ”بی ڈی مجھے لگتا ہے  
یہ جھوٹ بول رہی ہے - تاکہ ہم اسے چھوڑ دیں“ ڈینجر نے اپنے  
دل آئی بات کہہ دی - میں جھوٹ نہیں بول رہی - میرا یقین کرو  
موئل نے جلدی سے

- انہیں یقین دلانے کی کوشش کی تھی

اچھا زرا مجھے یہ بتاؤ آدھی رات ایک ویرانے میں ایک اندھی لڑکی  
کا کیا کام؟؟

بی ڈی کے پوچھنے پر مول نے اپنے ساتھ ہوا سارا واقع سنا ڈالا - ”  
تمہیں لگتا ہے میں پاگل ہوں جو تمہاری بات پر یقین کر لوں گا “  
میں سچ کہہ رہی ہوں خدا را میرا یقین کرو مجھے جانے دو “ مول  
نے پھر سے سامنے والے سے التجا کی تھی - ” دیکھتے ہیں تمہاری  
بات میں کتنی سچائی ہے ڈینجر ڈاکٹر کو بلاؤ ابھی پتا چل جائے گا کون  
کتنا سچا ہے “ بی ڈی ڈینجر کو حکم دیتے ٹورچر روم سے نکل گیا تھا  
اور اس کے پیچھے ہی ڈینجر اپنا فون نکالتے اس پر کچھ ڈائیل کرتے  
باہر نکل گیا تھا - پیچھے مول اپنی قسمت پر ماتم کرتی رہ گئی تھی جو  
- نجانے اسے اب کس نوڑ پر لے کر جانے والی تھی

.....

ڈاکٹر نے آکر مول کے اندھے پن کی تصدیق کر دی تھی جسے سننے  
کے بعد بی ڈی کچھ

لمہوں کے لیے کچھ بول ہی ناپایا تھا - کیا سچ میں اتنی خوبصورت آنکھیں دیکھنے کی

نعمت سے مرحوم تھیں؟؟ ”دیکھا میں سچ کہہ رہی تھی مگر آپ لوگوں کو یقین نہیں تھا“ ڈاکٹر کے بتاتے ہی مول فوراً بولی - مول کے بولنے پر بی ڈی نے اس کی جانب دیکھا تھا - ڈاکٹر ان کے اپنے - گینگ کا تھا تو شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی

! ڈینجر

اس لڑکی سے پوچھ کر اسے چھوڑ آؤ اس کے گھر ” ” نہیں ” مجھے گھر نہیں جانا میں آپ کو بتا چکی ہوں میرے تایا ابو لوگوں نے میرے ساتھ کیا کیا ہے اگر میں گھر واپس گئی تو وہ لوگ مجھے پھر سے بیچ دیں گے آپ لوگ مجھے دارالامان چھوڑ آئیں ” بی ڈی جو ڈینجر کو حکم کر وہاں سے جانے والا تھا مول کی بات سن اس کے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

قدم وہیں رک گئے تھے ہاں واقع وہ لڑکی گھر نہیں جاسکتی تھی مگر دارالامان کے حالات بھی اسے بہت اچھے سے معلوم تھے وہ اسے - دارالامان بھی نہیں بھیج سکتا تھا

ڈینجر پیلز کے بند کمروں میں سے ایک کمرہ اس لڑکی کے ” لیے تیار کروا دو یہ آج سے یہیں رہے گی “ بی ڈی کی بات سن ڈینجر اور مول دونوں حیران رہ گئے تھے ” نہیں مجھے یہاں نہیں رہنا مجھے دارالامان بھیج دیں میں وہاں رہ لوں گی “ مول نے جلدی سے منع کرتے کہا - اس کے منع کرنے پر بی ڈی نے غصے بھری - آنکھوں سے اسے دیکھا تھا

جس دارالامان کو تم اپنے لیے سیف سمجھ رہی ہو نہ وہاں ” لڑکیوں کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے تمہیں پتا چل جائے نہ تو تم اس کے پاس سے گزرنے سے بھی ڈرو تم جیسی اندھی تو اور آسان

جسٹ فور یو از مانیہ خان

حذف ہو گی ان لوگوں کے لیے سوچ سوچا یہاں رہو یہاں  
تمہاری عزت اور جان دونوں محفوظ ہیں انسانیت کے ناطے تمہاری  
”مدد کر رہا ہوں تم بے فکر رہو تم یہاں سیف ہو  
مگر میں کیسے ...؟؟“ بس مینے جو کہنا تھا سو کہہ دیا ”مومل جو  
اعتراض کرنے ہی لگی تھی بی ڈی نے اسے بولنے سے پہلے ہی چپ  
- کروا دیا تھا

اور خود کمرے سے باہر نکل گیا تھا - بی ڈی کے جاتے ہی ڈینجر بھی  
- باہر نکل چکا تھا  
اور باہر جا کر اس نے ملازمہ کو مومل کو باہر لانے بھیجا تھا اس  
- دوران ڈاکٹر کب کا جا چکا تھا

.....

گھر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اسے اماں نے دیکھا تھا۔ ہائے  
میں مر گئی ارم میری بچی یہ تیرے سر پر کیا ہوا؟؟ اماں جلدی  
سے بھاگ کر اس کے قریب گئی تھیں

جبکہ ان کے بولنے پر ابا بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ ”  
یہ سب اس اندھی کا

کیا کرا ہے سالی بھاگ گئی مجھے دھکا دے کر میرا سر گاڑی میں لگا  
اور چوٹ لگ گئی“ ارم نے غصے سے دانت پیستے کہا جیسے دانتوں  
کے نیچے مول کو چبا رہی ہو۔ ”ہائے ہائے اللہ پوچھے تجھے مول  
میری پھول سی بچی کو چوٹ پہنچائی تو نے“ اماں تو  
فوراً مول کو بدعائیں دینا شروع ہو چکی تھیں۔ ”وہ سب تو تھیک

ہے مگر وہ



جسٹ فور یو از مانیہ خان

بھاگ کیسے گئی اسے تو کچھ نظر بھی نہیں آتا “ ابا جو تب سے خاموش بیٹھے تھے بولے - ” پتا نہیں کہاں گئی؟؟

پہلے تو چوٹ کی وجہ سے میں اس کے پیچھے نہ جا پائی مگر تھوری دیر بعد درد برداشت کرتے اسے ڈھونڈنے گئی تھی مگر وہ مجھے کہیں نہیں ملی بہت ڈھونڈا پر پتا نہیں کہاں گئی تھک ہار کر سر پر پٹی کروا کر گھر واپس آئی ہوں ” چلو دفع کرو اسے تم آرام کرو میری بچی اچھا ہوا اس منہوس کا سایہ ہمارے سر سے ٹلا “ اماں نے ارم کو پیار کرتے ہوئے کہا

” وہ سب تو تھیک ہے مگر اب اس آدمی کا کیا کرنا ہے جس سے “ اس کے پیسے لیے ہیں اب تو ہم کافی رقم خرچ بھی کر چکے ہیں “ ابا کی ٹینشن سے بھری آواز گونجی - ” بالکل ابا میں بھی یہ ہی سوچ رہی ہوں اور سچ بتاؤں میں اسی لیے وہاں سے جلدی بھاگ آئی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کہ کہیں وہ آدمی ہی نہ آجائے ” ارم نے ابا کی بات پر جلدی سے کہا۔ ” چلو ابھی تم آرام کرو باقی کی بعد میں سوچیں گیں “ ابا نے کہتے بات ختم کی اور اپنے کمرے کی طرف بھر گئے۔ ان کے جاتے ہی ارم بھی اپنے کمرے کی جانب چل دی جبکہ اماں وہیں بیٹھیں مومل کو کوسنیں لگیں۔

.....

! بی ڈی

بی ڈی میری بات سنو۔ ڈینجر نے بی ڈی کے پیچھے ہی ٹورچر روم سے نکلتے اسے پکارا۔

جسٹ فور یو از مانیہ خان

”ڈینجر میرا ابھی بات کرنے کا کوئی موڈ نہیں اور نہ ہی میں تمہارے کسی سوال کا جواب دینے والا ہوں“ بی ڈی نے اکتائے ہوئے لہجے میں ڈینجر سے کہا۔ ”کیا مطلب

تمہاری اس بات کا تمہیں جواب دینا ہو گا“ تم کیسے کسی اجنبی کو ہمارے پیلس میں رکنے کی اجازت دے سکتے ہو؟؟ وہ بھی ایک لڑکی کو؟؟

میرا موڈ خراب نہ کرو حمدان ابھی میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتا ہوں“ اب کی بار اس نے ڈینجر کا ریل نیم لیتے کہا مگر لہجہ جوں کا توں تھا۔ ”دیکھو بی ڈی تم اسے کہیں اور بھیج دو جہاں وہ محفوظ رہے مگر یہاں نہیں یا یہاں اسے رکھنا خطرناک ہو سکتا ہے“

- حمدان عرف ڈینجر نے سمجھانے والے انداز میں اسے کہا

مجھے سمجھانے کی کوشش مت کرو پہلی بات کہ اس سے ہمیں ”  
کوئی خطرہ نہیں

دوسری اور آخری بات بی ڈی کے گھر سے زیادہ سیو جگہ اس کے  
لیے کوئی نہیں ” اب بات ختم جاؤ اور اپنا کام کرو ” بی ڈی اپنی  
بات مکمل کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ ڈینجر ابھی بھی  
اس رستے کو پُر سوچ انداز میں دیکھ رہا تھا جہاں سے ابھی بی ڈی گیا  
تھا۔ یہ نہیں تھا کہ ڈینجر کو مول سے کوئی مسئلہ تھا اسے تو بس بی  
ڈی کے فیصلے پر حیرت تھی کیوں کہ بی ڈی اور کسی لڑکی پر  
بھروسے کرے اور اوپر سے

اسے پیلس میں رہنے کی اجازت بھی دے یہ بات ہضم نہیں ہوئی۔  
کیوں کہ بی ڈی کے نزدیک بس ایک ہی صنف نازک کی اہمیت تھی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

جو اس کی بہن تھی - مگر توبہ یا اللہ وہ نازک تو بالکل بھی نہیں تھی

-

یہ ساری باتیں اس کے دماغ کا دہی بنا رہی تھیں - مگر اچانک ہی اپنے دماغ میں آنے والی سوچ کے تحت اس نے آنکھیں پھارے ڈی کے کمرے

کے بند دروازے کو دیکھا - کہیں بی ڈی کو اس لڑکی سے ..... اس سے آگے وہ سوچ

بھی نہیں پایا تھا - نہیں نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ حمدان ملک تو پاگل ہو گیا ہے کچھ بھی سوچ رہا ہے - اس نے اپنے دماغ کو اپنے - دونوں ہاتھوں کے درمیاں پیٹتے کہا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ویسے ہو بھی سکتا ہے - نہیں ایسا کیسے ممکن ہے؟ ویسے کوئی حرج  
- بھی نہیں

اپنے کمرے کی جانب بڑھتے اپنے خیالوں میں گم اپنی ہی باتوں میں  
الجھا وہ اس کچھ دیر پہلے والا ڈینجر بلکل بھی نہیں لگ رہا تھا - جس  
- کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا

کیوں کہ اس وقت وہ ڈینجر نہیں حمدان تھا - جو اپنے زہن میں  
چلنے خیالات پر کبھی مسکراتا تو کبھی پاگلوں کی طرح نہ میں گردن  
ہلاتا - آخر تھک ہار کر اپنی سوچوں پر لعنت بھیج وہ سونے کے لیے  
اپنے بستر میں گھس گیا کیوں کہ بس کل کی ہی  
تو بات تھی پھر اس کی پاٹرن نے آ جانا تھا - اور اس کے ساتھ مل  
کر اب اسے



- اس بات کا پتا لگانا تھا کہ آخر بی ڈی کے دماغ میں چل کیا رہا ہے

.....

صبح ہوتے ہی بی ڈی اور ڈینجر کہیں جا چکے تھے اور مول کو کھانا ملازمہ نے کمرے میں ہی دے دیا تھا جو اس نے دو نوالے لے کر چھوڑ دیا۔ اسے اس وقت یہی فکر تھی کہ اس کا یہاں رہنا سیف ہے یاں نہیں مگر جو بھی ہو اس کے علاوہ کوئی اور آپشن اس کے پاس تھا بھی نہیں۔ اپنے اللہ پر یقین رکھتے اس نے خود کو قسمت کے حوالے کرنے کا سوچ لیا تھا

.....

کمپنی کے اونر فواد بلوچ کا FB جی تو ناظرین آپ کو بتاتے جائیں ”رات بے دردی سے قتل ہو چکا ہے۔ جبکہ لاش کے بازو پر لکھے بی

ڈی اور آنکھوں میں کھوپے گئے چاکو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ فواد بلوچ کا قتل بی ڈی نے ہی کیا ہے مگر پولیس بی ڈی ڈھونڈنے میں ناکامی کا مسلسل سامنہ کر رہی ہے ”نیوز رپورٹر کی بات سن ارم کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔ ”کیا سچ امی بابا آپ نے سنا ابھی رپورٹر نے کیا کہا“ ارم Oh my god میں نے خوشی سے چورلہجے میں امی ابو سے کہا جن کے چہروں بھی ارم کی طرح خوشی سے چمک رہے تھے

ہاں سچ میں ارم میں تو کل رات کی سوچ سوچ کر پریشان ہو ”رہی تھی کہ اگر یہ فواد بلوچ آکر ہم سے لڑنے بیٹھ گیا تو کیا کریں گے اور

اس کے پیسے کہاں سے واپس کرتے جو ہم نے آدھے سے زیادہ خرچ بھی کر لیے ہیں“ امی کی بات سن ارم نے ہلایا۔ ”بس پھر کل

جسٹ فور یو از مانیہ خان

اسی وجہ سے نہیں آیا ہو گا وہ وہاں چلو ہمیں کیا ہمارا تو وہ حساب ہو گیا ہے سانپ بھی مر گیا لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی ہاہا“ اپنی بات کہتے آخر میں اس نے قہقہہ لگایا جس میں امی اور بابا کے قہقہے بھی شامل ہوئے

بلکل ٹھیک کہا بیٹا ہمارے تو ایک وارے نیارے ہو گئے مول ” سے بھی جان چھوٹی اس کی جائیداد بھی ہماری اور فواد سے پچاس لاکھ بھی ہمیں مفت میں ملا “ اکبر صاحب نے ارم کی ہاں میں ہاں ملائے کہا اور پھر سے ہال میں ان تینوں کے قہقہے گونجے اس بات سے بے خبر کہ اللہ نے کسی کی پکر کرنی ہو تو اس کی رسی یوں ہی - ڈھیلی چھوڑتے ہیں

.....

بی ڈی اس وقت اپنے گھر والے آفس روم میں بیٹھا تھا - یہ روم پبلس میں خوفیہ حیثیت رکھتا تھا کیوں کہ اس کے بارے میں صرف بی ڈی ڈینجر اور بی ڈی کی بہن جانتے تھے - بی ڈی کے روم کے ساتھ ایچ لائبریری میں رکھی ایک کتاب اس دروازے کا لاک تھا جسے تھوڑا سا سرکاتے ہی لائبریری کی ایک دیوار درمیان سے سرکتی ایک دروازے کی طرح کھلتی تھی جس سے اس آفس میں داخل ہو یا جاتا اس کتاب کا علم بھی ان تینوں کو ہی تھا - کل ساری رات اور آج کا پورا دن بھی وہ سمندری آنکھیں اس کی آنکھوں کے سامنے سے جا ہی نہیں رہی تھیں - اور اس بات پر اسے الگ سے غم کھا رہا تھا کہ وہ آنکھیں دیکھنے کی

صلاحیت نہیں رکھتی تھیں نا جانے کیوں مگر اس کا دل شدت سے چاہا کہ وہ ان آنکھوں میں اپنا عکس دیکھے - وہ جتنی کوشش کرتا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ان آنکھوں کو بھلانے کی مگر اتنی ہی ناکامی کا اسے سامنہ کرنا پرتا  
- اب تو اس کا ضبط بھی جواب

دے چکا تھا اور وہ اچانک آفس روم سے باہر نکل اپنے بیڈ کے پر  
پڑا پسٹل اٹھا کر غصے سے بھرا وجود لیے کمرے سے بھی باہر نکل  
- گیا

.....

وہ جو بی ڈی سے کچھ بات کرنے اس کے کمرے میں جا رہا تھا مگر  
اسے اپنے کمرے سے غصے میں نکلتا دیکھ اس کے پاس آیا جس نے  
ہاتھ میں

گن بھی پکڑ رکھی تھی - بی ڈی کہاں جا رہے ہو اس طرح غصے میں  
؟؟ اس نے جلدی سے اس کی بازو پکڑ کر بی ڈی سے پوچھا -

”حمدان سائیڈ پر ہو جا میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا“ بی ڈی نے اسے سائیڈ کر جانے

کی کوشش کی - ”ارے بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے اور کیسے مارنے جا رہے ہو رات کے بارہ بجے“ اس نے پھر سے اسے روکنے کی کوشش کرتے پوچھا - ”اس لڑکی کو مارنے جا رہا ہوں جس نے کل رات سے جینا حرام کر رکھا ہے میرا“ بی ڈی نے غصے سے بھرا لہجے میں کہا -

کون سی لڑکی؟؟ کہیں وہ رات والی لڑکی تو نہیں؟؟ کیا نام تھا اس کا..... ہاں یاد آیا موٹل ہاں کہیں اس کی بات تو نہیں کر رہے تم؟؟ حمدان نے حیرت سے پوچھا بھلا اب اس لڑکی نے کیا کر دیا جو بی ڈی اسے مارنے پر اتر آیا تھا - ”کل رات سے اس کی آنکھوں بار بار میرے زہن میں آرہی ہیں جتنا اسکے خیال کو جھٹلاؤ ہوں اتنا



خیال زیادہ آتا ہے اور مجھے یہ منظور نہیں کہ کوئی میرے دماغ پر حاوی ہونے کی کوشش کرے۔ ”تمہیں یاد ہے نہ مینے تم سے کہا تھا جس دن کسی نے میری سوچوں پر قابض ہونے کی کوشش کی اسے اسی دن اس دنیا سے ختم کر دوں گا“ بی ڈی کی بات سن حمدان کو پچھلے سال کا واقع یاد آیا جب اس نے بی ڈی سے پوچھا تھا کہ اگر اسے پیار ہو گیا تو وہ کیا کرے گا۔ جس کے جواب میں بی ڈی نے نہایت سفاکیت سے جواب دیتے کہا تھا ”پیار تو دور کی بات اگر کسی نے میری سوچ پر بھی قابض ہونے کی کوشش کی تو اسے اسی دن اس دنیا سے ختم کر دوں گا“ اب تو واقع اسے مارنے جا رہا ہے؟؟ ”تو پاگل تو نہیں ہو گیا نہ ہم نے آج تک کسی بے گناہ کو نہیں مارا اور وہ بے چاری تو پہلے ہی اپنوں کی ستائی ہوئی ہے اور تم اسے مارنے کی بجائے اس کے بارے میں سوچنا بند کرو

جسٹ فور یو از مانیہ خان

“ہاں ہاں پتا ہے کوشش کرتے ہو پر نہیں نکلتی سوچوں سے پر تم خود کو کام میں بڑی کر لو

وہ جو اسے سمجھا رہا تھا نہ سوچنے کی صلاح دینے پر جب اسے “بی ڈی نے خونخار نظروں سے دیکھا تو جلدی سے صفائی دینے لگا۔” دیکھو بی ڈی تب میں نے تمہیں کہا تھا کہ اسے یہاں مت رکھو مگر تم نے اپنی سنی مینے اس کے بارے میں ساری معلومات نکلوائی ہیں وہ واقع معصوم ہے اور بہت دکھوں سے گزری ہے “اگر اسے یہاں پر کوئی تکلیف ہوئی تو؟؟” کیا تم بھول گئے کہ تم نے ہی کہا تھا اس کے لیے سب سے سیف جگہ

یہ پیلس ہے “تو کیا تم اب اپنے ہی مہمان کو مارو گے؟؟ اسے تکلیف پہنچاؤ گے؟؟ حمدان کی بات بی ڈی کو بھی سہی لگی اب اس میں اس لڑکی کا تو کوئی قصور نہیں تھا اس کا اپنا قصور تھا جو اس کے

خیال سے نکل نہیں پا رہا تھا مگر اسے حمدان کا مشورہ سہی لگا کام میں بڑی رہنے کا۔ یہ بات بھی سہی تھی کہ اس لڑکی کو اس نے خود رہنے کی اجازت دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ یہ پیلس سیف ہے اس کے لیے تو وہ اپنے بے قصور مہمان کو کیسے تکلیف پہنچا سکتا تھا۔ ”اوکے تم جاؤ کمرے میں اور بے فکر رہو میں بھی سونے جا رہا ہوں“ حمدان کے کندھے پر تھپکی دے کر کہتے وہ واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ بی ڈی کے جاتے ہی حمدان کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ آئی۔ ”میں نہ کہتا تھا کچھ تو گڑبڑ ہے اوہو بی ڈی کو بھی کوئی بے بس کر سکتا ہے واہ مزہ آ گیا بس اب کل میری پاٹرن بھی آ جائے گی اسے بھی یہ گڈ نیوز دوں گا سن کر خوش ہو گی ہاہا“ اپنی پلاننگ بناتا وہ بھی اپنے کمرے کی جانب - بڑھ گیا

.....

ارم نے اپنی طرف سے احمد کو مول کے خلاف کرنے کی پوری کوشش کی۔ جبکہ احمد کی سمجھ میں خود نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ جو بھی تھا مگر اسے مول پر یقین تھا وہ کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتی تھی کسی کے ساتھ بھاگ جانا تو دور کی بات تھی۔ ارم کے سامنے تو احمد خاموش رہا مگر دل ہی دل میں اصل بات جاننے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

.....

اج پھر مول نے ناشتہ اپنے کمرے میں ہی کیا تھا جبکہ اس وقت حمدان اور بی ڈی ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے اور ہی شرارتی نگاہیں بی ڈی کے چہرے پر لگی ہوئی تھیں۔ ”حمدان اگر تم نہیں چاہتے کہ میں تمہاری یہ انکھیں تمہارے چہرے سے جدا کر

دو تو میری طرف دیکھنا بند کر کے چپ چاپ اپنا ناشتہ کرو“ آخر جب بی ڈی کا صبر جواب دے گیا تو اس نے دھمکی بھرے لہجے میں حمدان کو وارن کرتے ہوئے کہا

جبکہ بی ڈی کی دھمکی سن ہمدان بھی اچھے بچوں کی طرح اپنا ناشتہ کرنے لگا لیکن یہ شرافت بھی کچھ لمحوں کے لیے تھی ہمدان اپنی شرارتی نظریں تو کنٹرول کر چکا تھا مگر تھوڑی ہی دیر بعد شرارتی انداز میں اپنے باورچی خان بابا کو بلانے لگا جو اس کی دوسری پکار پر ہی اس کے سامنے موجود تھے - خان بابا آپ نے وہ گانا سنا ہے؟؟ اس نے خان بابا کو بڑے راز دارانہ انداز میں پوچھا جبکہ بی ڈی اپنی داہنی آبرو اچکائے ناشتہ چھوڑ اسے دیکھنے لگا جیسے جاننا چاہتا ہو کہ حمدان آخر کرنا کیا چاہتا ہے - کون سا گانا صاب جی خان بابا نے تجسس بھرے انداز میں پوچھا کہ آخر وہ کس گانے کی بات کر رہا

تھا۔ ارے وہ ہی خان بابا آنکھ اُٹھی محبت نے انگریزی لی دل کا سودہ  
ہوا چاندنی رات میں تیری نظروں نے کچھ ایسا جادو کیا لٹ گئے ہم  
تو پہلی محبت میں اس سے پہلے کہ حمدان انہیں پورا گانا گا کر سناتا بی  
ڈی کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ جلدی سے اپنی جان بچا کر طرف بھاگا  
اس سے پہلے کہ وہ دروازہ عبور کرتا اندر داخل ہونے والی ہستی کو  
- دیکھ اس کے قدموں کو بریک لگی

پاٹرن!! اس نے بلند آواز میں کہتے اپنی باہیں پھیلائیں مگر وہ اسے  
انگور کیے آگے بڑھ کر بی ڈی کے گلے لگی تھی - کیسے ہیں بھائی؟؟“  
میں نے آپ کو بہت مس کیا“ اس نے لاڈ سے بی ڈی کے گلے  
لگتے پیار سے کہا - ”میں بالکل ٹھیک بیٹا“ تم سناؤ تمہارا مشن ٹوئر  
کیسا رہا؟؟ بی ڈی نے بھی نرم لہجے میں اس سے پوچھا - ”فرسٹ  
کلاس رہا ویسے بھی میں اپنا مشن پورا کر کے ہی رہتی ہوں چاہے



کتنا مشکل کیوں نہ ہو سارے ثبوت لے آئی ہوں اس موٹو پلس  
ٹکے کے ہاہا“ وہ فخر سے اپنی کارکردگی بتاتے ہسنے لگی مگر اس کی  
ہسی کو کسی کی آواز نے روکا تھا۔ مثل کی بچی!! وہ جو تب سے  
اپنے آپ کو اگنور کیے جانے پر اسی جگہ صدمے میں کھڑا تھا ہوش  
میں آتے ہی اس نے چیختے ہوئے اس کا نام پکارتے تن فن کرتا  
اس کے پاس پہنچا۔ ”کمینی عورت میں یہاں تمہارے آنے کا بے  
صبری سے انتظار تھا انگلیوں پر گن گن کر دن گزارے ہیں مینے  
اور تم مجھے ہی اگنور کر رہی ہو“ اس نے لہجے میں غصہ اور دکھ  
سموئے اس پر چڑھائی کی جبکہ مثل کو اس کی حالت مزہ دے رہی  
تھی۔ مگر وہ اسے ناراض نہیں کر سکتی تھی اس لیے جلدی سے  
آگے بڑھ کر اپنے ناراض بڑی کے زبردستی گلے لگتی اسے منانے کی  
- کوشش کرنے لگی

جو اس ٹائم فل غصے میں اسے اپنے سے دور کر رہا تھا۔ مگر مثل جانتی تھی یہ ناراضگی صرف کچھ دیر کی ہی تھی۔ ”بس نہ بڑی اب اچھے بچوں کی طرح مان جاؤ ورنہ مینے اپنے والے طریقے سے منانا ہے“ مثل نے اسے گُدگدی کرنے کے لیے اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے دھمکی بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی دھمکی کام بھی کر گئی تھی

اور حمدان فوراً اپنی پٹری پر واپس آیا تھا۔ ”اچھا اچھا ٹھیک ہے“ مگر نیکسٹ ٹائم ایسا نہ ہو

اس نے مثل کو وارن کرتے کہا۔ ان دونوں کو آپس میں مصروف دیکھ بی ڈی تاسف سے سر ہلاتے وہاں سے جا چکا تھا کیوں کہ یہ تو ہر بار کا ڈرامہ تھا جب بھی مثل کچھ دن بعد گھر آتی تھی یہی سین روپیٹ ہوتے جبکہ

حمدان تو موقع کی تلاش میں تھا بی ڈی کے پیلس سے باہر قدم رکھتے ہی اس نے مثل کو اپنے ساتھ صوفے پر بٹھاتے اسے پچھلے دو دنوں کی روداد سنانے لگا۔ پہلے تو مثل کو لگا کہ وہ مزاق کر رہا ہے مگر اس کا بڈی اس طرح کا مزاق تو نہیں کر سکتا تھا۔ اب تو اسے بھی اس لڑکی سے ملنا تھا جو اس کے بھائی کو قابو کرنے کا ہنر رکھتی تھی مگر پہلے اس کا ارادہ فریش ہونے کا تھا

.....

مثل کی تھوڑی ہی دیر میں مول سے اچھی دوستی ہو گئی تھی اسے مول ہر لحاظ سے اپنے بھائی کے لیے پسند آئی تھی۔ بی ڈی کی طرح اسے بھی مول کی آنکھیں دیکھ یہی دُکھ کھائے جا رہا تھا کہ وہ دیکھنے کی نعمت سے محروم ہیں مگر مول اسے بہت پسند آئی تھی اور مول بھی اس اے مل کر بہت خوش تھی پہلے تو اسے یہی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

پریشانی تھی کہ ملازمہ کے علاوہ یہاں کوئی اور عورت نہیں تھی پر  
مشل کے آنے سے اس کی پریشانی دور ہو گئی تھی اسے اپنی یہ نئی  
- دوست پسند آئی تھی

.....

اس وقت اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ماموں لوگوں کا حشر کر  
دے - اسنے آج ہی ماموں لوگوں کی باتیں سنیں تھیں مول کے  
لاپتہ ہونے پر اسے ماموں لوگوں پر شک تو پہلے ہی تھا پر ان کی  
باتیں سن کتنی ہی دیر وہ یقین نہ کر پایا تھا کہ وہ لوگ مول کو پیچ  
چکے تھے مگر اگلی

بات پر اسے اور پریشانی نے آگھیرا تھا - اگر مول وہاں سے بھاگ  
گئی تھی تو وہ اس وقت کہاں ہو گی اسے حد سے زیادہ مول کی فکر  
- ہو رہی تھی

دارلaman ہو سپٹل ہر وہ جگہ جہاں اس کے ملنے کے چانسز تھے  
اسنے پتا کروایا تھا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا پولیس میں بھی اس نے  
ایف آئی آر درج کروادی تھی مول کے لاپتہ ہونے کی مگر ابھی  
تک مول کی کوئی بھی خبر نہیں تھی - ماموں لوگوں پر اس کا غصہ  
الگ سے بڑھ رہا تھا وہ پولیس میں کمپلین کرتا مگر اس کے پاس ان  
کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا اور یہیں وہ بے بس تھا - مگر وہ ہار  
ماننے والوں میں سے نہیں تھا - اسے مول کو ڈھونڈنا تھا اپنی گڑیا  
کو ڈھونڈنا تھا - اسکی کوئی بہن نہیں تھی مگر مول کو اسنے ہمیشہ  
- اپنی بہن سمجھا تھا

وہ اچھے سے جانتا تھا ماموں لوگوں کا مول سے رویہ اسی لیے  
امریکہ کی بجائے اسنے پاکستان رہنے کو فوقیت دی تاکہ مول کو

جسٹ فور یو از مانیہ خان

سپورٹ کر سکے مگر اسکے امریکہ جاتے ہی ماموں لوگ اپنا کھیل  
- کھیل گئے تھے

اسے بس اب اپنے اللہ سے امید تھی ایک وہی تو ہیں جو اپنے  
بندوں کی سنتے ہیں اور ان کی ہر مشکل میں مدد کرتے تھیں اور  
اسے یقین تھا مول کو بھی اللہ جی نے اپنی حفاظت میں رکھا ہو گا  
-

.....

ہال میں دیوار پر لٹکی گھڑی اس وقت رات کے دس کا ہندسہ دکھا  
رہی تھی - بی ڈی اور حمدان ابھی ڈنر شروع کرنے ہی لگے تھے کہ  
مشل مول کو اپنے ساتھ زبردستی کھنچتی دامننگ ٹیبل پر لے آئی -  
بی ڈی نے بڑی گہری نظروں سے اس ساحرہ کو دیکھا تھا جس کے  
سحر سے وہ چاہ کر بھی خود کو آزاد نہیں کر پا رہا تھا - ”چپ چاپ



بیٹھو یہاں اور ڈنر کرو“ ہر وقت کمرے میں بند پتا نہیں کیسے رہ لیتی ہو؟؟ مثل نے اسے بی ڈی کے سامنے والی کرسی پر بیٹھاتے ہوئے کہا -

مجھے عادت ہے مثل آپي احمد بھائی بھی یہی کہتے تھے کہ مول ” کمرے سے باہر نکلا کرو پر میرا دل نہیں کرتا“ اس نے سادہ سے لہجے میں کہتے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائی تھیں -

اوہ مائے گوڈ مول تمہارے نیلز کتنے پیارے ہیں ان کی شیپ ” کتنی پیاری بنائی ہے تم نے“ مول کے نیلز دیکھ مثل ان کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکی - ” میں نے نہیں بنائی آپي احمد بھائی بناتے تھے ہر اتوار کو وہ میرے نیلز کی شیپ درست کرتے تھے“ مول نے اسے تفصیل بتاتے کہا - ” اوہ اچھا!

ویسے احمد تمہارہ بھائی ہے کیا؟؟؟ پر تم تو کہہ رہی تھی تم اکلوتی  
”بیٹی تھی اپنے موم ڈیڈ کی

مشل نے جب اس کی ہر بات میں احمد کا نام سنا تو تجسس کے تحت  
پوچھ لیا جبکہ اس دوران حمدان اور بی ڈی کھانا کھانے کے ساتھ ان  
دونوں کی گفتگو بھی دیہان سے سن رہے تھے بی ڈی کو بھی بار بار  
مول کی زبان سے احمد نامی لڑکے کا ذکر اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

مشل کے پوچھنے پر اس کی نظریں بھی مول

کے بے داغ چہرے پر ٹک گئیں تھیں جیسے وہ بھی جواب سننا چاہتا  
ہو۔ ”نہیں آپی وہ میرے سگے بھائی نہیں ہیں میری پھپھو کے بیٹے  
ہیں پر مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں بالکل چھوٹے بچوں کی طرح  
ٹریٹ کرتے تھے مجھے تایا ابو لوگوں کی ڈانٹ اور مار سے بھی  
بچاتے تھے۔

آپ دیکھنا وہ مجھے ڈھونڈ لیں گے پھر مجھے لے جائیں گے اور میں یہاں سے چلی.....“ ”بس بند کرو اپنی بکواس باتیں اور کھانا شروع کرو دونوں“ اس سے پہلے کہ مول اور کچھ بولتی بی ڈی کا صبر جواب دے گیا تھا اس نے غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ڈھارتی آواز میں کہا - جبکہ مول جو تب سے سمجھ رہی تھی کہ وہ اور مثل اکیلی ہیں بی ڈی کی

دھاڑ پر پوری کانپ گئی تھی - مثل بھی جلدی سے اپنے لیے کھانا نکالنے لگی - ”کول ڈاؤن بی ڈی کیا ہو گیا ہے وہ بات ہی تو کر رہی ہیں“ جبکہ حمدان کے سمجھانے والے - انداز پر بی ڈی نے اسے غصے سے دیکھا تھا اور حمدان صاحب کے اندر کی بزرگانہ روح فوراً - سے پہلے اپنا بوریا بستر باندھ نو دو گیارہ ہوئی تھی

.....

چلو بھی مول کہا نہ بھائی کچھ نہیں کہیں گے کل تو اس لیے ”  
ڈانٹ دیا کیوں کہ انہیں پسند نہیں ہے کھانے کے وقت باتیں کرنا  
ورنہ میرا بھائی بہت کیوٹ ، پولائٹ اور بہت اچھے ہیں “ مول جو  
باہر ڈائننگ ہال جانے سے منع کر رہی تھی مثل نے اسے منانے  
کی بھرپور کوشش کرتے آخر میں دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ بولا  
- ”آپی مجھے ڈر لگتا ہے آپ کے بھائیوں سے میں نہیں جا رہی  
باہر میں کمرے میں ٹھیک ہوں “ مول نے پھر سے صاف انکار کیا  
تھا - ”پہلے تو مجھے آپي بولنا بند کرو میں صرف تم سے دو سال بڑی  
ہوں اور دوسری بات تمہاری پہلی ملاقات اچھی نہیں رہی نہ ان  
سے اس لیے ڈر رہی ہو مگر سچ میں میرا یقین کرو میرے بھائی بہت  
اچھے ہیں چلو تم میرے ساتھ اب میں تمہاری کوئی بات نہیں سن  
رہی چلو جلدی جوتا پہنو “ مثل نے اس کا ہاتھ پکڑ بیڈ سے نیچے

اتارتے اسے کہا اور مول بھی خاموشی سے اس کی بات ماننے لگی۔  
سب لوگ ناشتہ کر کے فارغ ہو چکے تھے مثل اور مول ہال میں  
دوسرے سے باتوں میں مصروف بیٹھی تھیں جبکہ پاس ہی ہمدان اور  
بی ڈی کسی موضوع پر بحث کر رہے تھے۔ ”بھائی اپ کو پتہ ہے  
اج مول ناشتہ کے لیے نہیں ارہی تھی کیونکہ اسے لگتا ہے اپ  
اسے پھر سے کل کی طرح ڈانٹیں گے حالانکہ اپ نے اسے اکیلی کو  
تو نہیں ڈانٹا تھا مجھے بھی ساتھ ڈانٹا تھا پر یہ بیچاری تو صبح اہی نہیں  
رہی تھی زبردستی لے کے آئی ہوں“ وہ دونوں جو ایک دوسرے  
کے ساتھ کسی امپورٹنٹ بات پر بحث کر رہے تھے مثل کی بات  
- پر دونوں نے بیک وقت مول کی طرف دیکھا تھا  
ارے سسٹر اپ ہم سے کیوں ڈر رہی ہے اگر اپ اس دن کے ”  
واقعے کی وجہ سے ڈر رہی ہیں تو آئی ایم سو سوری دراصل اس دن

ہم نے اپ کو غلط سمجھا تھا لیکن اب دیکھیں نا ہم نے اس کے بعد  
اپ سے کسی طرح کی کوئی سختی نہیں کی اس دن ہمیں غلط فہمی ہو  
گئی تھی اور دیکھیں اگر اس دن وہ غلط فہمی نہ ہوتی تو نہ جانے اپ  
اس وقت کہاں ہوتیں کہاں در در کی ٹھوکریں کھا رہی ہوتیں جو  
کچھ ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے اور مجھ سے ڈرنے کی تو بالکل  
بھی ضرورت نہیں کیونکہ میں بہت نائس پرسن ہوں نہیں یقین تو  
مشل سے پوچھ لیں ہاں اپنی اپنی ڈیوٹی پہ ہوتا ہوں تو میں سخت ہو  
جاتا ہوں کیونکہ ڈیوٹی کے اگے کوئی چیز نہیں اور اگر ڈیوٹی پر تھوڑا  
سا بھی نرم پڑ جاؤں نا تو یہ بی ڈی میری جان نکال دے گا کیونکہ  
اسے پسند نہیں نا کام کے وقت مستیاں ویسے میں بڑا چل پرسن  
ہوں “مشل کی بات کا بی ڈی نے تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن  
حمدان نے فوراً سے اپنے اپ کو کلیئر کرنے کی کوشش کی جب کہ



اس کی بات پر مول ہلکا سا مسکرائی تھی اور بی بی کہ دل سے یہ  
اواز آئی تھی کہ کاش یہ وقت تھم جائے اور وہ اس ہو شربا کو ہمیشہ  
- ایسے ہی دیکھتا رہے

ہاں بالکل مول تو میں اس انسان سے ڈرنے کی تو بالکل بھی ”  
ضرورت نہیں ہے یہ تو پورے کا پورا نمونہ ہے اور اگر یہ تمہیں  
کچھ کہے نا تو تم مجھے بتانا اس کی ہڈی پسلی توڑنا میرا کام ہے “ مثل  
کی بات پر ہمدان نے اسے گھورا اور پھر سے مول سے مخاطب ہوا  
- ” اس ڈائن کی باتیں نہ سنو یہ تو ویسے بھی مجھ سے جلتی ہے  
پوری کی پوری بلبستوری ہے “ حمدان نے بھی اپنا پورا بدلہ نکالا تھا  
جبکہ مثل کا منہ تو اس بستی پر پورے کا پورا سرخ ہو چکا تھا اس  
سے پہلے کہ وہ اس سے کوئی کراہ جواب دیتی بی ڈی نے ان  
دونوں کو چپ کروایا تھا - ” بند کرو تم دونوں اپنی بکواس اور مس

مول آپ بے فکر رہیں یہاں آپ کو کوئی بھی ہرٹ نہیں کرے گا  
ان فیکٹ اس دن کے لیے سوری ہمیں واقعی ہی غلط فہمی ہوئی تھی  
ہم آپ کو کوئی جاسوس سمجھ کر اٹھالائے تھے لیکن یہاں میں  
ہمدان کی بات کو دہراؤں گا کہ واقعی جو ہوتا ہے ہماری بہتری کے  
لیے ہوتا ہے اگر اس دن ہم آپ کو نہ لاتے تو یقیناً یا تو وہ لوگ  
اب تک پہنچ جاتے جن سے بچنے کے لیے آپ بھاگیں تھیں یا پھر  
کسی اور انسان نما جانور کا آپ شکار بن جاتیں ائی ہوپ آپ سمجھ  
چکی ہوں گیں “بی ڈی کی بات سن مول نے اہستہ سے اپنی گردن  
- ہاں میں ہلائی یعنی واقعی میں وہ ان کی بات کو سچ مانتی تھی  
آپ صحیح کہہ رہے ہیں میں نے اس وقت اپنے اللہ سے مدد مانگی  
تھی اور آپ اللہ کی بھیجی ہوئی مدد ثابت ہوئے میں آپ کا یہ  
“احسان کبھی نہیں اتار پاؤں گی بی ڈی بھائی

!! ایان خان

میرا نام ایان خان ہے اور دوسری بات میں تمہارا بھائی نہیں سو ”  
اج کے بعد میرے نام کے اگے یہ بھائی کا دم چھلا مت لگانا بی بی  
نے اس کی بات بیچ میں ٹوکتے اپنا نام بتایا جب کہ مثل اور حمدان  
کی آنکھیں پوری کی پوری کھلی رہ چکی تھیں بی بی ڈی کب کسی کو اپنا  
نام لینے دیتا تھا یہاں تک کہ حمدان اور مشکل کو بھی اس چیز کی  
اجازت نہ تھی مثل تو ویسے ہی اسے بھائی کہتی جب کہ حمدان تو  
ایک بار بی بی ڈی سے مار بھی کھا چکا تھا اس کا نام لینے پر - مول کو  
سمجھ نہ آیا کہ وہ بی بی ڈی کو کیا کہے اسی لیے اس نے خاموش رہنا بہتر  
سمجھا - بی بی کو اٹھ کر جاتا دیکھ مثل اور حمدان تیر کی تیزی کے  
- ساتھ اس کے پیچھے گئے آخر اب اس سے حساب بھی تو لینا تھا

.....

”رکوبی ڈی ہماری بات سنو“ وہ جو بھی اپنے کمرے میں داخل ہوا ہی تھا ہمدان کی آواز سن اس نے پلٹ کر دیکھا جہاں ہمدان اور مثل اپنے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے انکھیں چھوٹی کی ہے اسے دیکھ رہے تھے۔ کیا؟؟ اس نے ان دونوں کو خود کو گھورتا دیکھ کندھے اچکاتے پوچھا۔ ”یہ کیا کہہ رہے تھے تم نیچے ایان خان تمہارا نام ایان خان ہے اور ہم تمہیں ایان بلائیں تو ہمیں مار پڑتی ہے ہاں حالانکہ ہم تمہارے رشتے دار ہیں میں تمہارا کزن اور یہ تمہاری بہن ہے لیکن ہمیں تمہارا نام لینے پر پابندی ہے اور اس کل کی ائی لڑکی کو تم اپنا نام لینے دے رہے ہو بی ڈی یہ تو زیادتی ہوئی“ ہمدان نے لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ گھماتے ہوئے اکیٹنگ کرنے کی اخیر کی تھی جبکہ مثل اس کی باتوں پر ہاں میں سر ہلا رہی تھی جیسے اس کا بھی یہی نقطہ نظر ہو بی ڈی کو تو ان دونوں کو

دیکھ ہنسی ارہی تھی لیکن وہ ہونٹوں کا کونا دانتوں میں دبائے اپنی  
- ہنسی چھپا گیا تھا

تم لوگوں کو اس سے کیا پر اہلم ہے میری مرضی میرا نام میں ”  
جس سے مرضی کہوں اسے لینے پر جس پر مرضی پابندی لگاؤں  
میرا نہیں خیال کہ تم لوگوں کا اس پر لڑنا بنتا ہے اور ویسے بھی بی  
ڈی میرا نام دہشت کا نام ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میری ہونے  
والی بیوی مجھ سے ڈر کر مجھے پکارے میں چاہتا ہوں وہ میرا نام محبت  
سے لے مجھے چاہت سے پکارے بی ڈی کی بات سن پہلے تو ہمدان  
اور مثل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا لیکن جیسے ہی بات سمجھ  
میں آئی وہ دونوں بی ڈی کو دیکھ ایک دم چیخ پڑے واٹ؟؟ ہونے  
والی بیوی؟؟ کیا سچ میں؟؟ انہیں سمجھ نہیں رہا تھا وہ کیسے ری ایکٹ  
کریں جب کہ بی ڈی نے ان کی حالت دیکھتے ہوئے کندھے اچکائے

- ”بس مینے فیصلہ کر لیا ہے شادی کا اب اور اپنے جزبات سے نہیں بھاگ سکتا وہ میری محبت ہے اور مجھے وہ اپنے زندگی میں چاہیے“ ”او بھائی اپ سوچ نہیں سکتے میں کتنی خوش ہوں یہ ہمدان تو کہہ رہا تھا کہ اب اس سے شادی نہیں کریں گے جب کہ میں نے تو کہہ دیا بھائی پسند کرتے ہیں تو شادی بھی کریں گے ہی مانتی ہوں کسی زمانے میں اب نے کہا تھا کہ اب کو شادی وادی کے چکر میں نہیں پڑنا لیکن بھئی بندے کا موڈ بھی تو چنچ ہو ہی سکتا ہے اور سچ بتاؤں مجھے موٹل بہت پسند ہے اور وہ تو میری دوست بھی بن چکی ہے اور بھائی میں اب کو بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں“ ”مثلاً تو پاگلوں کی طرح اپنی ایکسائٹمنٹ بیان کرنے لگی لیکن - پھر اچانک اس کے چہرے پر پریشانی چھا گئی



پر بھائی مول کیسے مانے شادی کے لیے میرا مطلب کہ وہ نہیں ”  
مانے گی اس شادی پر “ مثل نے دماغ میں اتنی بات بی ڈی سے کہہ  
دی جبکہ ہمدان نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی تھی - ” اب یہ  
تمہارا کام ہے مثل کہ اپنے بھائی کی ہونے والی بیوی کو تم اپنے بھائی  
کی بیوی بننے پر کیسے مناتی ہو “ بی ڈی نے سارا کا سارا بوجھ مثل  
کے نازک کندھوں پر ڈال دیا جو صرف دکھنے میں نازک تھے -  
جب کہ بی ڈی کے کہنے پر مثل نے فوراً بھاؤ میں اتے اپنی شرٹ  
کا کالر پکڑ کر کھڑا کرتے ہاں میں سر ہلایا - ” جی جی بھائی یہ تو  
میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اپ نے ٹینشن نہیں لینی مول کو منانا  
میرا کام بس اپ اپنی شیروانی پسند کریں ہم اسی ہفتے نکاح کریں  
گے اب اپ دیکھتے جائیں کہ میں مول کو مناتی کیسے ہوں “ مثل  
کے کہنے پر بی ڈی نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے گلے لگایا کیونکہ

جسٹ فور یو از مانیہ خان

وہ جانتا تھا کہ اگر مشل نے کہہ دیا ہے تو اس کا مطلب وہ مول کو منالے گی۔ جبکہ مشل اور بی ڈی کو گلے لگتا دیکھ حمدان نے بھی مسکراتے ہوئے پیچھے سے انہیں ہگ کیا تھا۔ ان کی یہی تو چھوٹی سی دنیا تھی اور اب اس میں مول نے بھی شامل ہونا تھا

.....

وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی سوچ رہی تھی کہ آخر مول کو کیسے منانا ہے۔ بی ڈی کے سامنے تو کل اس نے شوخی دکھاتے حامی بھر لی تھی کہ مول کو منانا اس کا کام ہے مگر اب حقیقت اسے اس بات کی پریشانی تھی وہ آخر مول کو منائے تو منائے کیسے مگر اب جو بھی تھا اسے مول کو منانا ہی تھا آخر اس نے شوخی جو مار دی تھی اور اپنے شوخی کا پاس بھی رکھنا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک اس کی آنکھیں چمکی تھیں جیسے اس کے شیطانی دماغ

میں کوئی بہت اچھا جگاڑا یا تھا اب اس کا رخ مول کے کمرے کی جانب تھا۔ آخر دماغ میں ائی دلیلوں سے منانا بھی تو تھا اور اسے پورا یقین تھا وہ یہ کام اسانی سے کر لے گی

.....

مول اس وقت حمدان کے ساتھ لان میں بیٹھی چائے کی ساتھ باتیں انجوائے کر رہی تھی۔ اسے حمدان کے بارے میں مثل کی نمونے والی بات بالکل ٹھیک لگی تھی وہ تقریباً ادھے گھنٹے سے لان میں حمدان کے ساتھ بیٹھی تھی اور اس ادھے گھنٹے میں حمدان نے اسے اتنا ہسایا تھا کہ اب تو مول کے پیٹ میں درد ہونے لگا تھا۔ وہ نہ جانے اسے کون کون سے قصے سنا رہا تھا اسے واقعی حمدان ایک جولی پرسن لگا احمد کی طرح وہ بھی اسے بالکل بہنوں کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا ابھی احمد اسے کوئی اور اپنا پرانا قصہ سنا کر ہنسنے پر

مجبور کرتا اس سے پہلے مثل کی آواز نے حمدان کو خاموش ہونے پر مجبور کیا۔ ”مول تم یہاں بیٹھی ہو میں تمہیں تمہارے کمرے میں ڈھونڈ رہی تھی“ مثل نے اتے ہی مول سے سوال کرتے پاس پڑی کرسی کو اپنے بیٹھنے کے لیے سیدھا کیا۔ ”جی مثل دراصل حمدان بھائی مجھے یہاں لان میں لے آئے ویسے بھی میں کمرے میں بور ہو رہی تھی تو یہاں ان کے ساتھ آگئی تم سچ کہہ رہی تھی مثل حمدان بھائی واقعی میں ہی بہت فنی ہیں انہوں نے تو مجھے ہسا کر پاگل کر دیا ہے“ مثل کی بات کا جواب دینے کے ساتھ ہی مول ہنستے ہوئے حمدان کے بارے میں بتانے لگی۔ جبکہ یہ مثل کا ہی زور تھا جو مول اس کے نام کے ساتھ اپ اور اپنی کا دم چھلا ہٹا چکی تھی۔ ”ہاں بالکل میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا یہ بالکل نمونہ ہے“ مثل نے بھی کندھے اچکاتے حمدان کے

بارے میں رائے دی - ”ہا ہا ہا ہو گئی تمہاری بکواس تمہیں تو ویسے ہی مجھ سے جلن ہوتی ہے جب دیکھو میرے بارے میں الٹا سیدھا بولتی رہتی ہو اگر میں نمونہ تو تم کیا ہو تم بھی تو نمونی ہو بلکہ تم بلبستوری ہو ائی بڑی مجھے کہنے والی کہ میں نمونہ ہوں“ مثل کی بات سن ہمدان کو تو جیسے اگ ہی لگ گئی جس کو اس نے اپنی زبان کے ذریعے باہر نکالتے مثل پر پوری کی پوری بمباری شروع کر دی - ”تم نہ اپنی بکواس بند رکھو ابھی مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی مجھے اپنی دوست سے بات کرنی ہے“ مثل نے اسے گھورتے ہوئے چپ کرواتے اپنا رخ موئل کی طرف کیا آخر اب اس سے بات بھی تو کرنی تھی - ”موئل مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے“ مثل نے اپنی بات کی تمہید باندھتے ہوئے موئل

سے کہا ”ہاں کہو مثل اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے“  
- مول نے سائل پاس کرتے مثل کو بات جاری کرنے کا کہا  
وہ دراصل مجھے تم سے پوچھنا تھا تمہارا شادی کے بارے میں ”  
کیا خیال ہے میرا مطلب کہ تم نے کبھی سوچا ہے تمہیں کیسے لڑکے  
سے شادی کرنی ہے“ مثل کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ آخر مول کو  
اپنی بات کیسے سمجائے - جبکہ مول اس کی باتوں پر حیران ہو رہی  
تھی - ”کیا مطلب شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے مجھ جیسی  
لڑکی کیا سوچے گی اور اگر میں سوچ بھی لوں تو میرے بارے میں  
کون سوچے گا آخر کون ایک اندھی لڑکی کو اپنی بیوی بنانا چاہے گا  
اور میں ایسی فضول باتیں نہیں سوچتی“ ”نہیں نہیں مول ایسا  
تھوڑی ہوتا ہے آخر تمہیں شادی تو کرنی ہی ہے تم اتنی خوبصورت  
ہو کوئی بھی لڑکا تم سے شادی کرنے کے لیے راضی ہو جائے گا



ویسے میرے پاس تمہارے لیے ایک بہت اچھا رشتہ ہے یقین کرو  
لڑکا تمہیں بہت خوش رکھے گا اور سب سے بڑی بات کہ تم ہمیشہ  
کے لیے میرے پاس رہ جاؤ گی پلیز یار تم شادی کے لیے ہاں کر دو  
”مول کی بات سنتے مثل نے جلدی سے اس کی غلط فہمی دور کرنی  
چاہیے کہ کوئی بھی لڑکا اس سے شادی کے لیے راضی نہیں ہوگا  
آخر وہ اس کے بھائی کی محبت تھی وہ اس کو کیسے دس ہارٹ کر سکتی  
تھی۔

یہ اپ کیا کہہ رہی ہیں مثل میں نے کبھی شادی کے بارے ”  
میں نہیں سوچا اور نہ ہی مجھے کوئی شادی وادی کرنی ہے“ مول نے  
مثل کو منع کرتے ہوئے کہا۔ ”ارے کیوں نہیں کرنی شادی کیا

ساری زندگی یوں ہی رہو گی پاگل لڑکی بنا شادی کے کیسے ساری  
زندگی گزارو گی تم خود ہی تو کہتی ہو تمہیں یہاں زیادہ دیر نہیں

رہنا تمہارا وہ کزن برادر جلد ہی تمہیں ڈھونڈ لے گا اور اپنے ساتھ لے جائے گا لیکن یار وہ آخر کب تک تمہیں اپنے ساتھ رکھے گا ایک دن تو اس کی بھی شادی ہونی ہے اور اگر اس کی بیوی اچھی نہ نکلی وہ تمہیں برداشت نہ کر سکی تو وہ تمہارا بوریا بستر اٹھوا کر گھر سے باہر نکلوا دے گی اور بھائی جتنے مرضی اچھے ہوں بیویوں کے انے کے بعد بدل ہی جاتے ہیں وہ تو پھر تمہارا کزن برادر ہے میں تمہیں بتا رہی ہوں نا میرے پاس بہت اچھا رشتہ ہے ان فیکٹ لڑکا بہت ہی اچھا ہے اور ہینڈ سم بھی تم سوچ رہی ہو گی کہ کون سا لڑکا ہے میرے پاس تو یار میرا اپنا خود کا ہینڈ سم بھائی حمدان کے بارے میں مت سوچنا میں اپنے بھائی کی بات کر رہی ہوں بی ڈی بھائی کی اوہ سوری تمہارے لیے تو وہ ایان ہیں نا تو بتاؤ تم کرو گی میرے بھائی سے شادی وہ تمہیں بہت خوش رکھیں گے اور تمہارے کزن

کو تم نہیں مل رہی نا تو کیا ٹینشن میرا بھائی ہے نا وہ تمہارے کزن کو ڈھونڈ لے گا پھر اپنے بھائی سے مل لینا ایسے ہی اتنی بڑی دنیا میں وہ تمہیں کہاں ڈھونڈے گا اور اگر وہ تمہیں نہ ڈھونڈ پایا تو اسی لیے کہہ رہی ہوں شادی کر لو ویسے بھی میرا بھائی بہت اچھا ہے اور جانتی ہو وہ تمہیں پسند بھی کرتے ہیں “ مثل تو پوری رشتہ والی انٹی ہی بن گئی تھی اس نے آج بس مول کو شادی کے لیے راضی کرنا تھا زیادہ بولنے کی عادت تو اسے شروع سے تھی تو بس دلیلیں دینا تو اس کے بائیں ہاتھ کا کام تھا اور مول کو بھی مثل کی بات بالکل ٹھیک لگی آخر کب تک وہ دوسروں کے سہارے پر رہتی اور احمد بھائی نہ ڈھونڈ پائے اسے تو اگر ڈھونڈ بھی لیا تو مثل کی بات بالکل ٹھیک تھی ان کی بھی تو شادی ہونی ہے اور اگر ان کی بیوی اسے پسند نہ کرے تو واقعی میں ہی وہ کہاں جائے گی

پر مثل میں کیسے ایان بھائی سے شادی کر سکتی ہوں میرا مطلب ”  
ایان سر سے اور تم نے کہا وہ مجھے پسند کرتے ہیں بھلا ایک شخص  
ایک اندھی لڑکی کو کیسے پسند کر سکتا ہے “ مول نے پھر سے  
شادی سے ننھا سا انکار کیا - جبکہ اس بار مثل کی بجائے ہمدان نے  
اس کی بات کا جواب دیا جو کب سے وہ دونوں کی باتیں سن رہا تھا  
- ”مول تم بالکل فکر نہ کرو مثل بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے بی ڈی  
واقعی تمہیں بہت پسند کرتا ہے اور وہ تمہیں بہت خوش بھی رکھے  
گا اس بات کی گارنٹی تو تمہارا یہ بھائی دیتا ہے میں نے تمہیں بہن  
کہا ہی نہیں بلکہ بہن مانا ہے اس لیے اپنے اس بھائی پر بھروسہ  
کرتے تم شادی کے لیے ہاں کرو “ ”اور ویسے اپس کی بات ہے بی  
ڈی سے شادی کر کے تمہیں بہت سے فائدے ہونے والے ہیں “  
ہمدان نے اسے بھائی کا مان دیتے ہوئے شادی کے لیے راضی

ہونے کو کہا اور آخر میں راز دارانہ لہجے میں شادی ہونے کے فائدے کے بارے میں بتانے لگا - اچھا وہ کون سے؟؟ مومل نے حیرت سے پوچھا - ”مطلب تمہاری وہ ساری خواہشیں جو پوری نہیں ہوئی وہ تم بی ڈی سے کروا سکتی ہو“ اب کی بار مشن نے جواب دیا - مثلاً؟؟ مومل کو ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تھی جبکہ اس کے اس طرح پوچھنے پر حمدان اور مشن نے ایک دوسرے کو شرارتی نظروں سے دیکھا - ان کی نظروں سے واضح تھا کہ اب بی ڈی کی خیر نہیں اور پھر دونوں مل کر مومل کو الٹی سی تھی پٹیاں پڑھانے لگے جو ان کے مطابق شادی کے فائدے تھے - مگر آنے والا وقت گواہ تھا کہ مستقبل میں بی ڈی کی خیر نہیں تھی اور وہ - انہیں مومل کو شادی کے لیے منانے کا کہہ کر پچھتانے والا تھا

.....

مشل اور حمدان نے مل کر مول کو منا لیا تھا اور اب وہ دونوں بی ڈی کے ساتھ باہر گئے ہوئے تھے اپنی ٹریٹ لینے جس میں بی ڈی کی جیب خالی ہونے والی تھی مگر بی ڈی آج کچھ نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ مشل اور حمدان نے مول کو منانے کی یہی شرط رکھی تھی۔ انہوں نے تو مول کو بھی ساتھ آنے کا کہا تھا مگر مول نے انکار کر دیا تھا اور اس وقت وہ اپنے کمرے بیٹھی بور ہو رہی تھی ان گزرے کچھ دنوں میں مشل نے اسے اکیلے رہنے ہی نہیں دیا تھا اب تو اس کا بھی کمرے میں دل گھبرا رہا تھا تو باہر جانے کا سوچتے اس نے بیڈ سے نیچے اتر چیل پاؤں میں پہنی تھی اس کا ارادہ لان میں جا کر تازہ ہوا میں بیٹھنے کا تھا اسے زیادہ تو نہیں پتا تھا کہ کتنے قدموں کے فاصلے پر کیا ہے مگر وہ کوشش کر سکتی تھی گھر میں ملازم بھی نہیں تھے جو وہ انہیں آواز دے کر بلا لیتی اس لیے



جسٹ فور یو از مانیہ خان

خود ہی ہمت کرتی وہ کمرے سے باہر نکلی تھی اس کا ہر قدم بہت احتیاط سے اٹھ رہا تھا ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ اس کا پیر سامنے پڑی کسی چیز سے بہت بُری طرح ٹکرایا تھا جس کی وجہ سے اس کا توازن بگرا اور وہ بُری طرح منہ کے بل گری تھی اور اس کا سر سامنے پڑے ٹیبل سے زور سے لگا - اور وہ ہوش و - ہو اس سے بیگانہ ہوئی تھی

.....

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسے ہوش آیا تھا وہ ابھی بھی گھر میں اکیلی تھی اور وہیں زمین پر پڑی تھی اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں مگر یہ کیا اسے دھندلا دھندلا نظر آرہا تھا اس نے حیرت سے اپنی آنکھوں کو چھوا تھا اور پھر سے بار بار آنکھیں بند کرتے کھولیں تھیں اب تو اسے بالکل صحیح نظر آرہا تھا - اسے سمجھ

نہیں آرہا تھا آخر وہ کیسے ری ایکٹ کرے خوشی کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے اور اس وقت اس کی زبان سے یہی بات نکلی تھی ( ”بے شک تم اپنے مالک کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے “ ) وہ خوشی سے اپنے ہاتھوں کو الٹا سیدھا کر کے دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر سامنے دیوار میں فٹ کیے ہوئے شیشے پر گئی وہ جلدی سے اٹھ کر اس شیشے کے سامنے جا کھڑی ہو گئی اور حیرت سے اپنا عکس دیکھنے لگی

کیا واقع یہ عکس اس کا تھا؟؟ کیا وہ واقع اتنی خوبصورت تھی؟؟ وہ کبھی شیشے میں نظر آتے اپنے ہونٹوں کو چھوتی تو کبھی اپنی آنکھوں کو کتنے سالوں بعد اس نے اپنا عکس دیکھا تھا وہ خوش ہوتی پلٹی ہی تھی کہ گھر پر نظر جاتے ہی اسے پریشانی نے گھیر لیا تھا۔ وہ ان سب کو یہ بات نہیں بتا سکتی تھی کہ اس کی بینائی واپس آ

جسٹ فور یو از مانیہ خان

چکی ہے ورنہ وہ لوگ نجانے کیا کرتے وہ مانتی تھی وہ سب بہت اچھے ہیں مگر اگر وہ انہیں بتاتی تو وہ سب اس پر شک کرتے کہ ایسے کیسے ممکن ہے کسی کی آنکھوں کی بینائی خود بخود واپس آ جانا اسے تو خود ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا تو دوسروں کا تو شک خود - بنتا تھا - اب تو وہ شادی کے لیے بھی ہاں کر چکی تھی پر وہ اب انکار نہیں کر سکتی تھی اور ویسے بھی اگر اس کے انکار کرنے پر ان لوگوں نے اسے گھر سے نکال دیا تو وہ کہاں جائے گی تو اس سے بہتر تھا شادی کر لینا باقی جو ہوگا دیکھا جائے گا اسے بس کسی کو پتا نہیں لگنے دینا تھا کہ اب وہ دیکھ سکتی ہے شادی کے بعد - بھی نہیں

.....

یار مول سچ میں بہت مزہ آیا ہمیں تم بھی ساتھ چلتی یار سچ ”  
میں بھائی کا منہ دیکھنے والا تھا آج سارے اگلے پچھلے حساب پورے  
کیے ہیں میں نے اور میرے بڑی نے - پوری جیب خالی کروا کر  
” آئے ہیں بھائی کی

مثل جو ابھی پیلس میں داخل ہوئی تھی سامنے صوفے پر مول کو  
بیٹھا دیکھ اس کے پاس جاکر دھرم سے صوفے پر گرتے بتانے لگی  
- جبکہ مول تو اس لڑکی کو دیکھتی رہ گئی تھی جو بلیک کلر کی پینٹ  
شرٹ پر ریڈ کلر کی جیکٹ پہنے اس کے ساتھ بیٹھی تھی بالوں کو  
ٹیل پونی میں قید کیے میک اپ سے پاک چہرے لیے وہ مول کو  
اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور کر گئی تھی کہ سامنے موجود  
لڑکی خوبصورتی کی مورت تھی جبکہ بات کے دوران مسکراتے

ہوئے اس کی گالوں پر پرتے ڈمپل اسے اور خوبصورت بناتے تھے

-

لیکن اس پر کچھ بھی ظاہر کیے بغیر مول اس کی بات پر فقط مسکرائی تھی۔ ”نہیں مثل میں گھر میں ہی ٹھیک ہوں میرے باہر“ جانے کا کیا فائدہ میں گھر میں ہی ٹھیک ہوں

مثل سے بات کرتے اس نے بالکل بھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ اب وہ دیکھ سکتی ہے۔ ابھی مثل اس سے کچھ اور کہتی کہ داخلی دروازے سے

حمدان اور بی ڈی داخل ہوئے بی ڈی تو آرام سے چلتا مثل اور مول کے صوفے کے بالکل سامنے والے صوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا جبکہ حمدان سے تو چلنا مشکل تھا کیوں کہ اس کے دونوں بازو شوپنگ بیگ سے بھرے ہوئے تھے حتہ کہ اس کی گردن میں بھی

شوپنگ بیگ کی سٹرپ ڈالی ہوئی تھیں جو کہ یقیناً مثل کے کام  
- تھے وہ ہمیشہ اپنے شوپنگ بیگ حمدان سے ہی اٹھواتی تھی  
پکرو اپنے بیگ میں تو تم دونوں بہن بھائی کا نوکر ہوں نہ جو ”  
سارے بیگ میرے حوالے کرتے خود نوابوں کی طرح اندر چلے  
آئے ” حمدان نے بی ڈی کے ساتھ بیٹھتے غصے سے سارے بیگ  
زمین پر رکھتے دونوں کو گھورتے کہا - جس کے جواب میں مثل  
نے اس کی طرف دل جلاتی سائل پاس کی - مول نے سامنے بیٹھے  
دونوں خوب رو نوجوانوں کو دیکھا حمدان کو تو وہ اس کی آواز سے  
پہچان چکی تھی جبکہ دوسرا یقیناً ایان تھا جس سے اس کی شادی  
ہونی تھی اس نے اس پر بس ایک نظر ڈالی تھی اور جلدی سے  
نظریں جھکا گئی ایک تو اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو گئی تھی



جسٹ فور یو از مانیہ خان

دوسرا بی ڈی کی بے باک نظریں اسی پر تھیں جس سے وہ کنفیوز ہو رہی تھی

مول تمہیں پتا ہے تمہارے شادی کے سارے جورے بھائی ”  
نے خود سلیکٹ کیے ہیں سچ میں یار بہت پیارے ہیں تم تو اس میں  
پوری کی پوری قیامت لگو گی “ مثل کی پہلی بات پر جہاں وہ حیران  
ہوئی تھی وہیں دوسری آخری بات پر اس کے گال گلابی ہوئے  
تھے - ” ہا ہا اوہ مائے گاڈ مول تم شرما رہی ہو - سو سویٹ یار “  
مثل نے اسے پھر سے چھیرا تھا - اس کے شرمانے پر بی ڈی کے  
- دل کی بھی بیٹ مس ہوئی تھی

مول تمہیں مزے کی بات بتاؤں کل سے شادی کے فنگشن ”  
شروع ہوں گے اور تمہارا یہ بھائی لڑکی والا ہو گا اور یہ چڑیل لڑکے  
والی ہو گی - کل مایوں کریں گے پرسوں مہندی اور اگلے دن جمعہ

کو ہم نکاح کی رسم کریں گے پھر ہفتے کو ولیمہ ہوگا۔ تو چلو تمہارا ابھی سے پردہ شروع ہے بی ڈی سے ”حمدان نے اسے ساری تفصیل بتاتے آخر میں اسے کھڑا کیا تھا اور اپنے ساتھ اسے لے کر جانے لگا۔ کیا مطلب پردہ ہو گا؟؟ بی ڈی نے ایکدم سے ان کا رستہ روکا تھا

اوہ ہیلو میں دلہن کا بھائی ہوں تو یہ میرا فیصلہ ہے کہ میری بہن ”سے تمہارا پردہ ہے اب جاؤ شاباش اپنا کام کرو“ بی ڈی کو کڑارا سا جواب دیتے حمدان مول کو وہاں سے لے گیا تھا جبکہ بی ڈی کی حالت دیکھنے والی تھی جس کو دیکھ مشل سے اپنی ہسی کنٹرول نہیں ہو رہی تھی۔ ”بات تو بالکل صحیح کہہ کر گیا ہے حمدان اب مول کا آپ سے پردہ بنتا ہے اب جائیں شاباش کمرے میں اپنے اور

آرام کریں دو دن کی ہی تو بات ہے پھر تو ہمیشہ کے لیے آپ کے  
- سامنے اور پاس رہے گی

بلکہ آرام کیوں کرنا ہے آپ نے تو آج اس ٹکے کا کام تمام کرنا  
ہے نا میں بھیجتی ہوں اس حمدان کو کہ اس کے ڈینجر بننے کا وقت  
آگیا ہے “بی ڈی کو کہتے وہ مول کے روم کی طرف بڑھی تھی  
- کیوں کہ حمدان مول کو اس کے کمرے میں ہی لے کر گیا تھا

.....

اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں وہ وجود خوابِ خرگوش کے مزے  
لے رہا تھا کہ اچانک کھڑکی سے دو وجود اندر داخل ہوئے -  
دیکھو تو اس ٹکے کو کتنے غریبوں کی نیدیں حرام کر کے خود آرام  
سے سو رہا ہے “حمدان جو اس وقت بلیک پینٹ پر بلیک ہڈی پہنے  
اور کالے رنگ کے کپڑے کو منہ پر نکاب کی طرح باندھے ڈینجر

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کے روپ میں تھا سہ ماہی بیڈ پر لیٹے گنچے آدمی کو دیکھ ہلکی آواز میں غصے سے بولا جبکہ بی ڈی بھی جو حمدان کے جیسے ہی گیٹ اپ میں تھا سرخ آنکھیں لیے سامنے لیٹے وجود کو دیکھ رہا تھا۔ بی ڈی کے اشارے پر ڈینجر نے آگے بڑھ کر اس آدمی کو جھنجھوڑ کر اٹھایا تھا۔ کون ہے کون ہے؟؟ اس آدمی نے ہر بڑا کر اٹھتے کہا۔ تیری موت!! بی ڈی سفاک لہجے میں جواب دیا۔ تتم ب۔ بی۔ ڈ۔ ڈ۔ ڈی ہو؟؟ اس آدمی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

ارے واہ بڑی جلدی پہچان گئے تم تو ویسے میں بھی ادھر ہی ” ہوں مسٹر ٹکے “ ڈینجر نے اس کا دیہان اپنی طرف کراوایا۔ تم کون ہو؟؟ ” ارے مجھے نہیں پہچانا میں ڈینجر ہوں یار ڈینجر یعنی خطرہ اور جہاں بی ڈی ہو گا وہاں ڈینجر تو ہو گا نہ اور جہاں ڈینجر ہو گا وہاں بی ڈی ہو گا “ ڈینجر اس آدمی کے ساتھ بیٹھتے پہلی بات تو ا

ایسے بولا جیسے اس کے بچپن کا دوست ہو مگر آخری بات کہتے اس کا لہجہ پُر اسرار تھا۔ ”ہاں تو مسٹر حمدان سنا ہے آپ کو بڑا شوک ہے نہ لوگوں کی زمینیں ہتھیانے کا اور انہیں بلیک میل کرنے کے لیے ان کے گھر عورتوں کو بے آبرو کرتے ہو“ بی ڈی کو بات کرتے ہاتھ میں چاکو لیے اپنی طرف آتا دیکھ وہ آدمی جس کا نام - بھی حمدان تھا ڈر کے مارے روتے بی ڈی کے پاؤں میں بیٹھ گیا

بی ڈی مجھے معاف کر پلیز معاف کر دو میں سب کو ان کی ” زمینیں واپس کر دوں گا پر مجھے مت مارو“ وہ آدمی موت کو سامنے دیکھ زندگی کی بھیک مانگنے لگا۔ ”اچھا تجھے چھوڑ دیں تجھ کینے کو جس نے خاندانوں کے خاندان اجاڑ دیے اور اب خود موت کو دیکھ تمہیں ڈر لگ رہا ہے کینے انسان“ بی ڈی کی بجائے ڈینجر نے آگے بڑھ اس شخص کے منہ پر دو تھپیر لگاتے کہا جبکہ بی ڈی اپنے منہ

سے کپڑا ہٹا چکا تھا جس کا مطلب تھا اب اس آدمی کی سانسیں ختم ہونے کا وقت آچکا ہے۔ بی ڈی کی طرح ہمدان نے بھی اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا تھا اور اس آدمی کو پکر بی ڈی سے کچھ فاصلے پر گھٹنوں کے بل بٹھاتے پیچھے سے اس کا منہ اُپر کیا جس سے اس کی گردن واضح ہوئی۔ وہ آدمی اپنے آپ کو چھوڑانے کی کوشش کرتے چیخ رہا تھا مگر کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے آواز کمرے سے باہر نہیں جا رہی تھی۔ ”گڈ بائے مسٹر حمدان“ بی ڈی نے اپنا چہرہ اس کے منہ کے قریب لاتے سفاکیت سے کہتے اگلے ہی لمحے اس کی گردن پر چاکو چلا چکا تھا جس سے اس شخص کا پورا وجود درد کی وجہ سے جھٹکے کھاتا نیچے زمین پر گرا تھا۔ ”مر گیا سالا میرے نام کو بدنام کرتا ہے“ ڈینجر نے اس کے تڑپ تڑپ کر مرنے کے بعد اس کی لاش



جسٹ فور یو از مانیہ خان

کو دیکھ کہا - ” ہم چلو ہم بھی چلیں “ بی ڈی نے اسے کہتے واپس اپنے چہرے کو کور کیا تھا اور ڈینجر بھی اپنے چہرے کو کور کرتے بی ڈی کے پیچھے کھڑکی کی طرف بڑھا تھا

.....

وہ وہاں گاڑی میں ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی اس کا کام اس آدمی کے گھر اور اس کے آس پاس کے کیمروں کو ہیک کرنا تھا جو وہ سر انجام دے چکی تھی اور اب آرام سے گاڑی کی بیک سیٹ پر لیٹی مزے سے

اپنی فیورٹ سلنٹی کھا رہی تھی کہ وہ دونوں گاڑی میں آکر بیٹھے تھے -

چلو مثل کیمرے کو صحیح کر دو کام ہو گیا ” حمدان نے پیچھے ”  
منہ کرتے اس سے کہا جس پر اس نے اپنے ہاتھ میں موجود ٹیپ پر  
کچھ انگلیاں چلائیں - ہو گیا بڑی ویسے مزے کی بات بتاؤں مینے  
کارٹون موویز ڈاونلوڈ کی ہے یہاں کسی کے وائے فائے کے سگنل  
بہت اچھے آرہے تھے اب گھر جا کر دیکھیں گے ساتھ کچھ سنیک  
بھی کھائیں گے پر تمہارے کمرے میں تم میرے کمرے میں گند  
بہت ڈالتے ہو ” مثل نے حمدان کو خوش ہوتے بتایا جس کے  
- بدلے میں حمدان کا ری ایکشن بھی خوشی سے بھرپور تھا  
جبکہ بی ڈی جو گاڈی ڈرائیو کر رہا تھا ان دونوں پر تاسف کرتا رہ  
گیا جو ابھی تک کارٹون کے دیوانے تھے ایسا نہیں تھا کہ انہیں انٹر  
نیٹ کی سہولت نہیں تھی ان کے پاس ہر وقت انٹرنیٹ کی سہولت  
موجود تھی اس وقت بھی ان کی گاڈی میں ڈیوائس موجود تھی مگر

ان دونوں کو مفت کی چیزوں سے عشق تھا اسی لیے آس پاس کے  
وائے فائے کو ہیک کرتے رہتے تھے - اب وہ جانتا تھا دونوں نے  
ہی گھر جاتے کمرے میں گھس جانا تھا اور ساری رات موویز دیکھنی  
- تھی اور اگلا سارا دن انہوں نے سونا تھا

.....

وہ دونوں اس وقت صوفے پر بیٹھے نیند میں جھول رہے تھے -  
مثل کا سر حمدان کے کندھے پر تھا اور حمدان کا سر مثل کے سر  
پر ٹکا تھا - ساری رات مووی دیکھتے وہ فجر کی نماز پڑھ کر سوئے  
تھے مگر بی ڈی نے انہیں دو گھنٹے بعد ہی اٹھا دیا تھا اور اب وہ  
دونوں آنکھوں میں نیند لیے زبردستی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے -

تم دونوں اپنی سستی بھگاتے ہو یا میں تم لوگوں کی مدد کروں “ بی  
ڈی نے جب انہیں وہیں بیٹھے نیند میں گم ہوتے دیکھا تو کرخت آواز

میں بولا - جبکہ اس کی آواز سنتے ہی وہ دونوں ہر بڑا کر سیدھے ہوئے تھے - ”نہیں نہیں ہم تو سستی نہیں دیکھا رہے ہم تو اٹھ گئے ہیں تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں مثل“ حمدان نے جلدی سے کہتے آخر میں مثل کو بھی گھسیٹا - ”جی جی بھائی ہم ابھی فریش ہو کر آتے ہیں پھر ہم نے لان بھی سجانا ہے فنگشن کے لیے - چلو بڑی جلدی سے ہم فریش ہو کر اپنے کام ختم کریں“ مثل نے بھی جلدی سے حمدان کی ہاں میں ہاں ملاتے کہا اور آخر میں حمدان کا ہاتھ پکڑا اسے اپنے ساتھ گھسیٹتی لے کر جانے لگی - وہ دونوں جانتے تھے اگر اب نہ اٹھتے تو بی ڈی نے دنیا سے اٹھا دینا تھا انہیں - اور ان دونوں کو شادی کا فنگشن دیکھے بغیر مرنا بالکل قبول نہیں تھا - بی ڈی انہیں جاتا دیکھ خود بھی کھڑا ہوا تھا اسے بھی بہت سے کام تھے جن کو نیٹانے کے لیے وہ بھی گھر سے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

باہر نکلا تھا مگر جانے سے پہلے موئل کے کمرے کے بند دروازے کو  
- دیکھنا نہ بھولا تھا

.....

وہ صبح سے کمرے بند تھی حمدان نے اسے باہر نکلنے سے سختی سے  
منا کیا تھا اور وہ خود بھی ابھی باہر جانا نہیں چاہتی تھی - اسے یقین  
نہیں آرہا تھا کہ اس کی شادی ہونے والی ہے اس نے تو کبھی سوچا  
بھی نہیں تھا کہ یہ دن بھی اس کی زندگی میں آئے گا - اسے اس  
پل تین لوگوں کی بے حد یاد آرہی تھی - امی ابو اور احمد بھائی کی  
کیوں کہ یہی لوگ تو اس سے محبت کرتے تھے اسے خوش دیکھنا  
چاہتے تھے پر اس کے اتنے اہم موقع پر وہ نہیں تھے - وہ گھٹنوں  
میں سر دیے اداس بیٹھی تھی کہ دروازہ کھول مثل اندر آئی تھی -  
”ہائے بھابھی ٹو بی کیا بات ہے اداس اداس کیوں بیٹھی ہو؟؟“

چہرے پر رونک لاؤ یار تمہاری شادی ہے آج مایوں ہے تمہاری اور تم یوں اداس بیٹھی ہو “ مثل نے کمرے میں داخل ہوتے اسے اداس بیٹھے دیکھ پوچھا - ہاتھ میں پکرا شرارا وہ صوفے پر احتیاط سے رکھتی بیڈ پر اس کے ساتھ بیٹھی تھی اور ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا - جبکہ مول نے اپنا سر گھٹنوں سے اٹھایا اور بنا جواب دیے وہ اس کے گلے لگ کر رونے لگی - مثل تو اچانک ہوئی اس واردات پر حیران ہوئی تھی مگر اسے روتا دیکھ اسے پریشانی ہوئی تھی - کیا بات ہے مول میری جان کیا ہوا؟؟ رو کیوں رہی ہو؟ مجھے بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟؟ مثل نے اسے چپ نہ ہوتا دیکھ پوچھا - کہ تبھی حمدان بھی کمرے میں داخل ہوا اور سامنے کا منظر دیکھ وہ بھی پریشانی سے بیڈ کے پاس آیا تھا - کیا ہوا اسے مثل؟؟ کیوں رو رہی ہے یہ؟؟ اس نے پریشانی سے مثل سے پوچھا جو روتی ہوئی مول کو سمجھال



رہی تھی - ”پتا نہیں یار میں یہاں آئی ہوں تو اداس بیٹھی تھی مینے پوچھا تو اچانک ہی گلے لگ کر رونے لگی “ مثل نے بھی پریشانی سے جواب دیتے مول کی پیٹھ تھپتھپائی تھی - ”مول گڑیا کیا ہوا ہے میری بہن کو اپنے بھائی کو بتاؤ کیا پریشانی ہے میں فوراً سے ٹھیک کر دوں گا کیا بات ہے جلدی بتاؤ اپنے بھائی کو “ حمدان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پیار سے پوچھا - مول نے آہستہ سے مثل کے کندھے سے سر اٹھایا تھا اور اپنے آنسوؤں صاف کیے تھے - ” کچھ نہیں بھائی امی ابو کی یاد آگئی تھی کہ میرے اتنے خاص موقع پر وہ میرے ساتھ نہیں کاش وہ زندہ ہوتے اور مجھے احمد بھائی کی یاد آ رہی ہے وہ میرے بیٹ بھائی ہیں مگر وہ بھی میرے ساتھ نہیں “ مول نے نم لہجے میں اپنے رونے کا سبب بتایا تھا - ”ارے تو کیا ہوا اگر احمد نہیں ہے میں تو ہوں نہ اپنی بہن کے پاس اور

بہت جلد احمد کو بھی میں تمہارے پاس لے کر آؤں گا آئی پرومیں  
“حمدان کے وعدہ کرنے پر مول مسکرائی تھی اسے یقین تھا حمدان  
اپنا وعدہ پورا کرے گا۔” چلو بھی مول اب تم شاور لے کر یہ  
ڈریس چینج کرو میں تمہیں تیار کروں سات بج گئے ہیں۔ اور کتنے  
بجے ہم مایوں کی رسم کریں گے؟؟ جلدی چلو چینج کر کے آؤ  
مشل نے اسے صوفے سے جوڑا اٹھا کر پکرایا تھا اور کہنے کے ساتھ  
وہ اسے باقاعدہ واشروم تک چھوڑ کر آئی تھی۔ جبکہ حمدان بھی بی  
ڈی کے روم کی طرف بڑھ گیا تا کہ اسے بھی تیار ہونے کا کہہ  
دے اور پھر خود تیار ہو سکے۔ مشل نے تو مول کو تیار کر کے ہی  
تیار ہونا تھا۔

.....

وہ بی ڈی کے کمرے میں آیا تو اسے نیوز دیکھتے پایا جہاں حمدان پاشا کے قتل کی نیوز چل رہی تھی۔ ”یہ حمدان پاشا کا بھائی بہت زیادہ نہیں اچھل رہا بی ڈی“ حمدان نے سامنے چلتے نیوز منظر کو دیکھ کہا جہاں کمال پاشا اپنے بھائی کی موت پر بے حد غصے میں تھا اور اس کا دعوہ تھا کہ وہ بی ڈی کو چھوڑنے والا نہیں۔ ”اچھلنے دو اچھلنے دو اسے ویسے بھی اگلی باری اسی کی ہے“ بی ڈی نے ٹی وی بند کرتے کہا۔ ویسے بی ڈی کل اس ٹکے کی آنکھوں میں چاکو مارتے تم ایک پل کے لیے رکے کیوں تھے؟؟ حمدان نے کل سے دماغ میں چلتا سوال پوچھا۔ ”کچھ نہیں بس ویسے ہی“ بی ڈی نے اسے ٹالنے ہوئے کہا۔ اب اسے کیا بتاتا اس وقت اسے مول کی آنکھیں یاد آئی تھیں۔ اسی لیے اس کے ہاتھ کچھ پل کے لیے رک گئے تھے۔ اچھا چلو تم تیار ہو جاو جلدی سے ہلدی کی رسم کرنی ہے۔ حمدان

بی ڈی سے کہتے کمرے سے باہر نکلا تھا جبکہ بی ڈی واش روم کی  
- طرف بڑھ گیا

.....

ان لوگوں نے گھر میں ہی چھوٹا فنگشن اریج کیا تھا جس میں پیلس  
کے سارے ملازم اور وہ چاروں ہی شامل تھے - مثل اور حمدان  
نے مل کر ساری ڈیکوریشن خود کی تھی جو کہ بہت خوبصورت ہوئی  
تھی - اب بھی وہ دونوں مل کر مول اور بی ڈی کو خوب تنگ کر  
رہے تھے - جو ان کے بنائے گئے سیٹج پر مایوں کے کپڑے پہنے تیار  
بیٹھے تھے - بی ڈی بس انہیں گھور ہی سکتا تھا کیوں کہ اسے کچھ بھی  
بولنے کی اجازت نہ تھی حمدان اور مثل نے پہلے ہی اسے کہہ دیا  
تھا کہ وہ شادی والی ساری رسمیں کرنے والے ہیں اور اب بھی ان  
دونوں نے بی ڈی اور مول کو پورے کا پورا ہلدی سے نہلا دیا تھا -

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مول تو یہ سب بہت انجوائے کر رہی تھی - ہلدی رنگ کے  
گرارے میں ہلکا ہلکا میک اپ کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی  
مشل نے اسے خود تیار کیا تھا - دوسری طرف بی ڈی بھی کم نہیں  
لگ رہا تھا اس نے پہلی بار کرتا پجامہ پہنا تھا جو مول کے شرارے  
کا ہم رنگ تھا اور اس پر بیچ بھی بہت رہا تھا - بی ڈی اور مول کو  
ایک ساتھ ہی بیٹھایا گیا تھا مگر ان کے درمیان پردہ ڈالا گیا تھا جس  
کے سبب بی ڈی اس دلربا کو دیکھنے سے قاصر تھا اور یہ بات اسے  
زیادہ غصہ دلا رہی تھی - اس بار تو بی ڈی کی گھوریوں اور دھمکیوں  
کو بھی وہ دونوں ہلکے میں لے رہے تھے - سو بی ڈی بھی شادی کے  
- بعد ان سے حساب لینے کا سوچ چپ بیٹھا تھا

.....

.....

98 | Page



زیورات اور کپڑوں کی قیمتیں پوچھنے اور بتانے مصروف تھیں اور لڑکے لڑکیاں اپنی سیلفیز لینے میں مصروف تھے غرض یہ کہ تمام لوگ اپنے آپ میں مگن تھے وہیں سٹیج کے پاس بی ڈی گرین گرتا جس کے دائیں بازو پر کندھے سے لے کر کہنی تک گولڈن کلر کی کڑھائی ہوئی اور سفید پجامہ پہنے حمدان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا جس نے اس کے جیسا سیم گرتا پجامہ پہنا تھا مگر اس کے کرتے کا رنگ مہندی تھا۔ ہال کی دیکوریشن مختلف رنگوں کے پھولوں سے کی گئی تھی مگر زیادہ نمایاں گیندے کے پھول تھے۔ تمام لوگوں کے کپڑوں کا تھیم بھی مہندی رنگ کی تھی سوائے دلہا دلہن کے جن کے دریز ڈارک گرین کلر کے تھے۔ سب اپنے آپ میں مگن تھے کہ اچانک ہال کی تمام لائٹس آف ہوئیں تھیں اور پورا ہال اووووو کی آواز سے گونج اٹھا کہ تبھی سپورٹ لائٹ

آن ہوئیں اور ان کا فوکس داخلی دروزے پر ہوا تھا جہاں سے وہ  
مثل کا ہاتھ پکڑے ہال میں داخل ہوئی تھی۔ ان دونوں کے لہنگے  
بھی بی ڈی اور حمدان کی ڈریسنگ کی طرح سیم تھے بس رنگ کا  
فرق تھا موٹل کا لہنگہ گرین اور مثل کا مہندی رنگ کا تھا۔ لہنگے کی  
گرتیاں لونگ تھیں جن کے بازوؤں پر گولڈن تلے کا کام نہایت  
نفاست ہے ہوا تھا۔ مگر بکرتیوں کا باقی حصہ بالکل سادہ تھا۔ بازوؤں  
کی طرح کا سیم گولڈن کلر کا باریک اور نفیس تلے کے کام سے  
پورے لہنگے پر بھی کیا گیا تھا۔ وہ دونوں آج پالر سے تیار ہوئیں  
تھیں مثل خود ہی گاڈی ڈرائیو کی تھی حمدان نے توپک اینڈ ڈراپ  
کی آفر کی تھی جو وہ بڑی آسانی سے رد کر گئی اسے کسی پر ڈیپینڈ  
ہونا پسند نہیں تھا۔ وہ دونوں ہی پہلی بار اتنا تیار ہوئیں تھیں اور  
بے حد خوبصورت لگ رہی تھیں مثل نے بال کھلے چھوڑے تھے

مگر مثل کا جوڑا کر کے گھونگٹ نکالا گیا تھا۔ یہ حکم بی ڈی کا ہی تھا کیوں کہ وہ اپنی بیوی کو شو پیس کی طرح سب کو دیکھانے میں انٹر سٹڈ نہیں تھا اور نہ ہی لوگوں کی گندی نظریں وہ اپنی بیوی پر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

سیٹج کے پاس پہنچتے ہی بی ڈی نے آگے بڑھ کر مثل کے ہاتھ سے اس حسینہ کا ہاتھ اپنا ہاتھ میں تھام لیا اور اسے لیے سیٹج پر چڑھا اس کے مول کا ہاتھ تھامنے کر ہال میں موجود تمام لوگوں نے ہوٹینگ کی تھی۔ مول کو سیٹج پر رکھے صوفے پر بیٹھاتے وہ خود بھی اس کے سہ ماٹھ بیٹھ گیا تھا۔ ان دونوں کو ساتھ بیٹھا دیکھ ہال میں موجود لڑکیوں نے حسد سے اس جوڑی کو دیکھا تھا۔ ہر لڑکی کی یہی خواہش تھی کہ کاش مول کی جگہ وہ ہوتیں مگر وہ ایان خان کو بھی اچھے سے جانتی تھیں کہ وہ ان کی طرف دیکھنے والا بھی نہیں تھا۔

مہندی کی رسم سب سے پہلے باقر صاحب نے کی تھی جو پیشے کے لحاظ سے ڈی ایس پی تھے۔ وہ بی ڈی ساری حقیقت سے واقف تھے انفیکٹ بی ڈی کو شکار وہی دیکھاتے تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ہمارا قانون صرف امیروں کی سنتا ہے اور غریبوں کو پیستا ہے۔ اسی لیے وہ ہمیشہ ایسے کیسز کی فائل بی ڈی کو دیتے جن میں انصاف نہ ہوا ہو۔ وہ بی ڈی کے والد کے بیسٹ فرینڈ رہ چکے تھے اسی لیے بی ڈی بھی ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ ”واہ بر خودار!! مجھے تو لگا تھا تم واقعہ کبھی شادی نہیں کرو گے مگر یقین جانو مجھے بے حد خوشی ہوئی جب تمہاری شادی کا سنا“ باقر صاحب نے بی ڈی کے پاس بیٹھتے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ جبکہ بی ڈی محظ مسکرایا تھا۔ ”وہ نہیں آئی جس کو ڈھونڈ رہے ہو کل آئے گی سو آج اپنی گردن کو گھما گھما کر ادھر ادھر دیکھنا بند کرو یہی نہ ہو گردن

ہی ٹوٹ جائے تمہاری “ مثل نے حمدان کے قریب آتے کہا جو کب سے گردن گھما گھما کر پورے ہال میں نظر دھرا رہا تھا۔ تمہیں کیسے پتا وہ نہیں آئے گی؟؟ حمدان پہلے تو پکڑے جانے پر شرمندہ ہوا پر جب سامنے مثل کو دیکھا تو حیرت سے پوچھنے لگا۔“ فون پر بتایا اس نے اور ابھی باقرانگل نے بھی بتایا ہے کہ اسے آج کام تھا اسی لیے نہیں آئی پر کل آئے گی “ مثل نے سامنے سیٹج کی طرف دیکھتے اسے تفصیل بتائی۔ جبکہ اس کی بات سن حمدان کا منہ اتر گیا تھا۔ مہندی کا فنگشن بہت اچھا گزرا تھا اب تمام مہمان جا چکے تھے اور وہ چاروں بھی نکلنے کی تیاری میں تھے۔ مومل تو کافی تھک گئی تھی۔ جبکہ حمدان اور مثل کا موڈ گھر جا کر ڈھولکی بجانے کا تھا۔ مگر بی ڈی انہیں منع کر چکا تھا کیوں کہ رات کے ایک کا ٹائم ہو چکا تھا اور کل بھی قافی کام تھے اس لیے انہیں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

گھر جا کر سونے کی تلقین کرتے اس نے گاڈی سٹارٹ کی تھی - وہ  
- خود بھی ایک جگہ بیٹھ بیٹھ تھک چکا تھا

.....

صبح کے نو بج رہے تھے اور وہ تینوں ڈائمنگ ہال میں بیٹھے ناشتہ کر  
رہے تھے - مول کو ناشتہ کمرے میں دیا گیا تھا - حمدان مینے  
تمہیں ایک کام دیا تھا؟؟ ہو گیا وہ کام؟؟ بی ڈی نے حمدان سے  
اچانک سوال پوچھا - ”ہاں وہ کام ہو گیا بلکہ میں خود گیا تھا اور  
یقین سے کہہ رہا ہوں وہ کل آئے گا“ حمدان نے بریڈ کا آخری  
نوالہ نگلتے جواب دیا - وہ تینوں ڈائمنگ ہال سے نکلے ہی تھے کہ  
تبھی داخلی دروازے سے کوئی داخل ہوا تھا - ”ہائے ایوری ون  
دیکھو کون آیا ہے“ اندر داخل ہونے والی ہستی نے بلند آواز میں  
سب جو اپنی جانب متوجہ کرتے کہا - جبکہ وہ تینوں اسے حیرت اور



خوشی سے دیکھ رہے تھے - منابل تم یہاں؟؟ سب سے پہلے مثل  
- نے آگے بڑھ اسے گلے لگایا تھا

بس دیکھ لو مینے کہا کل تو میں جا نہیں سکی مہندی پر لیکن اج ”  
میں ٹائم سے پہلے جاؤں گی اور دیکھو میرا ٹائم سے پہلے انا میں صبح  
صبح ہی آگئی - اور ابھی جانے والی بھی نہیں جلدی کچھ دن رُکوں  
گی “ مثل کو تفصیل سے جواب دیتے آخر میں اس نے اپنے بیگ  
کی طرف اشارہ کیا جو ساتھ لائی تھی - ” کیوں نہیں منابل تمہارے  
بھائیوں کا گھر ہے جب مرضی آو اور جتنے مرضی دن رہو کوئی نہیں  
روکے گا “ بی ڈی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بھائیوں والی بات  
حمدان کو دیکھ کہی جس پر اس نے پہلے تو ہاں میں سر ہلایا پر جیسے  
ہی بھائیوں والی بات پر دیہان گیا اس نے ترپ کر استغفار کہا تھا -  
جس پر مثل کا قہقہہ بلند آواز گونجا جبکہ بی ڈی محض مسکرایا تھا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

جس سے اس کی دائیں گال کا دمپل واضح ہوا تھا - مناہل نے حمدان کو دیکھ آنکھیں گھمائیں تھیں اور اسے اگنور کر مشل کی طرف متوجہ ہوئی - ”مشئی یار مجھے بھی ہماری بھابھی سے ملو دو“ مناہل کے کہنے مشل اسے مول کے کمرے میں لے گئی - جبکہ پیچھے حمدان بس بی ڈی کو گھور کر رہ گیا تھا جو جان بوجھ کر اسے - مناہل کا بھائی بنانے پر تڑا تھا

.....

” ماشا اللہ مشل بھابھی تو بہت پیاری ہیں بلکل گڑیا جیسی انہیں تو بھابی کہنے کا دل بھی نہیں کر رہا“ مناہل نے مول کی دل سے تعریف کرتے کہا جبکہ مول محظ مسکرائی تھی - اس کی نظروں کا زاویہ نیچے تھا جبکہ مناہل کو اس بات پر عجیب لگ رہا تھا کہ آخر وہ اسے دیکھ کیوں نہیں رہی - ”ہائے بھابھی میرا نام مناہل ہے“

مناہل نے مول کے سامنے اپنا ہاتھ کرتے کہا - مگر مول نے کوئی رسپونس نہ دیا جس پر مناہل نے پہلے عجیب نظروں سے اسے دیکھا پھر مثل کو - ”سوری مناہل وہ دیکھ نہیں سکتیں“ مثل نے افسردہ - آواز میں مناہل کو بتایا تھا

جبکہ مناہل تو حیرت سے مول کو دیکھ رہی تھی - ”مزاق مت کرو یار یہ کوئی مزاق ہے کرنے والا“ مناہل نے مثل کی بات کو مزاق سمجھ کر تھوڑے سخت لہجے میں کہا - ”نہیں وہ جھوٹ نہیں کہہ رہی میں سچ میں نہیں دیکھ سکتی“ اس بار مول نے اسے جواب دیا - ”اوہ مائے گوڈ یار مجھے یقین نہیں آرہا تمہیں دیکھ کر بالکل نہیں لگتا کہ تم دیکھ نہیں سکتی - میرا مطلب زرا بھی کسی کو شک نہیں ہوتا کہ تم دیکھ نہیں سکتی - ایم سو سوری مجھے پتا نہیں تھا“

مناہل نے پہلے حیرت اور پھر آخر میں شردمندگی سے کہا - ”نہیں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

نہیں کوئی بات نہیں دراصل میں شروع سے ایسی نہیں تھی وہ تو بس ایک ایکسٹینٹ میں میری بینائی چلی گئی ”مومل نے اس کی شرمندگی دور کرتے کہا سچ تو یہ تھا اسے خود شرمندگی محسوس ہو رہی تھی کہ وہ سب کو سچ نہیں بتا رہی یہی بات اسے پریشان بھی کرتی اور اسے خود پر غصہ بھی آتا مگر وہ ڈرٹی تھی لیکن یہ تہہ تھا ۔ کہ وہ جلد ہی کچھ کرنے والی تھی

.....

بارات کا فنگشن بہت اچھے سے اختتام ہوا تھا مناہل اور مثل سرخ اور بلیک فراکیں پہنی تھیں مناہل کی سرخ جبکہ مثل کی بلیک فراک تھی اس پر ان دونوں نے پالر سے تیار ہو کر خوبصورت لگنے کے ریکارڈ توڑ دیے تھے ۔ حمدان سارا فنگشن انہیں تانے دیتا رہا تھا کہ میک اپ سے پریاں لگ رہی ہو منہ دھو کر آوا بھی

چڑیلیں لگو گی جس پر وہ دونوں بھی اسے سیلون سے تیار ہونے کا طعنہ اسی انداز میں دیتیں جس پر حمدان کھسیانی ہسی ہس دیتا کبھی - نیچرل بیوٹی کہہ کر انہیں چڑانے لگتا

مول سے نکاح کی اجازت برائیدل روم میں ہی لی گئی تھی جبکہ بی ڈی سے سٹیج پر - نکاح کے وقت مول کا تو رو رو کر براہال تھا مگر حمدان نے ایک بھائی ہونے کس فرض نبھاتے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا تھا جبکہ نکاح نامے پر سائین کرنے کے بعد مول حمدان کے کندھے سے لگتی بہت روئی تھی اسے اپنے ماں باپ حد سے زیادہ یاد آئے تھے - مثل اور مناہل جو بڑی سے بڑی بات کو اہمیت نہیں دیتیں تھیں اسے روتا دیکھ ان کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں تھیں - باقر صاحب ہال سے ہی واپس جا چکے تھے پر مناہل رہنے والی تھی - اس وقت وہ سب ایک ہی گاڑی میں واپس

پیس جا رہے تھے بی ڈی کا ارادہ تو الگ جانے کا تھا مگر حمدان نے اس کے ارادوں پر پانی پھیر دیا اور اپنی گاڑی گارڈ کے ذریعے گھر بھیج اب خود اس کی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر براجمان ہوا بیٹھا تھا۔ موئل مشل اور مناہل کے درمیاں بیک سیٹ پر بیٹھی تھی۔ جبکہ بی ڈی گاڑی سے باہر کھڑا اپنا غصہ کنٹرول کر رہا تھا اور اس کی حالت۔ دیکھ حمدان کو مزہ آرہا تھا

”نگلو باہر اور ڈرائیونگ سیٹ پر جاؤ“ بی ڈی نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے اسے باہر نکلنے کا اشارہ کرتے کہا۔ جبکہ حمدان کندھے اچکاتا باہر نکلا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو جیسے تمہاری مرضی۔ حمدان کے باہر نکلتے ہی بی ڈی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور حمدان ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔ بی ڈی نے بیک مرر سے پیچھے دیکھا تھا جہاں اس کی نئی نویلی دلہن اس کی بہنوں کے درمیاں سر



جسٹ فور یو از مانیہ خان

جھکائے بیٹھی تھی - اس کا گھونگٹ ابھی تک ویسے ہی تھا - اسے  
کے سراپے پر ایک نظر ڈال اس نے اپنی نظروں کا زاویہ ساتھ  
بیٹھے حمدان کی طرف کیا تھا - اب تو آنے والے دن ہی گواہ تھے  
کہ اب حمدان کی خیر نہیں تھی اس نے جتنی چھوٹ اسے دینی تھی  
وہ دے دی لیکن اب بس وہ اس کو سبق سیکھانے کا انتظام کر چکا  
تھا - حمدان کی آنے والے دنوں میں ہونے والی حالت سوچ بی ڈی  
ہونٹوں پر مسکراہٹ نمایاں ہوئی تھی جس سے بے خبر حمدان گاڑی  
گانے کو خود بھی زور شور سے گنگنا رہا تھا Despasito میں چلتے  
جس میں مشل اور مناہل اس کا ساتھ بھرپور طریقے سے ساتھ  
- دے رہیں تھیں

.....

گھر پہنچ کر مشل اور مناہل نے موہل کو بی ڈی کے کمرے میں لے جا کر بیٹھا دیا تھا اور خود کمرے کے باہر کھڑی ہوتیں بی ڈی کا انتظار کرنے لگیں۔ وہ جو گاڑی سے نکل پیلس میں داخل ہونے والا تھا مگر ضروری کال آتی دیکھ وہیں کھڑا کال سننے لگا۔ جبکہ حمدان گاڑی گیراج میں کھڑی کر کے تیر کی سپیڈ سے اندر گیا تھا۔ بی ڈی نے اس کی پھرتی کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔ کال ختم کرتے وہ اندر داخل ہوا اس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔ اپنے کمرے میں موجود وجود کا سوچ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری مگر جب کمرے کے پاس پہنچ باہر کھڑے ان تینوں پر گئی تو مسکراہٹ کی جگہ حیرت نے لے لی۔

”تم تینوں یہاں کیا کر رہے ہو؟؟“ اس نے پاس آتے حیرت سے پوچھا۔ جس پر ان تینوں نے دانت نکالے تھے۔ ”بھائی ہم

اپنے ننگ لینے کھڑے ہیں چلیں جلدی سے چھ لاکھ روپے نکالیں “  
مشل نے جلدی سے کہتے اپنا ہاتھ آگے کیا جس کو ان دونوں نے  
بھی فولو کیا۔ بی ڈی اپنے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑے ان تینوں  
بھیکاریوں کو گھورتے ہوئے دیکھا۔ ”چھ لاکھ کس چیز کے تم پاگل  
ہو کیا جو اتنے پیسے مانگ رہی ہو یا میں پاگل ہوں جو تمہیں اتنے  
پیسے دوں گا“ بی ڈی نے حیرت اور غصے سے ملے لہجے میں کہا۔  
اور چلو میں دوں بھی تم لوگوں کو پیسے پر پہلے یہ تو بتاؤ ننگ کس  
چیز کا اور تم نے ابھی یہ کیوں کہا کہ اپنے ننگ اور کون سے ننگ  
لینے ہیں تم لوگوں نے“ بی ڈی بات پر مناہل اپنی انگلی پر اسے  
- ننگ گننے لگی

ایان بھائی دو لاکھ دودھ پلائی کے دو لاکھ جوتا چورائی کے اور  
دو لاکھ دروزہ روکائی کے “مناہل نے اسے بتانے کے بعد پھر سے

اپنا ہاتھ آگے کیا - کیا کیا؟؟ دودھ پلائی؟؟ کہاں ہے دودھ کب  
پلایا تم لوگوں نے مجھے دودھ جو اب پیسے مانگ رہی ہو ویسے بھی یہ  
رسم لڑکی کی بہنیں کرتی ہیں اور تمہیں شرم نہیں آتی ایک  
ایماندار ڈی ایس پی کی بیٹی ہو کر چوری کی بات کر رہی ہو یہ رسم  
بھی لڑکی کی بہنیں کرتی ہیں اور تیسرا مینے کب کہا میرے  
دروازے کے باہر کھڑے ہو تو کس چیز کے تم لوگوں کو پیسے چلو  
نکلو کوئی پیسے نہیں ملنے والے اور اس نمونے کو بھی لے کر نکلو  
لڑکیوں کی رسموں میں اس کا کیا کام ”اب تو بی ڈی نے بھی انہیں  
تنگ کرتے کہا - ”ارے ارے کس نے کہا کہ ہم نہیں کر  
سکتے رسم ہم لڑکی کی سہیلیاں ہیں اور نمونہ کسے کہا آپ نے یہ  
دلہن کا بھائی ہے اور میرا بھی خبر دار جو اسے نمونہ کہا اسے نمونہ  
کہنے کا حق صرف میرا ہے “ مثل کے اندر کی بہن نے جوش مارا

تھا جبکہ اس کے سپورٹ کرنے پر حمدان نے دونوں ہاتھوں سے  
- اس کی بلائیں لیں تھیں

دودھ پلائی کی رسم کے لیے لائے تھے ہم دودھ پر اسے چیک ”  
کرنے کے لیے تھوڑا سا پیا تھا مطلب تھوڑا سا ٹیسٹ کیا تھا مگر وہ  
بہت مزے کا تھا اس لیے ہم وہ سارا ہی پی گئے “ مثل نے دانت  
نکالتے کہا - ” اسی لیے تو ہم نے ہال نے میں رسم نہیں کی رہی  
بات جوتے چوڑائی کی تو ہم نے کون سا کر لیے ہیں آپ کے پاؤں  
میں ہی ہیں بس نہ بروچپ کر کے پیسے نکالیں ہمیں چیلنج کرنا ہے  
یہ ہیوی ڈریس میں اور برداشت نہیں کر سکتی “ مثل نے بات  
کرتے جب بی ڈی پر کوئی اثر نہ ہوتے دیکھا تو آخری ہتھیار آزماتے  
اس کے سینے سے لگتی لاڈ سے بولی جس پر بی ڈی نے بھی مسکراتے  
ہوئے اس کے بالوں پر لب رکھے تھے - اچھا اچھا ٹھیک ہے میرا

بچا میں مزاق کر رہا تھا لیکن میرے پاس پیسے نہیں پر تم لوگوں کے لیے کچھ اور ضرور ہے اس کے لیے ویٹ کرو“ وہ پیار سے اسے خود سے الگ کرتے انہیں وہیں رکنے کا کہتے اپنے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں گیا تھا۔ وہ تینوں تجسس سے اس کمرے کی جانب دیکھنے لگے تبھی وہ اندر سے باہر نکلا تھا اس کے ہاتھ میں لال رنگ مخمل کی دو لمبی ڈبیاں تھیں جو اس نے لا کر ایک مشل اور - مناہل کے حوالے کیں تھیں

یہ لو بچے اب خوش“ اس نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا ”جی جی بہت بہت خوش لو یو سو مچ بھائی“ وہ دونوں یک زبان ہو کر بولتیں اس کے کندھے سے لگتیں وہاں سے بھاگ گئی تھیں جبکہ حمدان منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔ میرا تحفہ کدھر ہے؟؟ حمدان نے دکھی آواز میں پوچھا۔ ”سوری یار تمہارا یاد نہیں رہا“



بی ڈی نے کندھے اچکاتے نارمل لہجے میں کہا - اس کا جواب سن  
حمدان کا منہ لٹک گیا تھا - ”اچھا نہ مزاق تھا یہ لو“ بی ڈی نے اس  
کے اداس چہرے کو دیکھ تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے اس کے  
سہ ماہی سے چابی کرتے کہا - حمدان نے سوالیہ نظروں سے چابی کو  
دیکھا تھا - یہ کس چیز کی چابی ہے؟؟ حمدان کے پوچھنے پر بی ڈی  
نے اس کا ہاتھ پکڑ چابی ان میں تھمائی تھی - ”تمہارے فیورٹ  
موڈل کی ہوی بٹیک کی چابی ہے فارم ہاؤس میں کھڑی ہے کل جا  
کر دیکھ لینا“ اب خوش؟؟ بی ڈی کی بات سن حمدان کی خوشی کا تو  
- کوئی ٹھیکانہ ہی نہ رہا

بہت بہت خوش ہوں یار شکریہ “ وہ خوشی سے کہتے اس کے ”  
گلے لگا تھا اور ساتھ ہی اس کی گال چوم گیا - ابے میں تیری محبوبہ  
نہیں جا اپنا کام کر اور مجھے بھی جانے دے میری بیوی اندر میرا

انتظار کر رہی ہے۔ بی ڈی نے اس کی حرکت پر اسے خود سے دور کرتے گال رگڑتے کہا۔ جس پر حمدان اسے فلابی کس کرتا وہاں سے بھاگ گیا۔ بی ڈی مسکراتے اس کی پشت دیکھ تھی۔ اس کی یہی چھوٹی سی دنیا تھا اور اس کا کل اثاثہ بھی وہ ان پر رعب ضرور جماتا مگر ان سے محبت بھی بے حد کرتا تھا اور یہ بات وہ بھی بہت اچھے سے جانتے تھے اسی لیے تو پوری شادی میں اسے تنگ کیا اور اپنی مرضی سے تمام رسمیں کیں کیوں کہ انہیں معلوم تھا بی ڈی ان کی خوشی دیکھ انہیں کچھ نہیں کہے گا۔ اپنی نظروں کا زاویہ اب اس نے اپنے کمرے کے دروازے کی جانب کیا تھا جہاں اس کی محبت تھی جو اس کی بیوی کی حیثیت پر اج براجمان ہو چکی تھی

.....

جسٹ فور یو از مانیہ خان

وہ کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ پر بیٹھی مول کے دل کی دھڑکن  
تیز ہوئیں تھیں اور ہتھیلیاں پسینے سے تر ہوئی تھیں وہ تو پہلے ہی  
کافی گھبرائی ہوئی تھی کہ اب تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے دل ہی  
باہر آ جائے گا - بی ڈی نے اسے دیکھا جو سامنے بیڈ پر مہرون لہنگہ  
پھیلائے روایتی دلہنوں کی طرح بیٹھی تھی - بی ڈی آج بلیک  
شیر وانی پہنی تھی بے شک دونوں کی جوڑی بہت خوبصورت لگ  
رہی تھی - دروزہ لاک کرتے وہ بیڈ کے قریب پہنچ اس پر بیٹھا تھا  
- کہ مول اس کے قریب بیٹھنے پر پوری کی پوری کانپ گئی - اس  
کا کانپنا ایان نے اچھی طرح محسوس کیا تھا ایان نے اس کی گود میں  
رکھا اس کا نازک اور گھبراہٹ سے سرد پڑتا ہاتھ اپنے ہاتھ کی  
گرفت میں لیا - ایان کی اس حرکت پر مول کے گال ایک دم  
- گلابی ہوئے تھے اور دل کی دھڑکن میں اضافہ ہوا تھا

مول کیا بات ہے آپ اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں؟؟ بے فکر رہیں ”  
اور نارمل ہو جائیں میں آپ کو کچھ نہیں کہنے والا یار شوہر سے کون  
ڈرتا ہے میں بھیانک بالکل نہیں ہوں “ اسے نارمل کرنے کے لیے  
بی ڈی نے شرارتی انداز میں کہا جس پر مول بھی تھوڑی ریلیکس  
ہوئی تھی مگر دل میں اپنا جھوٹ پکرے جانے کا ڈر بھی تھا کہ کہیں  
اس کی آنکھوں میں درج حیا کے رنگ دیکھ وہ اس کا جھوٹ نہ پکر  
لے - ” اچھا چلو سب سے پہلے تمہاری منہ دیکھیں سی دیتے ہیں مگر  
اس کے لیے تمہارا گھونگٹ اٹھانا بھی ضروری ہے “ تو اجازت ہے  
کیا؟؟ ایان نے بڑی محبت سے اس سے اجازت مانگی تھی - اور اس  
کی یہ ادا مول کے دل کو بھائی تھی - مول نے آہستہ سے اپنا سر  
ہلایا گویا اجازت دی ہو - جس پر بی ڈی نے مسکراتے ہوئے اس  
حسینہ کے چہرے سے پردہ ہٹایا تھا جو اس کی نظروں کی پیاس

بُجھانے میں رُکاوٹ بنا ہوا تھا۔ گھونگٹ اٹھاتے ہی وہ ساکت رہ گیا تھا وہ جانتا تھا سامنے بیٹھی لڑکی خوبصورتی کی مورت تھی مگر اس - وقت تیار ہو کر وہ بلڈی ڈیول پر بھی بجلیاں گرا رہی تھی مجھے لگتا ہے میرے لیے سب سے زیادہ خطرناک تم ثابت ” ہونے والی ہو “ جانتی کو کیوں؟؟ بی ڈی خمار آلود لہجے میں کہتے آخر میں مول سے پوچھا۔ جس پر مول نے حیرت سے نہ میں سر ہلایا اس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں۔ کیوں کہ مجھے آج تک کوئی چیز کوئی انسان اپن اسیر نہیں کر سکا سوائے تمہارے۔ تم وہ واحد ہستی کو جس نے میری سوچوں میرے دماغ حتہ کہ میرے دل پر قبضہ کر لیا وہ بھی پہلی کی ملاقات میں۔ تم جانتی ہو مول مجھے تمہاری آنکھوں سے عشق ہوا ہے۔ تم چہرہ تو اوپر اٹھاؤ مجھے ان آنکھوں کو قریب سے دیکھنا ہے “ بی ڈی نے کہنے کے ساتھ

اپنی انگلی اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ اس کا چہرہ اوپر کیا - جبکہ مول تو آنکھوں سے محبت والی بات پر اٹکی تھی - ”آپ کو میری آنکھوں سے کیوں محبت ہوئی؟؟ یہ تو دیکھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتیں“ مول کی بات پر بی ڈی آگے بڑھ کر اس کی دونوں آنکھوں پر باری باری بوسہ دیتے پیچھے ہوا تھا - تمہاری یہ آنکھیں چاہے کچھ نہیں دیکھ سکتیں مگر مجھے ان میں اپنی پوری دنیا نظر آتی ہے -

مجھے تم سے کچھ نہیں چاہے سوائے تمہارے ساتھ کے مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تم دیکھ سکتی کو یا نہیں مجھے بس دل کی آنکھ چاہیے جو میری چاہت میری محبت کو دیکھ سکے ”بولو کیا تم میرا ساتھ دو گی؟؟ کیا تم میری محبت کی قدر کرتے مجھ سے بھی بدلے میں محبت کو گی؟؟ میری وفا کس جواب وفا سے دو گی؟؟ بی ڈی کے اتنے



جسٹ فور یو از مانیہ خان

خوبصورت اظہار پر مول کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں اور اس کے سوالوں پر اس نے پورے سچے دل سے ہاں میں سر ہلا ہاتھ جس پر ایان نے اپنا ماتھا مول کے ماتھے سے جوڑا تھا۔ ایک نئی اور خوبصورت زندگی ان کی منتظر تھی مگر ابھی بہت سی تکلیفیں باقی تھیں جس سے دونوں ہی بے خبر تھے

.....

وہ ڈائمنگ ٹیبل پر شرمائی گھبرائی بیٹھی تھی جبکہ بی ڈی نظریں اس کے جھکے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں اور سب کے درمیان بی ڈی کی یہ حرکت مول کو اور پزل کر رہی تھی۔ مشل اور مناہل بھی ڈائمنگ ٹیبل پر موجود تھیں جبکہ حمدان تو صبح ہوتے ہی فارم ہاؤس چلا گیا تھا ساری رات اس نے کیسے صبر کیا تھا وہی جانتا تھا اس کا بس چلتا تو وہ رات کو ہی فارم ہاؤس چلا جاتا مگر جانتا تھا اگر

ں بھی گیا تو صبح بی ڈی اس کو سزا کے طور پر اس کی ہیوی بائیک  
واپس لے لیتا اسی لیے بیچارے نے مشکل سے ہی سہی پر رات  
گزار لی تھی مگر فجر پڑھتے ہی وہ فارم ہاؤس روانہ ہو گیا تھا۔ ”بس  
کر دیں بھائی آپ کی ہیں مگر کیا اب میری پیاری سی کیوٹ سی بھابی  
کو نظروں سے ہی کھا جائیں گے بس کر دیں نظر نہ لگا دینا آپ  
میری بھابھی کو“ مثل جو بی ڈی کو ہی دیکھ رہی تھی شرارتی لہجے  
- میں بولی

بے فکر رہو بیٹا محبت بھری نظریں نہیں لگتیں اور ویسے بھی ”  
میری بیوی ہے یار میں جیسے مرضی دیکھوں اور جتنی مرضی دیر  
دیکھوں مجھے کون روک سکتا ہے“ بی ڈی نے بنا مول کے چہرے  
سے نظریں ہٹائے کہا۔ ”اچھا نہ بس کریں ناشتہ کرنیں دیں میری  
بھابھی کو اور خود بھی ناشتہ کریں“ مثل جو مول کے ساتھ ہی

بیٹھی تھی مول کے گرد اپنی باہیں پھیلاتے بولی - ”اچھا بھی تم کہتی ہو تو میں اپنی گڑیا کی بات مان لیتا ہوں ورنہ میرا ارادہ تو بس نظروں کی بھوک پیاس ختم کرنے کا تھا جو ختم ہی نہیں ہوتی - پر کوئی بات نہیں یہ کام میں اپنے کمرے میں کر لوں گا“ بی ڈی نے بے باکی سے کہتے مول کو سر سے پاؤں تک لال کر گیا تھا - مناہل اس دوران خاموشی سے ناشتہ کرتے ان کی باتیں انجوائے کر رہی تھی -

بی ڈی نے اپنا دیہان ناشتہ کی طرف کیا اور اپنے لیے پراٹھا اٹھایا - اس کی عادت تھی صبح کو ہیوی ناشتہ کرنے کی - مشل اور حمدان تو لائٹ ہی ناشتہ کرتے تھے اسی لیے بس بی ڈی کے لیے ہی پراٹھے بنائے جاتے تھے -

جسٹ فور یو از مانیہ خان

بی ڈی کے ناشتے کی طرف متوجہ ہونے پر مول نے بھی سُکھ کا  
سانس لیا تھا اور خود بھی ناشتہ کرنے لگی جو مثل اس کے سامنے  
- رکھ چکی تھی

.....

وہ چاروں بھی فارم ہاؤس کیلئے روانہ ہو چکے تھے - حمدان تو ویسے  
بھی وہیں تھا تو بی ڈی نے اسے واپس آنے سے منا کر دیا تھا -  
ولیمے کا پروگرام کینسل کرتے بی ڈی نے انہیں پیسوں کا غریبوں  
میں کھانا تقسیم کروا دیا تھا اور وہ سب خود فارم ہاؤس میں باربی کیو  
پارٹی کرنے کا تھا - اور وہیں بی ڈی کا کوئی خاص مہمان بھی آنے  
- والا تھا جس کا بی ڈی اور حمدان کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا

مول بھائی نے تمہیں کیا منہ دیکھائی دی ہے؟؟ ہمیں بھی ”  
دیکھاؤ“ فارم ہاؤس پہنچ بی ڈی اور حمدان باربی کیو بنانے میں بڑی ہو

چکے تھے جبکہ مثل مناہل اور مول وہیں پاس لان میں رکھی  
کرسیوں پر بیٹھیں تھیں۔ تبھی باتوں کے دوران اچانک مناہل نے  
پوچھا۔ جس پر مول نے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا جہاں  
خوبصورت گولڈ کی نفیس چین تھی جس میں تین چھوٹے بارش کی  
بوند کی شکل کے ڈائمنڈ لگے تھے بے شک وہ بہت خوبصورت تھی  
۔

واؤ یار بہت خوبصورت ہے “ مثل اور مناہل نے ایک ساتھ ”  
کہا تھا۔ شکریہ پتا کیا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک اور تحفہ باقی ہے جو  
تمہیں بہت پسند آئے گا۔ میں بہت ایکسائٹڈ ہوں پتا نہیں کیا ہو گا  
پر پھر دل بھی اداس ہوتا ہے کہ میں کون سا دیکھ سکتی ہوں یہ  
تحفہ بھی تو نہیں دیکھ سکتی مگر میں محسوس کر سکتی ہوں اور یہ بات  
ہی مجھے خوشی دیتی ہے۔ مول نے ایکسائٹڈ ہوتے کہا مگر پھر کہیں

انہیں شک نہ کو جائے اسی لیے جلدی سے آخر میں لہجے میں  
افسوس لاتے جھوٹ بولا - ”اوہو یار پلیز ایسی باتیں نہ کیا کرو ویسے  
مجھے بتاؤ میرے بھائی کیسے لگے تمہیں؟؟“ مثل نے اس کا دیہان  
ہٹانے کی کوشش کرتے شرارتی لہجے میں پوچھا - ”اچھے ہیں  
“مول نے شرما تے ہوئے ہلکی آواز میں کہا - ”اچھے ہا بہت اچھے  
- ہاں بتاؤ بتاؤ“ اس بار مناہل نے بھی شرارتی انداز میں کہا  
بہت اچھے ہیں“ مول نے پھر سے ہلکی آواز میں کہا - اور ”  
رومینٹک کتنے ہیں؟؟“ پلیز یار تنگ مت کرو نہ“ مثل کی بات پر  
مول نے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپاتے حیا آلود لہجے میں کہا -  
جس پر مناہل اور مثل کے بلند قہقہے گونجے تھے جبکہ ان کے قہقہہ  
لگانے پر بی ڈی اور حمدان نے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا -  
انہیں کیا ہو گیا جو یوں چڑیلوں کی طرح ہس رہی ہیں؟؟؟ حمدان



نے حیرت سے بی ڈی سے سوال کیا جس پر بی ڈی کندھے اچکاتے  
باربی کیو کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جیسے کہنا چاہتا کو مجھے کیا پتا۔  
حمدان بھی اپنے ہاتھ میں پکرے پنکھے سے کوسیلوں کو ہوا دینے لگا

—

.....

منابھ کو فارم ہاؤس کے اندر جاتا دیکھ حمدان بھی جلدی سے اس  
کے پیچھے گیا تھا جبکہ بی ڈی نے پر سوچ نگاہوں سے اسے جاتے  
دیکھا تھا۔ وہ اپنے دیہان میں جا رہی تھی کہ اچانک کسی کے پیچھے  
سے ہاتھ پکرنے پر رکی تھی۔ وہ اچھے سے جان گئی تھی کہ ہاتھ  
پکرنے والا کون تھا۔ ”ہاتھ چھوڑو میرا حمدان“ اس نے سپاٹ لہجے  
میں کہا۔ ”نہیں چھوڑوں گا جب تک تم میری بات نہیں سنتی میں  
— ہاتھ نہیں چھوڑوں گا“ حمدان نے ڈیٹھائی سے کہا

تمہارا مسئلہ کیا ہے تمہیں سمجھ نہیں آرہی مینے کہا میرا ہاتھ ”  
چھوڑو“ مناہل نے غصے سے کہتے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھوڑایا تھا  
- ”مسئلہ میرے ساتھ نہیں تمہارے ساتھ ہے جو تم مجھے انکسور کر  
رہی ہو دو دن ہو گئے ہیں مجھے برداشت کرتے کم سے کم انسان  
دوسرے کی بات بھی سن لیتا ہے - لیکن نہیں تمہیں تو میری بات  
بھی نہیں سننی تمہیں تو مجھ پر یقین ہی نہیں ہے“ حمدان نے بھی  
اپنے اندر کا غبار نکالا تھا - ”ہاں مجھے نہیں سننی تمہاری کوئی بات ہو  
گئی تسلی مل گیا سکون اب جاو دماغ خراب نہ کرو میرا“ مناہل نے  
بے زاری سے کہتے جانا چاہا جس پر حمدان نے پھر سے اس کا ہاتھ  
پکڑا اسے روکا تھا - ”مناہل تم مجھ پر شک کر رہی ہو اپنی محبت پر  
تمہیں میری محبت میرے خلوس پر شک ہے اور اس لڑکی پر یقین

ہے جسے تم جانتی بھی نہیں اور مجھ پر تمہیں یقین نہیں جسے تم  
بچپن سے جانتی ہو - ۱

گر یقین دلانے کے لیے میں تمہیں اس لڑکی سے گواہی دلانے کی  
بات کروں تو تم کہتی ہو کہ میں اسے زبردستی مجبور کر کے لاؤں گا  
- یار سچ میں میں اسے نہیں جانتا وہ لڑکی مجھے تمہاری نظروں میں  
گرا رہی ہے کیوں کہ میں نے تمہارے لیے اسے چھوڑا اسی لیے وہ  
تمہیں میرے خلاف کر کے اس چیز کا بدلہ لینا چاہتی ہے سچ میں یار  
وہ فوٹوز فیک ہیں ”حمدان نے اسے یقین دلانے کی بھرپور کوشش  
کرتے کہا مگر مناہل تو کچھ سننے اور کسی بات پر بھی یقین کرنے موڈ  
میں نہیں تھی - ”حمدان میرا ہاتھ چھوڈو“ مناہل نے ساری بات  
سننے کے باوجود سپاٹ لہجے میں کہا - ”نہیں میں نہیں چھوڑوں گا  
جب تک تم میرا یقین نہیں کرتی“ حمدان نے بھی ضدی لہجے میں

انکار کیا - ”حمدان مینے کہا میرا ہاتھ چھوڈو“ اس بار مناہل کی آواز  
- میں غصے کی جھلک تھی

نہیں میں نہیں چھوڑوں گا حمدان نے پھر انکار کیا کہ تبھی فضا میں  
تپھر کی آواز گونجی - ”تمہیں سمجھ نہیں آرہی مینے کہا میرا ہاتھ  
چھوڈو“ مناہل نے دوسرے ہاتھ سے اسے تپھر مارتے غصے سے کہا  
مگر جیسے ہی نظر حمدان کے سرخ ہوتے چہرے پر گئی تو اسے  
احساس ہوا کہ وہ کیا کر چکی ہے - دی... دیکھو حم.... حمدان میں  
نے جان بو... بوجھ کر نہیں کی.... کیا وہ اچانک ..... - ڈر اور  
شرمندگی کے مارے مناہل نے بولنا مشکل ہوا تھا - اسے شدت  
سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا - جبکہ حمدان سرخ انگھوں سے  
مناہل کو دیکھ رہا تھا - ہمت کیسے ہوئی تمہاری؟؟ حمدان کے بولنے  
- پر مناہل نے ہمت کرتے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے کچھ کہنا چاہا

دی.... دیکھو حم.... حمدان “بکو اس بند اور ہاتھ مت لگانا مجھے ”  
- تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی ہاں وہ اس دو ٹکے  
کی لڑکی کے پیچھے؟؟؟ تم نے اچھا نہیں کیا مس مناہل تم نے اچھا  
نہیں کیا “ حمدان نے اس کے بازو پر رکھے ہاتھ کو ایک جھٹکے سے  
خود سے دور کرتے اس کی بات کاٹتے غراتے ہوئے کہا جبکہ مناہل  
روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی - اس سے پہلے وہ کچھ بولتی بی  
ڈی آواز نے اسے روکا تھا - یہاں کیا ہو رہا ہے؟؟ بی ڈی کی بھاری  
آواز پر دونوں نے پیچھے دیکھا تھا جہاں بی ڈی دونوں بازو سینے پر  
لیپٹے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا - جس پر حمدان نے تو بنا  
کچھ بولے وہیں کھڑا رہا جبکہ مناہل اپنی روئی ہوئی آنکھیں چھپاتی  
وہاں سے بھاگ گئی - کیا بات ہے حمدان میں کل سے دیکھ رہا ہوں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

تم دونوں کو کیا کوئی بات ہوئی ہے تم دونوں میں؟؟ بی ڈی نے  
” - حمدان کے پاس آتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا  
کوئی بات نہیں ہوئی بی ڈی تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے تم چھوڑو اور  
یہ بتاؤ وہ آیا کہ نہیں ابھی تک “ حمدان نے جھوٹ بولتے بات ٹالی  
تھی اور بی ڈی کا دیہان دوسری طرف کرنے کی کوشش کی - جو بی  
ڈی بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا مگر اس نے بھی زیادہ کریدنے کی  
کوشش نہ کی ” نہیں ابھی تک نہیں آیا “ ابھی بی ڈی نے اسے  
جواب دیا ہی تھا کہ باہر گاڑی کی آواز سنائی دی - ” لگتا ہے اگیا چلو  
چلتے ہیں باہر “ بی ڈی حمدان سے کہتے اسے لیے باہر کی طرف نکلا  
- تھا

.....



جسٹ فور یو از مانیہ خان

وہ آنا تو نہیں چاہتا تھا مگر اسے انویٹیشن کارڈ دینے گھر پر آیا گیا تھا اسی لیے وہ مروت کے مارے جا رہا تھا مگر اسے حیرت تھی خان گروپ کمپنی کے ساتھ اس کی کوئی ڈیل بھی نہیں تھی پھر بھلا ایان خان کے ولیمے کا کارڈ اسے کیوں موصول ہوا اور فٹنگشن بھی کسی فارم ہاؤس میں تھا خیر جو بھی تھا اس کا ارادہ وہاں زیادہ دیر رکنے کا نہیں تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں گم فارم ہاؤس پہنچا تھا اور گیٹ کے قریب جاتے ہی اس نے گاڑی کا ہارن بجایا جس پر چوکیدار نے فوراً دروازہ کھولا تھا اور اس نے گاڑی آگے بڑھائی تھی۔ اندر پہلے سے دو گاڑیاں موجود تھیں۔

گاڑی سے باہر نکلتے اس نے آس پاس دیکھا تھا وہاں کسی کا نام و نشان نہ تھا کہ تبھی وہاں ایان اور حمدان آئے تھے۔ ”آئیے آئیے مسٹر احمد امید کرتے ہیں آپ کو اڈریس ڈھونڈنے تکلیف نہیں

ہوئی ہوگی “ایان نے آگے بڑھتے حمدان سے ہاتھ ملاتے کہا -  
”جی مسٹر ایان مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اڈریس ڈھونڈنے میں“  
احمد نے خوش دلی سے جواب دیتے حمدان سے بھی ہاتھ ملایا تھا -  
کوئی اور نظر نہیں آ رہا کیا میں جلدی آگیا ہوں یا زیادہ ہی لیٹ ہو  
گیا جو سب چلے گئے “احمد نے حیرت سے پوچھا - ”نہیں نہیں تم  
بلکل لیٹ نہیں ہوئے دراصل ہم نے بلایا ہی نہیں کسی کو یہ تو  
ہماری فیملی گیدرنگ ہے آونہ اندر “ایان نے جواب دیتے اسے  
فارم ہاؤس کی بیک سائیڈ پر بنے لان کی طرف اشارہ کرتے کہا -  
جبکہ احمد حیران سا یہ بات سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں سے ان کی فیملی  
- میں شامل ہو گیا

.....

لان میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر وہاں میز کے گرد رکھی  
کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھی لڑکی پر گئی - اپنی گڑیا کو  
سامنے دیکھ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا اس نے جلدی  
سے اس کی طرف بڑھتے بے ساختہ اسے پکارا - مول جو وہاں اکیلی  
بیٹھی تھی مثل ابھی مناہل کو بلانے اندر گئی تھی اور وہ وہاں بیٹھی  
ایان کے بارے میں سوچتی خود ہی مسکرا رہی تھی کہ اچانک اپنے  
- نام کی پکار پر اس کے کان کھڑے ہوئے تھے

اسے لگا یہ آواز اس کے کانوں کا دھوکہ ہے بھلا احمد بھائی یہاں  
کیسے؟؟ مگر جیسے ہی دوبارہ وہی پکار سنی تو جلدی سے وہ کرسی  
سے کھڑی ہوئی تھی اس کا بس چلتا تو بھاگ کر اپنے بھائی کے پاس  
جاتی جس نے ساری زندگی اس کی کنیر کی تھی وہ دیکھنا چاہتی تھی  
کہ اس کا بھائی کیسا دیکھتا ہے مگر وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتی

کیوں کہ اگر وہ ایسا کرتی تو وہ سب لوگ جان جاتے کہ اب وہ دیکھ سکتی ہے اور پھر کہیں پھر سے اسے کوئی جاسوس سمجھ واپس اسے ٹورچر روم میں نہ ڈال دیتے۔ ”مول میری گڑیا میری جان تم ٹھیک ہو نہ میں نے تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا ٹھیک ہو نہ تم اور تم یہاں کیسے پہنچی؟؟“ حمدان نے اس کے پاس آتے اسے اپنے گلے لگاتے ایک ہی مرتبہ سب سوال کیے تھے جبکہ مول بھی اس کے سینے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

جی بھائی میں بالکل ٹھیک ہوں آپ پریشان نہ ہوں اور بس بھائی آپ کو پتا ہے تایا ابو لوگوں نے مجھے بیچ دیا تھا میں وہاں سے بھاگ گئی بس اتنا شکر ہے کہ ایان لوگوں کے کوئل گئی ورنہ پتا نہیں میں آج کہاں اور کس حال میں ہوتی۔ مول نے اس کے سینے سے ہی لگے جواب دیا۔ بی ڈی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مول کو احمد سے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

دور کر اپنے اندر چھپا لیتا مگر خود پر جبر کر خاموش رہا آخر جو بھی تھا وہ اس کا بھائی تھا چاہے سگا نہیں تھا مگر اس نے بھائیوں کی طرح ہی مول کا خیال رکھا اور اب بھی وہ اس کے ملنے پر اتنا خوش تھا بس یہی دیکھ وہ چپ چاپ کھڑا تھا - جانتا ہوں میں سب جانتا ہوں اسی لیے تو میں ماموں کے گھر سے اپنے فلیٹ میں شفٹ ہو گیا ہوں وہاں ان لوگوں کو دیکھ میرا دم گھٹتا تھا - احمد نے مول سے کہتے اسے خود سے دور کیا تھا - اور خود ایان کی طرف گیا تھا - ”ٹھینک یو مسٹر ایان اینڈ حمدان میں آپ لوگوں کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا آپ لوگوں نے میری بہن کا اتنا خیال رکھا“ احمد نے بی ڈی سے عاجزانہ لہجے میں کہا - جبکہ بی ڈی اس کی بات پر مسکرایہ تھا -

شکریہ کیسا وہ تمہاری بہن ہونے کے ساتھ اب میری بیوی ”  
بھی ہے تو اس کا خیال رکھنا میرا فرض ہے مسٹر احمد ” بی ڈی نے  
مسکراتے ہوئے مول کی طرف دیکھ کر کہا - جبکہ احمد تو حیرت  
سے کبھی ایان کو دیکھتا تو کبھی مول کو جو سکائے بلیو کلر کی  
خوبصورت میکسی میں ہلکا ہلکا میک اپ کیے کھڑی تھی - اس نے  
پہلے مول کے حلیے پر دیہان نہیں دیا تھا مگر اب اسے دیکھ احمد  
واقع حیرت میں مبتلا ہوا تھا - تو مطلب آپ کی شادی مول سے  
ہوئی ہے مسٹر ایان؟؟ احمد نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا -  
- جس پر ایان نے کندھے اچکائے تھے

احمد جلدی سے مول کے لاس جاتے اس کا ہاتھ تھام چکا تھا -  
مول کیا تم اس شادی سے خوش ہو؟؟ اس نے بے چینی اور  
لریشانی سے پوچھا کہ کہیں اس کے ساتھ کوئی زبردستی تو نہیں ہوئی



- جی احمد بھائی میں خوش ہوں یہ میرا خیال بھی رکھتے ہیں سب لوگ بہت اچھے ہیں اور میرے ساتھ کوئی زبردستی نہیں ہوئی آپ بے فکر رہیں - مول نے بھی اپنے ہاتھ کو پکڑے احمد کے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھتے اسے تسلی دیتے کہا جس پر احمد کو بھی سکون ملا اور اس نے ایان کو مسکرا کر دیکھا - ”شکریہ دوست بہت شکریہ“ احمد نے ایان کے گلے لگتے خوشی سے کہا جس پر ایان نے بھی اس کی پیٹھ پر تھپکی دی تھی

.....

وہ سب بیٹھے آپس میں باتوں میں مصروف تھے کہ بی ڈی کے فون پر مشل کی کال آنے لگی جسے اس نے بنا تاخیر کے اٹھایا تھا - ”ہاں مشل بولو کیا بات ہے اور تم دونوں اندر کیا کر رہی ہو باہر آو کھانا شروع کریں“ بی ڈی نے فون اٹھاتے ہی مشل کو بولنے کا

موقع دیے بغیر کہا - ”بھائی میں اور مناہل فارم ہاؤس نہیں ہیں ہم دونوں ہاسپٹل جا رہی ہیں“ مثل کی بات سن بی ڈی کو حیرت ہوئی - کیا بات ہے ہاسپٹل کیوں جا رہی ہو؟؟ اور وہ بھی بنا بتائے؟؟ بی ڈی نے جلدی سے مثل سے پوچھا - ”بھائی باقر انکل کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی ہے مناہل کو ابھی ان کے ڈرائیور کی کال آئی تھی وہ تو اکیلی جا رہی تھی میں زبردستی ساتھ گئی ہوں آپ لوگوں کو بتانے کا وقت نہیں تھا مناہل کا رو رو کر برا حال ہے ہم بس ہاسپٹل پہنچنے والے ہیں تو میں نے سوچا آپ کو انفارم کر دوں“ - مثل نے ایک سانس میں اسے ساری بات بتائی تھی

اوکے گڑیا تم لوگ پہنچو ہاسپٹل میں اور حمدان بھی آتے ہیں“

تم ٹینشن نہ لو“ بی ڈی نے مثل سے کہتے کال کاٹی تھی جبکہ حمدان اور احمد اسے سوالی نظروں سے دیکھ رہے تھے - کیا ہوا ایان کیا

کہہ رہی تھی مثل؟؟ حمدان نے پریشانی سے پوچھا جبکہ احمد کا خیال کرتے اس نے اسے بی ڈی کی بجائے ایان کہا تھا۔ ”باقر انکل کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی ہے انہیں ہاسپٹل لے کر گئے ہیں مثل اور مناہل بھی وہیں گئی ہیں میں نے اسے کہا ہے کہ ہم بھی پہنچتے ہیں“ بی ڈی نے کھڑے ہوتے بتایا حمدان بھی اس کی بات سن فوراً کھڑا ہو گیا۔ مگر مول؟؟ حمدان نے مول کی طرف اشارہ کرتے بی ڈی سے کہا۔ جس پر بی ڈی نے احمد کی طرف دیکھا

احمد اف یو ڈونٹ مائنڈ تم مول کو گھر چھوڑ دو گے میں تمہیں ”ایڈریس سینڈ کرتا ہوں اور پلیز ہمارے آنے تک تم گھر مول کے

پاس ہی رہنا“ بی ڈی کے کہنے پر احمد فوراً ہاں میں سر ہلایا۔ ”کیوں نہیں یار افکورس لے جاؤں گا گھر اور میں تو خود اپنی کے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا ہوں تم بے فکر رہو“ احمد نے اسے تسلی دیتے کہا جس پر بی ڈی اور حمدان جلدی سے ہاسپٹل جانے کے لیے روانہ ہوئے احمد اور مول بھی ان کے پیچھے ہی فارم ہاؤس سے نکلے تھے۔

.....

احمد اور مول گھر کی جانب روانہ تھے کہ اچانک مول نے شرارت سے احمد کی جانب کی طرف دیکھا۔ ”بھائی ویسے آپ بلیو پینٹ کوٹ میں بہت ہینڈ سم لگ رہے ہو اور اس پر یہ بلیک چشمہ اور جیل سے سیٹ کیے بال کیا بات ہے بھائی کوئی بھی لڑکی دیوانی ہو جائے آپ کی“ مول نے احمد کی طرف منہ کرتے مسکراہٹ چھپاتے کہا۔ جس پر احمد نے پہلے تو مسکرا کر اسے دیکھا مگر جب اس کی باتوں پر غور کیا تو اس کا اچانک بریک پر پاؤں آیا تھا۔

مول ابھی تم نے کیا کہا؟؟ مطلب تم کو کیسے پتا میں اس وقت کس رنگ کے کپروں میں ہوں اور میں نے عینک لگائی ہے مطلب تم.... احمد نے حیرت سے اس سے پوچھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے جبکہ مول کا قہقہہ اچانک گاڑی میں گونجا - اوہ میرے کیوٹ بھائی کیا ہوا شوک لگ گیا آپ کو؟؟ مول نے شرارت سے - اس کے گال کھینچتے کہا

تم دیکھ پارہی ہو؟؟ احمد نے حیرت سے پوچھا - ” بلکل یقین نہیں تو چاہے ٹیسٹ کر لیں “ مول نے پھر ہستے ہوئے کہا - یہ کتنے ہیں؟؟ احمد نے اس کے سامنے تین انگلیں کرتے پوچھا - ” تین ہیں “ مول نے آرام دہ لہجے میں کہا - مول میری گڑیا مجھے یقین نہیں آرہا کیسے ہوا یہ معجزہ؟؟ اور کب سے تم دیکھ پارہی ہو؟؟ احمد نے خوشی سے بھرپور لہجے میں مول سے ایک ساتھ سارے سوال کر

دیے جس پر مول اسے شروع سے ساری بات بتانے لگی۔ ”وہ سب تو ٹھیک ہے مول مگر کب تک تم ایسے کب تک یہ بات سب سے چھپاؤ گی؟ کب تک تم یہ ڈرامہ کرو گی میری مانو تو تم کوئی اچھا سا وقت اور موقع دیکھ سب کو بتا دو“ احمد جو گاڈی ڈرائیو کرنے کے ساتھ اس کی بات سن رہا تھا پوری بات سن اسے مشورہ دیتے بولا جس پر مومک نے ہاں میں سر ہلایا۔ ”جی بالکل بھائی مگر۔ ابھی میں نہیں بتا سکتی کچھ دنوں میں کوشش کروں گی

ویسے آپ کو پتا ہے حمدان بھائی بہت اچھے ہیں بالکل اپ کی طرح میرا خیال رکھتے ہیں مثل اور مناہل بھی بہت اچھی ہیں مگر مثل سے میری زیادہ دوستی ہے مجھے نہ وہ آپ کے لیے بہت اچھی لگتی ہے آپ نہ اس سے شادی کر لو“ مول نے اسے سب کے بارے میں بتاتے آخر میں اسے مثل سے شادی کرنے کا آئیدیا دیا جس پر



جسٹ فور یو از مانیہ خان

احمد نے مسکرا کر اسے دیکھا - تم نے سب کا بتا دیا مگر یہ بتاؤ ایان کیسا ہے تمہارے ساتھ اور تم سچ نہیں خوش ہو نہ؟؟ احمد نے پہلے شرارت سے کہتے آخری بات سنجیدہ لہجے میں پوچھی - ”جی بھائی بہت لپچھے ہیں وہ اور میرا خیال بھی بہت رکھتے ہیں میں سچ میں خوش ہوں آپ ٹینشن نہ لو“ مول کے بتانے پر احمد پر سکون ہو گیا ایان واقع اچھا لڑکا تھا اس کی بہن کے لیے بزنس کی دنیا میں اس کو ہر کوئی جانتا تھا اور آج تک اس کے بارے میں احمد نے بھی کوئی بُری بات نہیں سنی تھی اسے ایان مول کے لیے بالکل - پرفیکٹ لگا تھا

.....

وہ ہاسپٹل پہنچے تو ریسپشن سے پوچھ باقر صاحب کے روم کی طرف گئے جہاں وہ زیرِ علاج تھے - کوریڈور میں پہنچتے ہی انہیں مشل اور

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مناہل نظر آئیں جو وہاں رکھی کرسیوں پر بیٹھی تھیں - مناہل کا رو رو کو براہال تھا جبکہ مثل اسے اسے دلا سے دے رہی تھی - وہ دونوں جلدی سے ان کے پاس پہنچے - کیا کہہ رہے ہیں ڈاکٹر کیسی طبعیت ہے انکل کی؟؟ ”حمدان نے مثل سے پوچھا - ابھی تک تو کچھ نہیں کہا اندر ٹریٹمنٹ چل رہا ہے“ مثل نے اداس لہجے میں - اسے بتایا

بی ڈی اور حمدان بھی وہیں کھڑے ہوتے ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے - ابھی انہیں انتظار کرتے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ ڈاکٹر آئی سی یو سے باہر آئے - ڈاکٹر کیا ہوا ہے انکل کو؟؟ حمدان نے جلدی سے آگے بڑھتے ڈاکٹر سے پوچھا - ”انہیں سوئیر ہارٹ اٹیک ہوا ہے وہ تو شکر کہ انہیں ٹائم سے لے آئے آپ لوگ ورنہ ہم کچھ نہیں کر پاتے اب تو وہ اللہ کے کرم سے ٹھیک ہیں“ ڈاکٹر

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کی بات سن ان چاروں نے سکھ کا سانس لیا۔ کیا ہم مل سکتے ہیں  
- ان سے؟؟ بی ڈی نے ڈاکٹر سے پوچھا

نہیں ابھی نہیں مگر صبح مل سکتے ہیں آپ سب لوگ “ڈاکٹر ”  
کی بات پر انہوں نے ہاں میں سر ہلایا۔ ” مثل تم اور مناہل گھر  
جاو میں اور حمدان یہاں ہیں تم لوگ جاو گھر اور صبح آ جانا “ بی ڈی  
کے کہنے پر مناہل نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔ - نہیں میں نہیں جاؤں  
گی مجھے یہیں رہنا ہے بابا کے پاس میں نہیں جاؤں گی گھر۔ مناہل  
کے کہنے پر بی ڈی نے مثل کی جانب دیکھا۔ ” مثل بچے تم چلی  
جاو گھر مو مل بھی پریشان ہو رہی ہو گی “ بی ڈی کے کہنے پر مثل  
- نے ہاں میں سر ہلایا

.....

پیس میں داخل ہوتے ہی اندھیرے نے اس کا ہی اس کا رخ  
مومل اور بی ڈی کے کمرے کی جانب تھا تا کہ دیکھ لے کہ مومل سو  
گئی یا نہیں۔ ابھی وہ تیسری سیری پر پہنچی تھی کہ اوپر سے نیچے  
آنے والے وجود سے بری طرح ٹکرائی اس سے پہلے کہ وہ گرتی  
سامنے والے نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے گرنے  
سے بچایا تھا۔ گرنے کے ڈر اس نے آنکھیں زور سے بند کیں مگر  
جب خود کے گرد اس نے کسی کے بازو کا حصار محسوس کیا تو فوراً  
- سے پہلے خود کو سامنے والے کی گرفت سے آزاد کیا  
وہ جو مومل سے کافی دیر باتیں کرنے کے بعد اسے سونے کا کہتے  
خود نیچے گیسٹ روم کی طرف جا رہا تھا جو ملازم اسے بتا چکا تھا۔  
ابھی وہ سیڑھیاں اتر ہی رہا تھا کہ کسی کا نازک وجود اس سے ٹکرایا  
جو شاید اوپر کی طرف جا رہا تھا۔ وہ تو شکر تھا کہ وہ سیرھیاں

آہستہ اتر رہا تھا اسی لیے جلدی سے سامنے والے کو گرنے سے  
بچانے کو اس کی کمر کے گرد بازو ڈال گیا مگر اگلے ہی لمحے اس  
- وجود نے اسے خود سے دور کیا

کون ہے؟؟ ”جو آدھی رات بد روحوں کی طرح منڈلا رہا ہے“  
مشل کو لگا شاید کوئی ملازم ہے اسی لیے غصے سے بولتے اپنے  
موبائل کی ٹارچ آن کر چکی تھی مگر سامنے والے کو دیکھ اس کے  
منہ سے بے ساختہ نکلا - تم !! جبکہ احمد بھی اسے اپنے سامنے دیکھ  
حیران تھا - بھلا وہ یہاں کیسے؟؟ تم یہاں؟؟ احمد نے بھی حیران  
ہوتے پوچھے - ”کیا مطلب میں یہاں میرا گھر ہے میں یہاں نہیں  
ہوں گی تو اور کون ہو گا مگر تم یہاں کیسے؟؟ اوہ چوری کرنے  
آئے ہو گے چور کہیں کے“ مشل نے کڑے تیوروں سے گھورتے  
کہا - ”او ہیلو میڈم میں کوئی چور نہیں ہوں اس دن بھی غلطی سے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

بیگ ایکسچینج ہو گئے تھے میری کوئی غلطی نہیں تھی اور ابھی بھی میں  
یہاں چوری کرنے نہیں آیا بلکہ میری بہن کا گھر ہے یہ مول کا  
- بھائی ہوں میں “ احمد نے بھی سخت لہجے میں اسے کہا

اوہ تو تم مول کے بھائی ہو خیر تم یہاں کیسے تمہیں کیسے پتا ”  
چلا مول کا؟؟ “ مثل نے جاسوسی انداز میں پوچھا - تمہارے بھائی  
کی مدد سے ہی پتا چلا ہے اور کچھ؟؟ احمد نے بے زاری سے پوچھا  
کیوں کہ اسے نید بہت آ رہی تھی اور مثل کا سوال نامہ بند نہیں  
ہو رہا تھا - جبکہ مثل نے اس کے لہجے پر اسے گھور کر دیکھا اور  
سائیڈ سے ہوتی سیڑھیاں چڑھنے لگی - اس کے جاتے ہی احمد نے  
پیچھے مڑ کر دیکھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمایاں تھی - ” اوہ  
تو نخرے والی تم یہاں رہتی ہو “ مسکراتے ہوئے ہلکی آواز میں کہتے  
- وہ گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا



.....

صبح ہوتے ہی احمد مومل سے مل کر اور اس سے ملنے آتے رہنے کا وعدہ کر کے جا چکا تھا۔ مثل کا ارادہ گھر مومل کے پاس رہنے کا تھا اسی لیے وہ ہاسپٹل نہیں گئی تھی۔ وہاں ہاسپٹل میں بی ڈی لوگوں کو باقر صاحب سے ملنے کی اجازت مل گئی تھی۔ اور وہ تینوں اس وقت ان کے روم کے تھے۔ مناہل تو باقر صاحب کے بیڈ کے لاس رکھی کرسی پر بیٹھ ان کے سینے پر سر رکھے کب سے رو رہی تھی جبکہ حمدان کوفت بھری نظروں سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ ”بس کرو مناہل میں ٹھیک ہوں میری جان کیوں رو رو کر خود کی طبیعت خراب کر رہی ہو چلو شاباش رونا بند کرو“ باقر صاحب نے مناہل کے آنسو صاف کرتے نقاہت بھری آواز میں کہا

—

بی ڈی اور حمدان کو دیکھ باقر صاحب نے بی ڈی کو اشارے سے اپنے پاس بلایا - ایان بیٹا مجھ پر ایک احسان کرو گے؟؟ باقر صاحب کی بات پر بی ڈی جلدی سے ان کے ہاتھ تھام گیا - جبکہ مناہل نے اپنی کرسی بی ڈی کے بیٹھنے کے لیے خالی کی تھی اور خود حمدان سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہو گئی - ”ایسے مت کہیں انکل آپ حکم کریں التجا نہ کریں میرے لی آپ میرے بابا کی جگہ ہیں آپ کی ہر بات میرے لیے حکم ہے آپ بس حکم کریں“ بی ڈی - نے مودبانہ لہجے میں ان سے کہا

جس پر باقر صاحب نے بی ڈی کے پیچھے کھڑی مناہل کی طرف دیکھا - ”مناہل بیٹا آپ باہر جاو مجھے ایان سے ضروری بات کرنی ہے“ باقر صاحب کی بات پر مناہل ہاں میں سر ہلاتی روم سے باہر چلی گئی - ”ایان بیٹا میری طبیعت ہر وقت خراب رہتی ہے اس بار

بھی بس میرے اللہ نے مجھے ایک موقع دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی کو محفوظ ہاتھوں میں دے دوں تو میں چاہتا ہوں تم مناہل کی ذمہ داری لے لو اور اس کی شادی کسی اچھے لڑکے سے کروانا اگر مجھے کچھ ہو گیا تو ”باقر صاحب کی بات پر بی ڈی نے پیچھے مڑ کر حمدان کی طرف دیکھا جو باقر صاحب کی جانب ہی متوجہ تھا

باقر انکل آنے وقت میں کیوں میرے پاس ابھی بہت اچھا لڑکا ”

ہے مناہل کے لیے اور وہ مناہل کا خیال بھی رکھے گا آپ بس اجازت دو میں ابھی نکاح خواں کو بلا کر مناہل کا اس سے نکاح کروا دیتا ہوں ” بی ڈی بات جہاں باقر صاحب کے چہرے پر سکون بھری مسکراہٹ لانے کا سبب بنی وہیں حمدان کے دل کی دھڑکن روک گئی۔ ”ہاں بیٹا کیوں نہیں تم بتاؤ کون ہے وہ لڑکا میری تو اجازت ہے ابھی نکاح کر دو میرے لیے اس سے بڑھ کر کیا خوشی

کی بات ہوگی کہ میری بیٹی میری زندگی میں اپنے گھر کی ہو جائے گی“ باقر صاحب کی بات پر بی ڈی کھڑا ہوا تھا اور حمدان کے پاس - جاتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ اسے آگے لایا تھا

یہ ہے وہ لڑکا انکل - تو بتائیے کیسا لگا آپ کو اپنا داماد؟؟ بی ڈی نے مسکراتے ہوئے کہا - حمدان کا تو حیرت اور صدمے سے برا حال تھا جبکہ باقر صاحب کا خوشی کے مارے برا حال تھا - ”کیوں نہیں بیٹا مجھے خود حمدان بہت پسند ہے بس میں نے اسی لیے اس کا نام نہیں لیا کہ کہیں یہ کسی اور میں انٹر سٹڈ نہ ہو“ باقر صاحب کی بات پر بی ڈی بھی مسکرایہ - ”نہیں انکل یہ کسی میں انٹر سٹڈ نہیں سوائے آپ کی بیٹی کے“ باقر صاحب تو بی ڈی بات سن حیرت سے حمدان کو دیکھنے لگے - ”کیوں بھی بر خودار مجھے پتا بھی لگنے نہیں دیا - اگر بتا دیتے تو مینے کون سی منع کر دینا تھا تم میرے بیٹے کی

طرح ہو اور مجھے بھلا کیا مثلہ ہونا تھا - ایان تم بلاؤ نکاح خواں کو  
ابھی نکاح ہو گا اور مناہل کو اندر بھیجو میں اسے بھی نکاح کے لے  
راضی کرتا ہوں “ باقر صاحب کے کہنے پر بی ڈی سر ہلاتا روم سے  
باہر نکلا جبکہ حمدان بھی اس کے پیچھے ہی نکلا تھا - مناہل کو اندر بھیج  
- بی ڈی نکاح خواں کو کال کرنے لگا تھا کہ حمدان نے اسے روکا  
یہ سب کیا تھا بی ڈی مجھ سے پوچھے بغیر تم کیسے انکل کو ہاں کہہ  
سکتے ہو “ حمدان کی بات پر بی ڈی نے دونوں بازو سینے پر باندھے  
اسے دیکھا - ”کیوں کیا تم مناہل کو پسند نہیں کرتے؟؟“ ”کرتا تھا  
مگر اب نہیں جس لڑکی کو مجھ پر یقین نہ ہو بلکہ کسی بھی راہ چلتے  
کی بات پر یقین کر لے مجھے اس لڑکی سے کوئی تعلق نہیں رکھنا “  
حمدان نے غصے سے کہا - ”ہو گیا یا کچھ اور چپ چاپ نکاح کے

لیے راضی ہو جاو ورنہ اور بھی بہت سے آپشن ہیں میرے پاس  
- مناہل کا نکاح کروانے کے لیے

بی ڈی حمدان سے سخت لہجے میں کہتا فون پر کال ملائے وہاں “  
اے چلا گیا کیوں کہ وہ جانتا تھا حمدان اب انکار نہیں کرے گا اس  
نے وار بھی تو ایسا کیا تھا - تھوڑی ہی دیر میں مناہل کا نکاح حمدان  
سے ہو چکا تھا رخصتی ابھی تہ نہیں پائی تھی - مثل کو فون کت  
کے سب بتا دیا گیا تھا وہ اور مول تو بہت خوش تھے یہ خبر سن کر  
آخر ان کی دوست ہمیشہ کے لے ان کے پاس رہنے والی تھی جبکہ  
مثل کو زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ اس کے بھائی کو اس کی  
- محبت مل گئی

مناہل کو باقر صاحب نے النی قسم دے کر منایا تھا ورنہ وہ تو انکار  
کر رہی تھی - وہ بس اس ڈر سے انکار کر رہی تھی کیوں کہ حمدان



کو تھپڑ مارنے کے بعد اس کا جو ری ایکشن تھا وہی اس کی جان نکالنے کے لیے بہت تھا اب بھی حمدان کی شکل سے پتا چل رہا تھا وہ کتنے غصے میں ہے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وقت واپس پیچھے لے جائے۔ کاش وہ حمدان کو تھپڑ نہ مارتی

.....

باقر صاحب کو وہ اپنے ساتھ پیلس ہی لے کر جا رہے تھے۔ انہوں نے تو منع کرنے کی بہت کوشش کی مگر بی ڈی نے یہ کہہ کر انہیں چپ کروا دیا کہ جب ہم لوگوں کو ضرورت تھی آپ نے ہماری مدد کی ہمارا خیال رکھا اور اب ہم پر فرض ہے کہ ہم بھی آپ کا خیال رکھیں ویسے بھی باپ کو بیٹوں کے پاس رہنے میں کوئی شرمندگی نہیں ہونی چاہیے۔ بی ڈی کی بات پر باقر صاحب تو چپ ہو گئے تھے اور اب وہ سب پیلس ہی جا رہے تھے۔ پیلس پہنچتے ہی

بی ڈی باقر صاحب کو سہارا دیتے اندر لے گیا جبکہ مناہل ابھی تک  
- گاڑی میں بیٹھی اپنی سوچوں میں گم تھی

”باہر نکلو گی گاڑی سے یا پھر تمہیں انویٹیشن دینا پڑے گا“ وہ  
جو اپنے اور حمدان کے رشتے کو لے کر سوچوں میں گم تھی کہ  
اچانک ہی حمدان کی سخت آواز نے اسے سوچوں سے باہر نکالا -  
”جی نکل رہی ہوں“ مناہل جلدی سے کہتی گاڑی سے باہر نکلی اور  
اندر کی طرف بھاگ گئی - حمدان نے آنکھوں میں بنا کوئی کوئی تاثر  
- لیے اسے جاتے دیکھا

.....

وہ کمرے میں آیا تو موٹل بیڈ پر خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھی  
- کیا بات ہے جانِ خان اُداس کیوں بیٹھی ہو؟؟ ایان نے اس کے  
پاس آتے محبت سے پوچھا - ”نہیں اُداس تو نہیں ہوں ویسے ہی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مجھے خاموش رہنا اچھا لگتا ہے ” مول نے ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا - ” اچھا ایسی بات ہے تو یار اپنی عادت بدلو مجھے تو تم ہر وقت مجھ سے باتیں کرتی چاہیے ہو ” بی ڈی نے بیڈ پر لیٹتے سر اس کی گود میں رکھتے کہا - جبکہ اس کی اس حرکت پر مول خود - میں سمٹی تھی

پر میں اتنی باتیں کہاں سے لاؤں گی؟؟ مجھے شروع سے ” خاموشی پسند ہے ” مول نے بڑی معصومیت سے پوچھا جس پر ایان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا - ” خاموشی تو مجھے بھی پسند ہے میں بھی کسی کی زیادہ بات نہیں سنتا نہ کسی سے بات کرتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے باتیں کرو اور میں تمہیں سنوں ” ایان کی بات پر مول مسکرائی تھی - ” میں کوشش کروں گی کہ

خود کو اپ کی پسند میں ڈھال لوں “ موئل نے فرما برداری سے کہا  
- جس پر بی ڈی اس کے ہاتھ کا محبت سے بوسہ لیا

.....

مناہل کیا بات ہے اب تو انکل بھی ٹھیک ہیں پھر اتنی خاموش ”  
کیوں ہو؟؟ “ مثل نے جب مناہل کو کب سے خاموش بیٹھے دیکھا  
تو اس سے پوچھنے لگی وہ دونوں اس وقت مثل کے کمرے میں  
تھیں - مثل کے پوچھنے پر مناہل نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا  
اور پھر اگلے ہی لمحے وہ اس کے گلے لگتی ہچکیوں سے رونے لگی - ”  
مناہل کیا ہوا یار کیوں رو رہی ہو - انکل کی وجہ سے اگر پریشان ہو  
تو یار اب تو وہ بالکل ٹھیک ہیں پھر کیوں رو رہی ہو؟؟ “ مثل اسے  
- چپ کروانے کی کوشش کرتے بولی

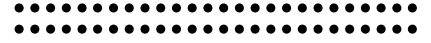
نہیں مناہل بابا تو ٹھیک ہیں پر حمدان نہیں ٹھیک وہ بدل گیا مثل  
میرج غلطی کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے وہ مجھے دیکھنا  
بھی پسند نہیں کرتا میں کیا کروں مثل میرا دل کر رہا ہے خود کو  
کچھ کر لوں جب سے اس کی آنکھوں میں خود کے لیے محبت کی  
جگی نفرت اور غصہ دیکھا ہے - میں کیا کروں مثل؟؟ میں کیا  
کروں؟؟ مناہل نے ہچکیاں بھرتے اسے اپنے رونے کا سبب بتایا  
جبکہ مثل کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ کہہ کیا رہی ہے - ”کیا  
کہہ رہی ہو مناہل سہی سے مجھے ساری بات بتاؤ“ مثل نے اسے  
خود سے دور کرتے پریشانی سے پوچھا - جس پر مناہل نے اسے  
شروع سے لے کر آخر تک ساری بات بتائی - ”کیا؟؟ تم نے بڑی  
کو تھپڑ مارا؟؟ تم پاگل تو نہیں ہو گئی تھی تو کسی کی باتوں پر یقین  
کر بیٹھی“ مثل نے حیرت کی زیادتی سے پوچھا - ”بس یار سچ میں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

پاگل ہو گئی تھی اور اب مجھے اس کی بیگانگی تکلیف دے رہی ہے“  
مناہل نے دکھ سے کہا۔ تو تمہیں کیسے پتا چلا کہ حمدان بھائی تمہیں  
چیٹ نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ لڑکی جھوٹ بول رہی تھی؟؟ مثل  
- نے دماغ میں چلتا سوال پوچھا

ایان بھائی نے بتایا تھا نکاح سے پہلے اور اس لڑکی سے وڈیو ”  
کال پر سب کلئیر کروایا تھا اس نے خود قبول کیا کہ وہ مجھے اور  
حمدان کو دور کرنا چاہتی تھی“ مناہل نے آنسوؤں کو صاف کرتے کہا  
- ”تم نے واقع غلط کیا مناہل پر تم فکر نہ کرو میں بڈی سے بات  
کروں گی“ مثل نے اسے دلاسا دیتے کہا۔ ”نہیں مثل تم کوئی  
بات نہیں کرو گی یہ میری سزا ہے کہ اب میں اس شخص کی بیگانگی  
جھیلوں جس کی محبت پر میں نے شک کیا“ مناہل نے اسے منع  
- کرتے کہا جس پر مثل نے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا





باقر صاحب کو گھر آئے تین دن ہو چکے تھے ان تین دنوں میں سب کچھ ٹھیک تھا مگر اگر کچھ ٹھیک نہیں تھا تو وہ حمدان کا مناہل کے ساتھ رویہ تھا ان تین دنوں میں حمدان نے مناہل سے کوئی بات نہیں کی تھی نہ ہی وہ اس کی کسی بات کا جواب دیتا وہ بس اسے نظر انداز کر رہا تھا جبکہ مناہل کو اسکی یہ بے رخی اندر ہی اندر تکلیف دے رہی تھی۔ اس وقت مثل اور حمدان بی ڈی کے پاس اس کے آفس موجود تھے جبکہ مناہل اور مول باہر لاؤنچ میں بیٹھیں باتوں میں مصروف تھیں۔

کہو بی ڈی کیا بات ہے کیوں بلایا ہمیں ایسے اچانک؟؟ کیا کوئی نیا شکار ملا ہے؟؟ حمدان نے بی ڈی سے پوچھا۔ ”پہلی بات آج کے بعد تم مجھے ہر وقت بی ڈی نہیں کہو گے سوائے مشن کے وقت اور

دوسری بات شکار تو واقع ملا ہے مگر پہلے اس کے خلاف ثبوت اکھٹے کرنے ہوں گے تم لوگوں کو اس لیے تم دونوں جاسوسی کرنے جاو گے۔ “ وہ تو ٹھیک ہے مگر جانا کہاں ہے؟؟ حمدان نے پھر سے پوچھا۔ ” اس شخص کے ابائی گاؤں جانا ہے تم لوگوں کو کیوں کہ ہمارا اگلا ٹارگٹ اس گاؤں کا زمیندار ہے جو ایک گینگ چلانے کا کام کرتا ہے جس کا کام بچوں کو چھوٹی عمر میں نشے کا عادی بنانا ہے اور وہ تمام کام اپنے گاؤں اور گھر سے کرتا ہے یعنی اس کے کچھ ملازم بھی اس کے ساتھ شامل ہیں اور تمام نشہ اس کی حویلی میں موجود ہے اب تم لوگوں کو اس کی حویلی میں رہ نوکر بن کر جانا ہے تمہارے رہنے کا انتظام کر دیا جائے گا اور حویلی میں گھسنے کا بھی جاو تم دونوں اب تم دونوں کے پاس تین دن ہیں اپنی تیاری مکمل کر لو “ بی ڈی انہیں ساری بات بتا کر چپ ہوا تو دیہان ان

دونوں کے چہروں پر گیا جو گاؤں کا نام سن اور اس میں رہنے کا سن  
- کر پورے کے پورے گھبراہٹ سے سیلے پڑے تھے

نہیں بی ڈی پلیز یہ ظلم نہ کرو گاؤں نہیں بھیجو وہاں نہیں رہ ”  
سکتے ہم “ حمدان تو باقاعدہ اس کے پاؤں میں گرتا گڑ گڑا کر بولا  
جبکہ مثل نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی - ” جی بھائی پلیز گاؤں  
مت بھیجیں وہاں مجھ پر بہت ہوتا ہے اور دھوپ مٹی سے سارا رنگ  
خراب ہو جاتا ہے - اور آپ تو پھر وہاں کام کے لیے بھیج رہے ہو  
میرے ناڈن خراب ہو جائیں گے مجھے نہیں جانا گاؤں مجھ سے گھر  
کے کام نہیں ہوں گے “ مثل نے بھی پوری منتیں کرتے کہا جبکہ  
بی ڈی پر کسی بات کا اثر نہیں ہوا - ” ہو گیا یا کچھ اور یہ سب تب

سوچنا تھا جب مجھے شادی پر تم لوگوں نے تنگ کیا تب تم لوگ  
بھول گئے تھے کہ میں بی ڈی ہوں اب بھگتو اور خبر دار جو ایک

اور لفظ بھی نکالا زبان سے نہیں تو جو تم لوگ وہاں ایک ماہ کے لیے جا رہے ہو نہ وہ میں مدت بڑھا کر دو ماہ کر دوں گا اب جاو“  
بی ڈی نے انہیں دھمکی دیتے کہا جس کا اثر لیتے وہ دونوں رونی - صورت لیے آفس سے باہر نکلے تھے

.....

حمدان اس وقت لاونچ میں ٹرپلیسٹ صوفے پر رونی صورت لیے بیٹھا تھا - کہ تبھی احمد وہاں آیا تھا - اسلام و علیکم !! حمدان کیسے ہو؟؟ احمد نے اس کے پاس آتے خوش اخلاقی سے پوچھا - وا علیکم اسلام !! حمدان نے سلام کا جواب دیے پھر سے سر نیچے جھکا لیا - میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ کیسے ہو؟؟ احمد نے پھر سے اس کا حال پوچھا - ”میں بالکل بھی ٹھیک نہیں دوست مت پوچھو بس مجھ سے میں غم میں ہوں“ حمدان نے ڈرامے بازی کی حد کرتے کہا

جبکہ احمد نے اس کی اداکاری پر مسکراہٹ چھپائی تھی۔ ” اچھا مول کدھر ہے دراصل یہ اس کے کچھ تحفے ہیں جو میں امریکہ سے لے کر آیا تھا وہ ہی اسے دینے ہیں “ احمد کی بات پر حمدان نے مول اور بج ڈی کے کمرے کی طرف اشارہ کیا کیوں کہ ہٹوہ کچھ - دیر پہلے ہی مناہل کے ساتھ کمرے میں گئی تھی

بی ڈی اپنے آفس جا چکا تھا جبکہ مناہل باقر صاحب کے کمرے میں تھی - شکریہ ! حمدان سے کہتے احمد اوپر کی جانب بڑھ گیا - ابھی احمد کو گئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ مشل اپنے کمرے سے باہر نکلتی حمدان کے پاس آئی تھی اور اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے اس کے کندھے پر سر رکھتے اپنے دونوں بازو اس کے گرد حائل کر گئی - ” بڈی سر میں درد ہو رہا ہے سوچ سوچ کر کہ کیسے گاؤں میں رہیں گے مجھے تو ابھی سے محسوس ہو رہا ہے کہ میں کالی ہو

رہی ہوں اور میری سکن خراب ہو رہی ہے - مجھے نہیں جانا یار “  
مشل نے اس کے پاس آتے رونا رویا جو خود تب سے یہی سوچ رہا  
تھا - ”کیا کر سکتے ہیں پاٹرن بی ڈی نے کہہ دیا ہے تو مطلب جانا ہی  
پڑے گا“ حمدان نے دکھی لہجے میں کہا - ”اور تم جاو تھوڑی دیر  
سو جاو سر درد ٹھیک ہو جائے گا تمہارا“ حمدان نے تھورا سا سر  
- موڑتے اپنے کندھے پر رکھے اس کے سر پر بوسہ دیتے کہا  
جبکہ مول سے مل کر آتا احمد یہ منظر دیکھ وہیں رک گیا تھا -  
سامنے بیٹھی لڑکی جس کے لیے اس کا دل جزبات رکھتا تھا وہ اپنے  
کزن کے گرد کیسے بازو ڈال کر بیٹھی تھی اور اس کا کزن اس کے  
سر پر بوسہ بھی دے رہا تھا - مگر وہ یہ سوچ خود کو ڈیپٹ گیا کہ وہ  
کون ہوتا ہے یہ سوچنے والا کہ مثل کس کے ساتھ کس طرح رہتی  
ہے اگر وہ پسند کرتا تھا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں وہ بھی اسے پسند



جسٹ فور یو از مانیہ خان

کرتی ہو شاید وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے تو وہ کوئی نہیں ہوتا تھا کچھ کہنے والا - احمد جلدی سے سیڑھیاں اتر داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا حمدان نے روکنے کی کافی کوشش کی مگر وہ کام کا کہہ کر چلا گیا - مثل بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی - جیسے اسے پرواہ بھی نہ ہو وہ رکتا ہے یاں نہیں

.....

ایان کمرے میں آیا تو مول کے پاس بیڈ پر کچھ تحفے پڑے دیکھے - یہ کون لایا؟؟ اس نے نارمل لہجے میں پوچھا - ”وہ خان جی احمد بھائی لائے تھے میرے لیے امریکہ سے تو آج مجھے دے کر گئے ہیں - انہیں شاید جلدی تھی جانے کی بیٹھے بھی نہیں ٹھوڑی دیر کے لیے میں نے بہت کہا مگر کہتے پرسوں آ جاؤں گا مگر آج ٹائم نہیں“ مول جلدی سے اسے بتایا مگر آخر میں اس کا لہجہ اداس ہو

گیا۔ ”اچھا تو اس میں اداسی کیسی جب احمد کہہ کر گیا ہے کہ پرسوں آجائے گا تو کیوں تم اداس ہو رہی ہو“ بی ڈی کے کہنے پر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ ”وہ تو ہے مگر مجھے ان سے باتیں کرنی تھیں ابھی“ مول نے معصومیت سے کہا جبکہ بی ڈی مسکراتے ہوئے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔

تو تم مجھ سے باتیں کر لو“ بی ڈی کے لہجے میں محبت ہی محبت ”تھی۔ کیا باتیں کروں آپ سے؟؟ مول نے حیا آلود لہجے میں کہا۔ ”کسی بھی قسم کی“ بی ڈی نے اس کے چہرے کو محبت بھری نظروں سے تکتے کہا۔ اچھا تو پھر آپ کا دن کیسا گزرا؟؟ مول نے فوراً پہلا سوال کیا۔ ”بہت اچھا تم بتاؤ تمہارا کیسا دن گزرا؟؟“

ویسے لال رنگ میں کھلا گلاب لگ رہی ہو جانِ خان“ بی ڈی نے محبت سے اس کی تعریف کی جو لال رنگ کی فراک پہنے ہوئی تھی

اس کے طتمام کپڑے بی ڈی اپنی پسند سے لایا تھا - شکریہ ! مول  
نے شرماتے ہوئے کہا - ہاہا بیوی تم شرماتی بہت ہو اور پھر میری  
نیت خراب ہوتی ہے تم پر - ویسے ہئیر سٹائل کس نے بنایا تمہارے  
؟؟ بی ڈی نے اس کا ہئیر سٹائل چھوتے پوچھا جو اسے بہت بچ رہا تھا  
- ”مناہل نے بنایا ہے کہہ رہی تھی روز بنائے گی نئے نئے ہئیر  
سٹائل -“ مول نے اسے خوشی سے بتایا - ”اچھا واہ یہ تو بہت  
- اچھی بات ہے“ بی ڈی کے کہنے پر مول اور پر ہوش ہوئی  
آپ کو پتا ہے؟؟ ”نہیں مجھے نہیں پتا تم بتاؤ“ بی ڈی بیڈ پر نومل  
کی طرف رخ کرتے لیٹ اپنا ایک بازو سر کے نیچے رکھے سر تھوڑا  
سا اٹھائے اسے دیکھتا بولا اسے پتا تھا اب مول سارے دن کی  
روداد سنانے والی ہے وہ صرف کہتی تھی کہ میں زیادہ نہیں بولتی -  
مگر جب وہ بولنا شروع کرتی تو بنا روکے بولتے جاتی تھی پر بی ڈی تو

جسٹ فور یو از مانیہ خان

خود چاہتا تھا وہ اس سے ڈھیڑ ساری باتیں کرے اسی لیے سکون  
سے لیٹا اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں رکھتا وہ مسکرا کر  
- اس کی ساری باتیں سن رہا تھا

.....

سب ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھے خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے - آج  
حمدان اور مشل کو اپنے مشن کیلئے گاؤں چلے جانا تھا اسی لیے وہ  
دونوں بھی اس سوگ میں آج خاموش بیٹھے تھے - ناشتے سے فارغ  
ہوتے وہ دونوں اپنا سامان لے آئے تھے جو وہ کل ہی لنڈے سے  
لائے تھے تاکہ وہاں واقعہ غریب لگیں اسی لیے پرانا بیگ اور پرانی  
چیزیں لے آئے تھے مگر پہلی بار لنڈہ بازار جا کر وہ دونوں تو لنڈے  
کے فین ہو گئے تھے اور ہر ماہ وہاں جا کر چیزیں لے کر آئیں گے  
ابھی بھی وہ گاؤں کے لیے سامان کے ساتھ اپنے لیے اور بھی کافی

چیزیں لے کر آئے تھے - وہ دونوں مول کے پاس آئے تو مثل  
- نے اسے کس کر گلے لگایا

اچھا دوست پھر ہم جلدی ملیں گے بس میرے لیے دعا کرنا “ ”  
مثل نے ڈرامائی انداز اس سے کہا - ارے مثل تم اور حمدان بھائی  
تو مری گھومنے جا رہے ہو نہ پھر اتنی دکھی کیوں ہو؟؟ مول کی  
بات پر مثل اور حمدان نے آنکھیں پھاڑے بی ڈی کی طرف دیکھا  
- مطلب انہیں مشن پر بھیج وہ اپنی بیوی کو یہ کہہ رہا تھا کہ وہ  
ٹرپ پر جا رہے ہیں اور وہ بھی مری - ان دونوں کا دل کیا زمین  
پر بیٹھ کر دھاڑیں مار کر روئیں - ” ہاں وہ تو ہے بس ہم تمہیں  
مس کریں گے نہ بہنا “ حمدان نے مول کے سر پر ہاتھ رکھتے بات  
سنجالتے کہا مگر بی ڈی کو گھورنا نہیں بھولا تھا جس کا بی ڈی پر کوئی

اثر نہیں ہوا تھا۔ مثل مول کے بعد مناہل کے گلے لگتی دور ہوئی

-

مناہل کی نظریں حمدان پر تھیں مگر وہ تو روز کی طرح اسے نظر انداز کر رہا تھا۔ ابھی وہ مل رہے تھے احمد بھی آگیا اور بلند آواز انہیں سلام کرتا ان کے پاس آیا۔ مول تو اس کی آواز سن خوش ہو گئی تھی۔ ”آ جاو بھائی تم بھی مل لو ہم لوگ گھومنے پھرنے جا رہے ہیں تو مہینہ تمہیں ہماری شکل دیکھنے کو نہیں ملے گی“ حمدان نے آگے بڑھتے اسے گلے لگاتے کہا۔ کون کون جا رہا ہے؟؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔ ”میں اور مثل جا رہے ہیں“ حمدان کے بتانے پر اس نے مثل کی طرف دیکھا تھا۔ جو آج بالکل مختلف - حلیے میں تھی



پینٹ شرٹ کی بجائے آج وہ شلوار قمیز اور ڈوپٹے میں ملبوس تھی اور بالوں کی چٹیا بنائی ہوئی تھی - اس کا یہ روپ دیکھ حمدان اسے دیکھتا ہی رہ گیا - ”چلو یار سامان رکھ دیا ہے نوکر نے گاڑی میں“ مثل کہتی حمدان کے پاس آئی جس نے اس کی طرح آج شلوار قمیز پہنی تھی - ”مجھ سے نہیں ملنا کیا تم دونوں نے“ بی ڈی کہنے پر ان دونوں نے اس کی جانب دیکھا - ”نہیں ہم نہیں مل کر جا رہے آپ سے آپ سے ہم ناراض ہیں“ مثل نے منہ بناتے کہا - جس پر بی ڈی مسکرایہ کیوں کہ وہ جانتا تھا بس کہنے کی بات ہے وہ دونوں اسے ملے بغیر کہیں نہیں جاتے تھے اور وہی بات ہوئی اگلے ہی کچھ سیکنڈ میں وہ دونوں اس کے گلے لگ چکے تھے - ”بس آپ کا دل رکھنے کے لیے مل کر جا رہے ہیں - چلو بڑی چلیں دیر ہو رہی ہے“ بی ڈی سے کہتے وہ حمدان سے مخاطب ہوئی اور وہ دونوں

باہر کی جانب روانہ ہوئے - مناہل تو کب کی حمدان کی نظر اندازی  
- دیکھ وہاں سے باقر صاحب کے کمرے میں جا چکی تھی

.....

بی ڈی نے وہاں ان کے رہنے کے لیے ایک چھوٹے سے گھر بندو  
بست کر دیا تھا جس میں ایک کمرہ واشروم اور چھوٹا سا کچن اور چھوٹا  
سا ہی ہہ صحن تھا - کمرے میں دو چارپائیاں کے علاوہ ایک کرسی  
اور چھوٹا سا ٹیبل تھا پنکھے کی سہولت بھی میسر نہ تھی چارپائیوں پر  
ہاتھ والی پکھیاں پڑی تھیں - کچن میں بھی سامان کے نام پر کھانا  
بنانے اور کھانے کے لیے کچھ برتن ہی تھی جبکہ گیس کی سہولت  
بھی میسر نہ تھی لکڑیوں سے جلنے والا ایک چولہا صحن میں دیوار کے  
ساتھ رکھا گیا تھا - گھر دیکھ مشل اور حمدان ایک بار پھر بی ڈی کو

کوسنے لگے اور ساتھ خود کو بھی کہ شادی پر آخر اسے پریشان ہی  
- کیوں کیا - اگر تب خیال کرتے تو اس وقت یہاں نہ ہوتے

.....

اس وقت وہ دونوں عابد نامی آدمی کے ساتھ محمود بیگ کی حویلی  
میں موجود تھے - عابد کو بی ڈی نے ان دونوں کو محمود کی حویلی  
میں گھسانے کا کام دیا تھا - اسی لیے وہ اس وقت حویلی میں ان  
دونوں کو لیے حاضر تھا - انہیں انتظار کرتے کچھ وقت ہی گزرا تھا  
کہ محمود بیگ بیٹھک میں داخل ہوا - ہاں بھائی عابد آج کینج آنا  
ہو گیا تیرا؟؟ ( ہاں بھئی عابد آج کیسے آنا ہوا تمہارا؟؟ ) محمود بیگ  
- نے اپنی بھاری آواز میں صوفے پر بیٹھتے پوچھا

جناب اے دونوں میرے کزن دے بچے نے تے ایناں نو میں ”  
ایتھے تھاڈے کول ایس لی لے آیا واں کہ ٹسی ایناں دونوں نوں

اپنی حویلی ویتچ کم تے رکھ لو بڑی میربانی ہووے گی تاڈی“ (جناب یہ دونوں میرے کزن کے بچے ہیں اور میں ان کو آپ کے پاس اس لیے لایا ہوں کہ آپ ان دونوں کو اپنی حویلی میں کام پر رکھ لیں بڑی مہربانی ہوگی آپ کی) عابد محمود کے سامنے سر جھکائے کہا - اچھا کی کم کر سجدے نے دونوں؟؟ (کیا کام کر سکتے ہیں دونوں؟؟) محمود نے ان دونوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھا جو سر جھکائے - کھڑے تھے

جناب اے رانی اے تے ایس نو کھانا پکانا بہت چنگا آندہ اے ” تے ایدا نام امجد اے بارہویں جماعت پاس وے توسی اینو اپنا منشی رکھ لو حساب کتاب بہت چنگا وے ایدہ تے ایماندار وی بہت اے “ (جناب یہ رانی ہے اس کو کھانا پکانا بہت اچھا آتا ہے اور اس کا نام امجد ہے بارہویں جماعت پاس ہے آپ اسے منشی رکھ لو

ایماندار بھی بہت ہے) عابد نے فوراً بی ڈی کا پڑھایا سبق دھڑایا -  
”اچھا چل تو کینا ایں تے رکھ لینا واں دونوں نوں آخر تین پیڑیاں  
تو تادا خاندان سادا وفادار ریا اے“ (اچھا تم کہتے ہو تو رکھ لیتا  
ہوں دونوں کو آخر تین نسلوں سے تمہارا خاندان ہمارا وفادار رہا ہے  
(محمود صاحب کی بات پر ان تینوں کے چہروں تو مسکراہٹ آئی  
تھی مطلب اب حویلی تک رسائی ممکن ہو گئی تھی - وہ تینوں شکریہ  
کہتے جانے لگے کہ پیچھے سے محمود بیگ کی آواز نے ان کے قدم  
- روکے

سن عابد ایناں دونوں نوں کل سویرے آٹھ بجے پیچ دیویں  
کل توں کم شروع اینا دونوں دا“ (”سنو عابد ان دونوں کو کل صبح  
آٹھ بجے بھیج دینا کل سے کام شروع ہو گا ان کا“) ”جی صاحب  
جی کل اسی پورے ٹیم تے آ جاواں گے“ (جی صاحب جی کل ہم

پورے ٹائم پر آجائیں گے) محمود بیگ کی بات پر اب کہ حمدان نے پنجابی میں جواب دیا اور پھر وہ تینوں وہاں سے نکل گئے

.....

منابل میری بات سنو“ ایان جو باقر صاحب کی خیرت معلوم ”  
کرنے کے ساتھ ان کے سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کر کے ان کے کمرے سے باہر نکلا تو سامنے سے منابل کو آتا دیکھ اس سے بولا  
- جی ایان بھائی! منابل کیا حمدان اور تمہارے درمیان ابھی بھی ناراضگی چل رہی ہے؟؟ ایان کے سوال پر منابل نے سر جھکائے  
ہاں میں سر ہلایا - ”تم بے فکر رہو گڑیا اس کو تو میں سبق سیکھاتا ہوں“ بی ڈی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے حمدان پر غصہ ہوتے  
- کہا



”نہیں بھائی آپ کچھ نہیں کہنا انہیں ان کا حق ہے مجھ سے“  
ناراض ہونا پلیر آپ کچھ مت کہیے گا حمدان کو“ مناہل نے اسے  
منع کرتے کہا۔ ”چلو تمہاری مرضی ورنہ میں اس کے کان کھینچنے کا  
ارادہ کر چکا تھا خیر اگر کبھی بھی حمدان کی طرف سے کوئی مسئلہ کوئی  
شکایت ہو تو میری بہنا سب سے پہلے میرے پاس آئے گی اور فکر  
نہیں کرنی کسی چیز کی بس ایسے ہی تمہیں نکھڑے دیکھا رہا ہے  
تمہیں۔ پر ایک بات ہے میں پہلے والی مناہل کو مس کر رہا ہوں  
جو ہر وقت ہستی مسکراتی رہتی تھی یہ مناہل نہیں پسند مجھے جو  
خاموش رہتی ہے تو گڑیا خوش رہا کرو اب تمہیں دکھی نہ دیکھوں  
میں ٹھیک ہے“ بی ڈی کے کہنے پر مناہل نے مسکرا کر ہاں میں سر  
ہلایا جسے دیکھ بی ڈی نے بھی ہلکی سی سائل لاس کی جس سے اس  
کی دائیں گال کا ڈمپل واضح ہوا۔

.....

حمدان اور مثل حویلی میں اپنے اپنے کام پر اگ چکے تھے۔ مثل کو کھانے پکانے کی جگہ کمروں کی صفائی کے لیے رکھ لیا تھا جو اس کے لیے اور زیادہ اچھا تھا حویلی میں جانچ کرنے کے لیے جبکہ حمدان کو محمود نے اپنے منشی کے طور پر رکھ لیا تھا۔ ابھی مثل سارے کمروں کی صفائی کر کے فارغ ہوئی ہی تھی کہ محمود بیگ کی بیگم صفیہ نے اس کو پکارا

نوری او نوری ایدر آ کے میری گل سن “ (نوری او نوری ” ایدھر آ کر میری بات سنو) جی بیگم جی!! مثل فوراً سے پہلے ان کے پاس پہنچی۔ ”پتر جا میرے شاکر داکمرہ صاف کر دے او آندہ

ہی ہووے گا شہر توں “ (بیٹا جاو میرے شاکر داکمرہ صاف کر دو وہ آتا ہی ہو گا شہر سے) صفیہ بیگم نے اسے نرم لہجے میں کہا۔ یہ

حویلی بڑی ضرور تھی مگر یہاں رہنے والے بہت کم لوگ تھے۔  
محمود بیگ اس کی بیوی بیٹا اور ایک اس کی مرحوم بہن کی بیٹی جس  
کا رخسانہ تھا۔ صفیہ بیگم اور رخسانہ سے مل کر وہ اتنا تو جان چکی  
تھی کہ وہ دونوں ہی بہت اچھی اور نیک عورتیں تھیں۔ ”جی بیگم  
صاحبہ جی میں ہنسی کر دینی واں کمرے دی صفائی مگر کمرہ کیڑا وے  
نیکے صاحب دا؟؟“ (جی بیگم صاحبہ جی میں ابھی کر دیتی ہوں  
کمرے کی صفائی مگر کمرہ کون سا ہے چھوٹے صاحب کا) مثل نے  
- اپنا پراندہ گماتے کہا  
نی سکینہ جا اینوں شاکر دا کمرہ دکھا دے“ (سکینہ جاو اسے شاکر  
کا کمرہ دکھا دو) صفیہ بیگم کے کہنے پر سکینہ نام کی نوکرانی اسے  
شاکر کا کمرہ دیکھا چکی تھی اور وہ کمرے کی صفائی کرنے کے لیے  
- کمرے کے اندر داخل ہو گئی

.....

آج بی ڈی گھر میں ہی تھا اور اس وقت بیڈ پر نیم دراز بیٹھا مول کو دیکھ رہا تھا جو اپنے بال بنا رہی تھی - ”خان جی!! جی جان جی!!“  
مول کے اچانک پکارنے پر بی ڈی نے اسی کے انداز میں جواب دیا جس پر اس کے گال گلاب ہوئے تھے - وہ خان جی میں بال کٹوا لوں اپنے؟؟ مجھ سے سنبھالے نہیں جاتے“ اس نے اپنے کمر سے نیچے آتے کالے سلکی بالوں میں سے برش نکالتے کہا جبکہ مول کی ڈیمانڈ پر بی ڈی کے ماتھے پر بل آئے تھے - ”نہیں بالکل نہیں کٹوانے اور خبر دار جو دوبارہ ایسا سوچا بھی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا“ بی ڈی سخی سے کہنے پر مول اچانک ڈر گئی اور اس کی - آنکھوں میں آنسو آگئے

”مجھ سے سنبھالے نہیں جاتے اتنے بڑے ہیں“ اس نے آہستہ آواز میں وجہ بتائی۔ ”جو بھی ہو مگر تم نہیں کٹواؤ گی بال اور رہی بات سنبھالنے کی تو میں سنبھال لوں گا مگر دوبارہ یہ بات تمہاری زبان پر نہ آئے“ اسے پھر سختی سے کہتے وہ بیڈ سے اتر کر اس کے پاس پہنچا جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکھے سٹول پر بیٹھی تھی۔ ”لاؤ میں کر دیتا ہوں کنگھی تم سے نہیں ہو رہی نہ“ اس کے ہاتھ سے برش لیتے اس نے اب کہ نرم لہجے میں کہا۔ وہ مومل کے بال برش کر کے دوبارہ بیڈ کی جانب بڑھنے ہی والا تھا کہ مومل کی بات پر اس نے حیران ہوتے اسے دیکھا۔ سوری کون کرے گا مجھے؟؟ کیا کیا پھر سے بولنا کیا کون بولے گا؟؟ بی ڈی نے حیرت سے پوچھا۔

سوری کون بولے گا؟؟ مول نے پھر سے اپنی بات دہرائی - کس خوشی میں سوری بولوں؟؟ ”آپ نے مجھ سے سختی سے بات کی اس لیے“ مول نے بھی جتاتے لہجے میں کہا - ”تمہاری بات ہی غلط تھی لہجہ سخت کرنا پڑا“ بی ڈی نے اسے واضح کیا - ”تو بھی معافی مانگیں ورنہ کمرہ چھوڑ کر پورانے کمرے میں چلی جاؤں گی - ویسے بھی یہ تہہ تھا کہ شادی کے بعد آپ نے مجھ سے سختی سے بات کی یا ہماری لڑائی ہوئی اور غلطی چاہے کسی کی بھی ہو معافی آپ ہی مانگو گے“ مول کی بات پر بی ڈی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں

میں نے کب تم سے یہ سب تہہ کیا تھا؟؟ مثل اور حمدان بھائی نے شادی کے لیے مناتے ہوئے کہا تھا - مول کے کہنے پر بی ڈی نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا - اوکے سوری مجھے سختی سے بات



جسٹ فور یو از مانیہ خان

نہیں کرنی چاہے تھی۔ بی ڈی کے معافی مانگنے پر مول کا چہرہ کھل  
- سا گیا جسے دیکھ بی ڈی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نے گھر کیا

.....

وہ کمرے کی صفائی کر رہی تھی کہ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز پر  
اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا جہاں ایک خوش شکل نوجوان شلوار  
قمیض زیب تن کیے اور کندھوں پر چادر پھیلائے کمرے میں داخل  
ہوا۔ وہ ابھی شہر سے واپس آکر اماں جی سے مل کر اپنے کمرے  
میں داخل ہوا تھا کہ اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی محسوس اس  
نے سامنے دیکھا جہاں ایک لڑکی لال شلوار قمیض پہنے ڈوپٹہ گلے میں  
- ڈالے اور شیشوں کا پراندہ ڈالے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی

تم کون ہو؟؟ وہ... وہ میں نوری ہوں جی یہاں کام کرتی ہوں بیگم  
جی نے بھیجا تھا کمرے کی صفائی کرنے کے لیے۔ مثل نے جلدی

سے کہا - ( سوری ریڈرز پنجابی لکھ کر پھر اردو لکھنے میں مجھے زیادہ ٹائم لگتا ہے اسی لیے صرف اردو لکھ رہی ہوں پنجابی نہیں لکھ رہی ) اوہ اچھا تو ہو گئی صفائی کمرے کی؟؟ شاکر نے اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے کہا - جج...جی ہو گئی - مثل جلدی سے کہتی کمرے سے بھاگ گئی جبکہ شاکر نے پہلے تو اس کی ہر بڑی کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا پھر مسکرا کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ ابھی گئی تھی - وہ سر جھٹکتا اپنی شال اتار کر صوفے پر رکھتا واشروم کی طرف بڑھ گیا

.....

آپ سے میں کہہ رہی ہوں نہ مجھے گول گپے کھانے ہیں تو مطلب کھانے ہیں - میرے ساتھ دھوکہ ہوا ہے میرے اللہ میں کیا کروں - ضدی لہجے میں کہتے آخر میں وہ دُہائیاں دینے لگی - ایک منٹ

ایک منٹ کون سا دھوکہ ہوا ہے تمہارے ساتھ زرا مجھے بھی تو بتاؤ  
- بی ڈی جو کب سے مول کے گول گپے مانگنے پر اسے منع کر رہا  
تھا اس کی دھوکے والی بات پر حیرت سے اسے دیکھتے بولا - دھوکہ  
نہیں تو کیا ہے شادی کے لیے مجھے مناتے ہوئے مثل نے کہا تھا  
آپ مجھے روز گول گپے اور آئس کریم کھلایا کریں گے ایک دن  
گول گپے اور ایک دن آئس کریم مگر آپ نے تو شادی کے بعد  
ایک دن بھی آئس کریم اور گول گپے تو دور ٹافی بھی نہیں لے کر  
دی  
مول نے آنکھوں میں نکلی آنسو لاتے سر سر کرتے کہا - جبکہ -  
بی ڈی ابھی بھی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا - اور کیا کیا وعدے  
کیے ہیں مثل اور حمدان نے تم سے زرا مجھے بھی تو پتہ چلے - بی

ڈی نے آنکھیں چھوٹی کرتے اس سے پوچھا - جبکہ مول اپنی  
- انگلیوں پر اسے ساری شرطیں گنانے کو تیار ہو کر بیٹھی

نمبر ایک آپ مجھے روز ایک دن آئس کریم اور ایک دن گول گپے  
کھلاو گے ، دوسرا کوئی بھی ہمارے درمیان لڑائی ہو یا آپ نے مجھے  
ڈانٹا غلطی جس کی بھی آپ معافی مانگو گے ، مجھے ہر ہفتے ڈھیر ساری  
شاپنگ کراو گے ، مجھے گانا سناو گے ، مجھے روز جیب خرچ دیا کرو  
گے ، میرا جب دل کیا آپ مجھے اپنا کام چھوڑ کر گھمانے لے کر جاو  
گے ، مجھے ایک بلی ایک کتا لے کر دو گے ، میرے لیے کھانا بناو  
گے ،..... مول کا تو شرط نامہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا  
جبکہ بی ڈی کو شدت سے احساس ہوا کہ اس نے مثل اور حمدان کو  
مول کو منانے کا کام دے کر اس نے سب سے بڑی غلطی کی تھی

-

.....

یار مجھے سمجھ نہیں آ رہی آخر بی ڈی نے ہمیں یہاں بھیجا ہی کیوں  
ایک ہفتہ ہو گیا ہے ہمیں وہاں کام کرتے مگر کچھ بھی ثبوت نہیں  
مل رہا اور یہ بی ڈی کہتا ہے پہلے کوئی کلو ڈھونڈو پھر اگلا سٹیپ  
بتاؤں گا۔ سمجھ نہیں آ رہی کیا کریں۔ اور وہ محمود بیگ کمینا انسان  
مجھ سے ایسے کام لیتا ہے جیسے اس کے گھر کا ڈرائیور ہوں رکھا منشی  
ہے اور کام ڈرائیوروں والے کرواتا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے میرا  
۔

مثلاً اپنی کام کرنے کے سبب دُکھتی قمر کو پکرے خاموشی سے  
اس کو غصے سے بولتا سن رہی تھی۔ بڈی تم پہلی بار آئے ہو نہ  
جاسوسی پر اس لیے ایسے بول رہے ہو میں کرتی رہتی ہوں تو مجھے  
اتنا فیل نہیں ہو رہا تو تم ابھی بم ے ے صبر کرو۔ ویسے آج مجھے

کچھ ایسا پتہ چلا جو کچھ عجیب تھا - مثل اپنی چارپائی سے اٹھ کر حمدان کی چارپائی پر جا کر بیٹھتے بولی - کیا مطلب عجیب تھا بتاؤ زرا مجھے - حمدان جلدی سے بولا - آج نہ میں ساری حویلی کی صفائی کر رہی تھی محمود بیگ کی بڑی بہن کی بیٹی کی شادی ہے نہ اور وہ شادی یہاں کرنے والے ہیں حویلی میں اسی لیے حویلی کی تفصیلی صفائی کروا رہی تھیں صفیہ بیگم تو ایک کمرہ لاک تھا میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ کمرہ بند ہی رہتا ہے اور سب سے بڑی بات ان کے پاس سارے گھر کی چابیاں ہیں سوائے اس کمرے کے اور - وہ بتا رہی تھیں کہ اس کمرے کی چابی محمود بیگ کے پاس ہے یہ بات مجھے کھٹکی کہ آخر اس کمرے کو محمود بیگ نے کیوں بند کر رکھا ہے اور بھلا اس کمرے کی چابی خود کے پاس رکھنے کا کیا ٹک بنتا ہے - مثل کے بتانے پر حمدان بھی گہری سوچ میں ڈوب گیا -



ہاں مجھے یاد آیا۔ ایک دم سے حمدان پُر جوش طریقے سے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے ہی بائیں ہاتھ پر مارتے چارپائی سے کھڑا ہوا۔ جبکہ مثل اس کے اس ری ایکشن کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ مجھے پتا ہے کہ اس کمرہ کی چابی کہاں ہے۔ حمدان کی بات پر مثل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ تمہیں پتا ہے محمود بیگ نے وہ چابی اپنی گاڑی کی چابیوں کی چین میں ڈالی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھی ہے اس کی گاڑی ڈرائیو کرتے اور میں یہی سوچ رہا تھا کہ آخر گھر کے دروازوں کی چابی کا گاڑی کی چابیوں میں کیا کام۔ مجھے پورا یقین ہے وہ وہی چابی ہے اور اس سے بھی زیادہ یقین ہے کہ اس کمرے میں ہی منشیات رکھی ہوئی ہیں اب بس اس چابی کی نکل بنوانہ میرا کام۔

حمدان کے کہنے پر مثل نے سر ہلایا یقین تو اسے بھی تھا کہ اسی کمرے میں ڈرگزر وغیرہ رکھے جاتے ہوں گے اب ان دونوں کو بی ڈی کو یہ بات بتانی تھی اور اس کے اگلے حکم کو ماننا تھا۔ تم نے اب کیا کرنا ہے؟؟ مثل نے حمدان سے پوچھا جو اپنا موبائل نکال پر سکون ہوتے گیم کھیل رہا تھا۔ کچھ بھی نہیں۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہو؟؟ حمدان کے کہنے پر مثل نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔ میرے پاؤں دبا دو اور کندھے بھی۔ اس نے مسکین صورت بناتے کہا جبکہ حمدان نے غصے سے اسے دیکھا۔ پلیز زیار۔ پلیززززززز سچی بہت کام کیا ہے مینے آج

مثل نے اس بار پوری منت کرتے کہا۔ حمدان اپنا موبائل غصے سے چارپائی پر رکھتا اس کے پیر دبانے لگا جو مزے سے چارپائی پر لیٹ چکی تھی۔ آدھا گھنٹہ میں تمہارے پاؤں اور کندھے دباؤں گا

اس کے بعد تم آدھا گھنٹا میرے کندھے دباو گی ٹھیک ہے - حمدان  
نے اسے ڈیل دیتے کہا - اوکے منظور - مثل نے مسکرا کی ڈیل  
قبول کی جبکہ تھوڑی ہی دیر بعد پورا گھر ان کے قہقہوں سے گونج  
- اُٹھا

.....

وہ اپنے آفس میں بیٹھا سیکرٹری کے ساتھ کچھ ضروری فائلز ڈیکس  
کر رہا تھا کہ اس کا فون اچانک بجنے لگا - سکرین پر شو ہوتے نام کو  
دیکھ اس کے چہرے پر تناؤ پھیلا تھا - تم باہر جاؤ زرا - اس نے  
اپنی سیکرٹری کو باہر جانے کا اشارہ کرتے کال اٹینڈ کرتے فون کان  
سے لگایا - احمد بیٹا کیسے ہو - بیٹا اتنے دن ہو گئے تم آئے ہی نہیں  
میں نے تو تم سے کہا تھا الگ رہنے کی کیا ضرورت ہے مگر تم نے تو  
سنی ہی نہیں - کیا صرف مول سے ہی تمہارا رشتہ تھا ہم تمہارے

کچھ نہیں لگتے اس مول کے کیے کی سزا ہمیں تو نہ دو - فون کان سے لگاتے ہی دوسری طرف مامی نے فون سٹوپ بولنا شروع کیا

مامی کی سیریں لہجے میں کہی باتوں کو خاموشی سے سنتے ان کی آخری بات پر وہ ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا - بس ممانی بہت ہو چکا اب میں آپ کے منہ سے مول کے بارے میں کوئی بات نہیں سنو گا اور آپ کو کیا لگتا ہے مجھے نہیں پتا کہ مول کو آپ لوگوں نے بیچ دیا تھا ساری حقیقت سے واقف ہوں میں اور مجھے کوئی شوق نہیں اس گھر میں رہنے بلکہ قدم بھی رکھنے کا - آپ کی بہت مہربانی آج کے بعد مجھے کال مت کریے گا - ان کی اچھی خاصی کرتے اس نے فون بند کر دیا - دوسری جانب ممانی تو اس کی باتیں سن حیران اور پریشان تھیں - کیا کہہ رہا تھا احمد؟؟

ارم نے ان کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھتے پوچھا - وہ... وہ احمد کو - سب پتا لگ گیا ہمارے بارے میں - انہوں نے پریشانی سے کہا - اسے کہاں سے پتا لگ گیا؟؟ ارم نے حیرت سے پوچھا - ارے پتہ جہاں سے بھی لگا ہو تم یہ فکر کرو کہ اب وہ تمہاری طرف منہ بھی نہیں کرے گا - ان کے کہنے پر ارم نے اپنی آنکھیں گھمائیں - تو نہ کرے میری طرف منہ میں کوئی مری نہیں جا رہی میری جوتی کو بھی پرواہ نہیں - ارم نے لا پرواہی سے کہتے پاس رکھا پرس اٹھایا - کیا مطلب پرواہ نہیں ابھی کچھ دن پہلے تم اس کے لیے مرے جا رہی تھی اور آج کہہ رہی ہو کہ اس کے رویے سے تمہیں فرق نہیں پرتا - اپنی اماں کے حیران ہو کر کہنے پر ارم ان کی طرف دیکھ کر ہسی - یار اماں وہ تو بس اس لیے کہتی تھی کہ وہ میرے

سامنے اس مول کو اہمیت دیتا تھا اور یہ بات مجھے منظور نہیں تھی

-

اس سے زیادہ کچھ نہیں اگر تھا بھی تو وقتی اٹرکشن ہوگی جو اب ختم ہوگئی ویسے بھی میری پسند بدلتی رہتی ہے - ارم کے الفاظ سن اماں تو حیران ہی رہ گئی تھیں - پر ارم.... بس اماں میں جا رہی ہوں مجھے میری دوستوں کے سہ ماٹھ آوٹنگ پر جانا ہے - اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول پاتیں ارم انہیں چپ کرواتی باہر بکل گئی جبکہ اماں بھی پیچھے اپنا سر جھٹک کر رہ گئیں

.....

یار اگر مجھے ہی شاپنگ کرنی تھی تو تم کیوں آئی ساتھ اور جلدی تو ایسے مچائی تھی جیسے پتا نہیں تم نے ایسی کون سی چیز لینی ہے تم نے جو کوئی اور نہیں لے سکتا اور اگر ہم ابھی نہ آتے شاپنگ کرنے تو



کوئی اور لے جاتا - ایان جسے شاپنگ کرتے موت نظر آتی تھی وہ تو اپنی شاپنگ بھی نہیں کرتا تھا مثل اور حمدان ہی کرتے تھے اس کی شاپنگ اس نے صرف مول کے لیے شادی کی شاپنگ کی تھی - مگر آج مول اسے زبردستی اپنے ساتھ مال لے آئی تھی

اس چکر میں اس کی اہم میٹنگ بھی رہ گئی تھی - ہاں تو میں کیسے کروں گی شاپنگ مجھے کون سا نظر آتا ہے آپ نے ہی کرنی ہے ساری شاپنگ اور مجھے آج ہی کرنی تھی تو یہ نہ کہیں کہ پھر کبھی آتے - میرا آنا بھی ضروری تھا نہ میری شاپنگ ہے تو میں تو آؤں گی ہی - مول کی بات پر ایان نے سر تاسف سے ہلایا - اگلی مرتبہ مجھے مت کہنا شاپنگ پر آنے کے لیے مجھے نفرت ہے اس چیز سے - ایان نے تنبیہ لہجے میں کہا - ارے آپ کیوں نہیں آئیں گے آپ ہی آئیں گے میرے ساتھ شاپنگ پر آپ شوہر ہو میرے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

آپ کا ہی حق ہے - ویسے بھی مثل اور حمدان بھائی نے کہا تھا شادی کے بعد آپ جب میں کہوں مجھے شاپنگ پر لے کر جائیں گے -

تو آپ اب مکر نہیں سکتے سمجھے اب چپ چاپ مجھے کچھ کھلانے کے لیے لے کر جائیں - مول کے روب سے کہنے پر پہلے تو ایان اس کے تیور دیکھ حیران ہوا پھر مثل اور حمدان کو اندر ہی اندر کوستا وہ - اس کا ہاتھ پکر فورڈ ایریے کی طرف لے جانے لگا

.....

بات سنیں !! مثل جو رخسانہ کے کپڑے لیے اس کے کمرے کی جانب جا رہی تھی کہ اچانک کسی کی پکار پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا - جی چھوٹے صاحب کوئی کام تھا کیا؟؟ اس نے اپنے سامنے کھڑے شاکر سے پوچھا - وہ آپ؟؟ اس نے سوالیہ انداز میں کہا -

جسٹ فور یو از مانیہ خان

نوری نام ہے جی میرا۔ مثل اس کی بات سمجھتی اپنا نام بتانے لگی۔  
اوہ نوری کیا آپ رخسانہ کے کمرے میں جا رہی ہیں؟؟ شاکر کے  
سوال پر مثل نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔ آپ یہ اسے دے دی  
- جیے گا۔ اس نے ایک گفٹ پیک اس کی طرف بڑھایا

آپ خود دے دیں۔ مجھے کیوں کہہ رہے ہیں؟؟ مثل نے اس  
سے کہتے جانا چاہا۔ رکو نوری پلیز میرا یہ تحفہ اس تک پہنچا دو اور  
کسی کو بتانا نہیں میں خود دے دیتا مگر کسی وجہ سے نہیں دے سکتا  
خود کیوں کہ ابھی مجھے جانا ہے کہیں اور اگر خود دینے گیا تو میرا  
اس کے پاس سے واپس آنے دل نہیں کرے گا اور وہاں بابا میرا  
انتظار کرتے تھک جائیں گے۔ شاکر نے پروپر منت کرتے کہا۔

جسٹ فور یو از مانیہ خان

اچھا میں کر دیتی ہوں آپ کا کام مگر مجھے کیا ملے گا - مثل نے  
- اس کے ہاتھ سے گفٹ پیک پکرتے کہا

جو مانگو گی وہ دوں گا مگر یہ بات کسی کو بتانی نہیں - شاکر نے  
مسکرا کر کہا - اوکے ڈن کسی کو نہیں بتاتی مگر آپ میرے لیے پیزا  
لاو گے اور دو شوارمے بھی بولو منظور - مثل کی ڈیل پر شاکر نے  
دونوں ہاتھوں کے آنگوٹھے اوکے کے سائین میں دیکھائے جس پر  
مثل مسکرا کر واپس پلٹ گئی اور شاکر بھی اپنے کام کے لیے روانہ  
ہو گیا

.....

یہ لو رخسانہ بہن تمہاری محبت نے تمہارے لیے کچھ بھیجا ہے -  
کمرے میں داخل ہوتے کپڑوں کو بیڈ پر رکھتے اس نے رخسانہ کو  
چھیڑتے ہوئے کہا - جبکہ اس نے جلدی سے مثل کے ہاتھ سے

گفٹ پیک پکرا تھا - شاکر نے دیا تمہیں؟؟ اس کے سوال کرنے پر مثل نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا - پلیز تم ... ہاں بھئی کسی کو - نہیں بتاتی باہر تمہارے عاشق نے بھی یہی پٹی پڑھا کر بھیجا ہے اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات کہتی مثل نے اسے ٹوکتے کہا - ان دونوں کی ان دونوں کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی اسی لیے وہ دوستوں کی طرح ہی رہتی تھیں - چلو کھول کر دیکھو کیا ہے اس میں - مثل نے تجسس سے کہا - ہاں میں کھولتی ہوں رکو - رخسانہ نے کہتے پیک کھولنا شروع کیا - واؤ!! گفٹ ان پیک ہوتے ہی اندر سے شیشے کا چورس ڈبہ نکلا جس میں کانچ کی رنگ برنگی چوریاں اور پائیل تھی جسے دیکھ دونوں کے منہ سے واؤ نکلا تھا - میں پہنوں؟؟ رخسانہ کے پوچھے پر مثل نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا - مجھے کیوں پوچھ رہی ہو پاگل پہنوں نہ

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مشل کے کہتے ہی اس نے فوراً چوریاں اور پائل پہنی تھی - ماشا اللہ  
بہت خوبصورت لگ رہی ہیں - ہمیشہ خوش رہو - مشل نے اس کی  
تعریف کرتے آخر میں پورے دل سے دعا دی جس پر وہ شرماتی  
- منہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی

.....

یار تمہارے اور رضوان کے بیچ کیا چل رہا ہے آج کل؟؟ ارم جو  
اپنی دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ پر آئی ہوئی تھی - ونڈو شوپنگ کے  
بعد اب اپنی دونوں دوستوں کے ساتھ فورڈ کورنر میں بیٹھی پیزا  
انجوائے کر رہی تھی - کہ دوست کی بات پر مسکرانے لگی - کچھ  
خاص نہیں اس نے مجھے پرپوز کیا تو مینے سوچا ٹائم پاس کے لیے برا  
نہیں ہے - پیسے والا بھی ہے اور لگ بھی اچھی ہے کچھ عرصہ ٹائم  
- پاس کر ہی لوں گی



ارم نے کہتے قہقہہ لگایا جس میں اس کی دوستوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ اچھا چھوڑو ان باتوں کو چلو آج رات کلب کا پلین بناتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟؟ ارم کی بات پر اس کی دوستوں نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔ اچھا خیال ہے۔ ان کے ماننے پر اس نے مسکراتے ہوئے ویٹر کو آواز دینے کے لیے پیچھے منہ کیا کہ تبھی اس کی نظر ایک ٹیبل پر بیٹھے کیل پر رک گئی۔ کیا دیکھ رہی ہو ارم؟؟ اسے مسلسل پیچھے دیکھتے دیکھ اس کی دوست بولی۔ کنزہ وہ ٹیبل پر دیکھو۔ زرا کیا وہ مول نہیں؟؟ ارم نے اپنی دوست سے پوچھا۔ اس وقت وہاں ان کے علاوہ وہی دوسرا ٹیبل بک تھا باقی سارا فورڈ کورنر خالی تھا۔ مول وہ تمہاری اندھی کزن؟؟ کنزہ کی بجائے دوسری دوست نے پوچھا۔ ہاں وہی دیکھو زرا مجھے تو وہی لگ رہی ہے۔ ارم کے کہنے پر اس کی دوستوں نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا۔

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ہاں یار وہی لگ رہی ہے مگر تم تو کہہ رہی تھی کہ تم لوگوں نے  
اسے بچ دیا تھا۔ ہاں بچ دیا تھا مگر بھاگ گئی تھی وہاں سے۔ رکو  
زرا دیکھو تو کس کے ساتھ بیٹھی ہے۔ ارم ان سے کہتی مول  
- کے ٹیبل کی جانب بڑھ گئی

.....

مشل اور حمدان بھائی کب آئیں گے؟ بریانی کا چچ منہ میں ڈالتے  
اس نے پوچھا۔ آجائیں گے ابھی تم صرف ہمارے بارے میں  
باتیں کرو۔ جب بھی میرے ساتھ ہوا کرو دنیا بھول جایا کرو اگر  
تمہیں کچھ یاد ہو تو صرف میری ذات خود کو بھی بھول جایا کرو آئی  
بات سمجھ۔ ایان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں  
قید کرتے شدت بھرے لہجے میں کہا۔ اچھا نہ ہاتھ تو چھوڑیں میرا  
ہم پبلک پلیس پر ہیں لوگ دیکھ رہے ہوں گے۔ مول نے

شرماتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرتے کہا - دیکھتے رہیں میں نہیں ڈرتا کسی سے تم چپ چاپ کھانا کھاؤ -

ایان نے اس کے ہاتھ پر گرفت اور ضبط کرتے کہا - اللہ اللہ آپ تو بہت زیادہ بے شرم ہو - مول کے غصے سے کہنے پر اس کا قہقہہ گونجا - ابھی وہ اسے اور تنگ کرتا کہ تبھی کوئی لڑکی ان کے ٹیبل کے پاس آئی تھی - مول تم یہاں کیسے؟؟ کہاں تھی؟؟ تم ہم نے تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا - ارم نے چاشنی بھرے لہجے میں کہا - مول اس کی آواز سن ڈر کر کھڑی ہوئی تھی جبکہ مول کا ڈرنا نوٹ کرتے ایان فوراً اپنی جگہ سے اٹھتا اس کے قریب پہنچا اسے اپنے سینے میں چھپا چکا تھا - خان جی مجھے لے جائیں یہاں سے مجھے چھپا لیں یہ... یہ لڑکی مجھے لے جائے گی مجھے چھپا لیں - مول

اس کے سینے میں پناہ ڈھونڈتی اپنا ڈر بیان کرنے لگی - شش ڈونٹ  
وری میں ہوں نہ تمہارے پاس تو ڈر کیسا بی نورمل ایم ہیئر میری  
- جان

ایان نے اس کی کمر سہلاتے سر پر بوسہ دیتے کہا - ارم جو ایان کی  
خوبصورتی میں کھوئی اسے دیکھ رہی تھی اچانک ہوش میں آئی - احمد  
خوبصورت تھا مگر سامنے کھڑا شخص تو خوبصورتی کی مثال تھا - مومل  
پلیز میری بات سنو پلیز میں بہت شرمندہ ہوں یا تم یقین کرو میں  
ساری ساری رات سو نہیں پاتی اس گلٹ کے ساتھ کہ میں نے اپنی  
بہن کے ساتھ بہت برا کیا - پلیز مجھے معاف کر دو نہ پلیز - ارم  
چلا کی سے اپنی باتوں کا جال اس کے گرد پھیلاتے بولی مگر مومل تو  
ابھی تک ایان کے سینے سے لگی خوف سے کانپ رہی تھی - آپ  
کی تعریف؟؟ اسے عجیب باتیں کرتا اور مومل کو اس سے ڈرتا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

دیکھ ایان یہ تو سمجھ چکا تھا کہ وہ کون تھی پھر بھی اس سے پوچھنے  
- لگا - میں مول کی کزن سسٹر ہوں

اور آپ؟؟ ارم جلدی سے اسے اپنا تعارف کرواتے اس کے  
بارے میں پوچھنے لگی - میں مول کا ہسبینڈ ہوں اور مسل ارم  
آپ اپنی معافی اپنی جیب میں رکھیے اور یہاں سے نو دو گیارہ ہو  
جائیں آپ کی غلط فہمی ہے کہ آپ کی جھوٹی باتوں میں ہم آئیں  
گے شکر کریں آپ کے اور آپ کی فیملی کے خلاف میں نے کوئی  
ایکشن نہیں لیا ورنہ آپ خود دیکھتیں کہ ایان خان کا حساب کیسا  
ہوتا ہے - ارم جو اس کے مول کے شوہر کی نسبت سے تعارف پر  
صدے میں تھی اس کی آخر میں دی جانے والی دھمکی آمیز بات  
پر ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی - جبکہ ایان ٹیبل پر بل رکھتا مول  
کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں ہی لیے وہاں سے جا چکا تھا - کیا ہوا

کون تھا وہ تمہاری کزن کے ساتھ ویسے تھا بہت ہینڈ سم سچی یار میرا  
- تو دل ہی آگیا اس پر

وہ جو ابھی تک اس رستے کو پر سوچ انداز میں دیکھ رہی تھی جہاں  
سے ایان اور موئل گئے تھے کہ اپنے پیچھے سے کنزہ کی نون سٹوپ  
چلتی زبان سن اس نے پلٹ کر اسے گھورا تھا - اس منہوس اندھی  
کا شوہر تھا - کیااااااااا؟؟؟ اس کی بات پر اس کی دونوں سہیلوں  
نے ایک ساتھ چیخ کر کہا - آہستہ بولو - مجھے تو خود یقین نہیں آرہا  
- اور ہاں جلدی سے سرچ کرو ایان خان کے بارے میں مجھے نا  
جانے کیوں وہ مشہور بزنس مین ایان خان لگا - بہت بار بابا سے اس  
کا ذکر سنا ہے - ارم کے کہنے پر کنزہ جلدی سے سرچ کرنے لگی -

ہاں بالکل یہ تو وہی ہے - اوہ مائے گوڈ تمہاری وہ اندھی کزن اتنی  
بڑی جگہ ہاتھ مار گئی - اس کی ایک دوست کہنے لڑ دوسری نے اس



کو کہنی ماری - ہو بھی ہے چاہے اندھی ہے مگر خوبصورتی میں وہ  
- ایان خان کی ٹکر کی ہے

ہے نہ ارم؟؟ کنزہ نے کہتے ارم سے رائے مانگی جس پر ارم نے  
کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا - تم دونوں اپنی بکواس بند  
کرو اس مول کو تو میں چھوڑنے والی نہیں ہمیشہ وہ مجھ سے آگے  
رہتی ہے جتنی بھی کوشش کروں مگر وہ پھر مجھے ہرا دیتی ہے اسے  
تو میں چھوڑنے والی نہیں - مول کے بارے میں بولتے اس کا لہجہ  
کسی زہریلی ناگن کے زہر کی ماند تھا کاش وہ سمجھ سکتی کہ کبھی بھی  
- ہم کسی کی قسمت کو اس سے چھین نہیں سکتے

.....

وہ کمرے میں داخل ہوا تو مثل کو سامنے کچھ کھاتے پایا - کیا کھا  
رہی ہو بھوکی؟؟ اس کے پاس جاتے حمدان نے پوچھا جبکہ اس کے

ہاتھ میں شوارما دیکھ اس کی آنکھیں حیرت اور دکھ سے کھلی کی کھلی رہ گئیں - یہ.... یہ کہاں سے آیا تمہارے پاس؟؟ اس نے مثل سے شوارما چھیننے کی کوشش کرتے پوچھا - مثل جلدی سے اس کی پہنچ سے دور جاتی اپنا شوارما اپنے پیچھے چھپا گئی - میچھے دیا ہے کسی - نے اور خبر دار جو میری چیز پر نظر رکھی

حمدان کو وارن کرتے اس نے اپنے شوارمے کی ایک بائٹ لی انداز صاف حمدان کے منہ میں پانی لانے کے لیے تھا - پلیز مشی مجھے بھی دے نہ میں بھائی ہوں نہ تیرا میری گڑیا میری جان میری پرنسز مجھے بھی دے نہ بہت دن ہو گئے فاسٹ فورڈ کھائے ہوئے پلیزززززز - حمدان منہ میں آیا پانی اندر کرتے مثل کی منت کرتے بولا جس پر مثل کو بھی اس پر رحم آگیا اور اس کو اور تنگ نہ کرنے کا ارادہ کرتے اپنی چارپائی کے اوپر پڑی چادر کے

اندر ہاتھ ڈال کر ایک شاپر نکالا - یہ لو فقیر انسان کھا لو تمہارے  
- لیے بھی تھا پتا تھا اکیلے کھاؤں گی تو ہضم نہیں ہو گا

اس کی طرف شوارمے کا شاپر بڑھاتے اس پر ٹونٹ کرتی بولی -  
جبکہ حمدان جلدی سے شاپر پکڑ اس کو گلے لگا چکا تھا -

ہائے ہائے ہائے مشی آئی لو یو میری جان میری گڈو تم بیسٹ سسٹر  
ہو - حمدان کے محبت سے چور لہجے میں کہنے پر مثل بھی ہس کر  
اس کے گرد بازو پھیلا گئی - اچھا نہ بس کر پگلے رولائے گا کیا؟؟  
اسے خود سے دور کرتے ڈرامائی انداز میں بولی - ویسے یہ تو بتاؤ یہ  
کون لایا تھا؟؟ حمدان کے پوچھنے پر مثل نے ہس کر اسے سارا  
واقع سنایا کہ کیسے اس نے شاکر کے ساتھ ڈیل کی - ہاہا مثل تم  
یہاں بھی اپنی ڈیلنگ سٹارٹ کر چکی ہو - حمدان نے اس کے سر پر

ہلکی سے چیٹ لگاتے کہا۔ بالکل آخر دو مشہور بزنس مینز کی بہن

- ہوں

مشل نے فرضی کالر جھاڑتے کہا۔ چھوڑو ان سب باتوں کو میرے

پاس کچھ اور بھی ہے۔ مشل حمدان سے کہتی جلدی سے اپنی

چارپائی کی طرف بڑھ گئی اور اسی چادر سے جہاں سے شوارما نکالا تھا

اب پیزے کا ڈبہ نکال لائی۔ واہ مشل خوش کر دیا تو نے یار پکہ

جب واپس پیلس جائیں گے نہ تو تجھے تیری مرضی کے ریستورینٹ

میں تیری پسند کا کھانا کھیلاؤں گا۔ حمدان نے اس کے ہاتھ میں

پیزے کا ڈبہ دیکھ خوشی سے کہا۔ جس پر مشل نے بھی ڈن کیا تھا

- وہ دونوں ایسے ہی تھے لڑتے بھی ایک دوسرے سے ہر وقت

- تھے مگر ایک دوسرے کے بغیر ان دونوں کا گزارہ بھی نہیں تھا

.....

بس کرو مول رونا بند کرو اب آواز نہ آئے تمہارے رونے کی -  
پورا رستہ وہ روتی آئی تھی اور ابھی بھی بیڈ پر بیٹھی رونے کے ساتھ  
ساتھ خوف سے کانپ رہی تھی کہ ایان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا  
تھا اور اس نے سختی سے اسے رونے سے منع کیا - مجھے ڈر لگتا ہے  
وہ لے جائیں گی مجھے ساتھ اپنے مجھے نہیں جانا کہیں پلیز مجھے چھپا لو  
- - وہ روتے ہوئے پھر ایان کے سینے کا حصہ بنی

میرے ہوتے تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں تمہاری طرف آنکھ اٹھا  
کر دیکھنے والے کو میں اسی وقت زمین میں زندہ دفنا دوں گا تمہیں  
تکلیف دینا تو دور کی بات ہے میری جان - اب چپ کرو اچھے  
بچوں کی طرح - ایان نے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے  
کہا - مول بھی تھورا ریلیکس ہوتی اس کے سینے پر ہی سر رکھے  
- آنکھیں موند گئی تھی

.....

انکل کیا ضرورت ہے جانے کی یہ بھی تو آپ کس اپنا گھر ہے نہ -  
ایان کے کہنے پر باقر صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی -  
ہاں بیٹا بلکل یہ میرا اپنا گھر ہے مگر جو پیچھے گھر چھوڑ کر آیا ہوں نہ  
میرے بغیر وہ گھر گھر نہیں ہے - اور ویسے بھی بیٹا اب تو میں بلکل  
ٹھیک ہوں اور میری ڈیوٹی کا بھی مسئلہ ہے نہ کل سے پھر جانا ہے  
تو وہاں سے مجھے آسانی ہوتی ہے - باقر صاحب کی بات پر ایان نے  
- سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا - چلیں پھر جیسے آپ کی مرضی  
بس حمدان اور مشل واپس آجائیں تو آتے ہیں ہم آپ کی طرف  
مناہل کی رخصتی کی تاریخ لینے - اس نے مناہل کی طرف دیکھتے کہا  
جو ان سے تھوڑے سے فاصلے پر رکھے صوفوں پر بیٹھی اپنے گلے  
لگ کر روتی مول کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی جسے اس



کے جانے کا کچھ زیادہ ہی دکھ تھا۔ ایان مول کے رونے پر آنکھیں گھما کر رہ گیا ایک تو اس کی بیوی کے آنسوؤں رستے میں ہی پڑے ہوئے تھے زرا اسی بات پر پوری ندی بہا دیتی تھی وہ -

- ہاں ہاں کیوں نہیں بیٹا مجھے انتظار رہے گا

ان کے لیے اس سے بڑھ کر کیا خوشی کی بات ہوگی کہ ان کی لاڈلی عزت سے اپنے گھر کی ہو جاتی - ایان کے کہنے پر باقر صاحب نے خوش دلی سے کہا - ان کے لیے اس سے بڑھ کر کیا خوشی کی بات ہوگی کہ ان کی لاڈلی عزت سے اپنے گھر کی ہو جاتی

.....

وہ دونوں حویلی جانے کے لیے تیار بیٹھے تھے کہ اچانک باہر سے شور کی آواز کمرے سے باہر بھاگے - صحن میں پہنچنے پر آواز ساتھ والے گھر سے آرہی تھی اور آوازوں سے صاف ظاہر تھا کہ دو

عورتیں بھرپور طریقے سے لڑ رہی ہیں - دونوں چولہے کے پاس  
پڑی چونکیاں اٹھا کر دیوار کے پاس رکھتے اس پر چڑھ کر لائیو  
کا مزہ لینے لگے - اور واقع وہ عورتیں زبان سے کم باتوں WWE  
- سے زیادہ لڑ رہی تھیں

اپنی لڑائی میں مگن وہ عورتیں دیکھ نہ پائیں کہ کوئی ان کی لڑائی  
بڑے مزے سے دیکھ رہا ہے بلکہ کومنٹ بھی پاس کر رہا ہے -  
حمدان چل جلدی ان کی لڑائی ختم نہیں ہونی اور ہمیں دیر ہو جائے  
گی - مشل کا جب دیہاں حمدان کے ہاتھ پر بندھی گھری پر گیا تو  
اس کا بازو ہلاتے بولی - تھوڑی دیر اور دیکھنے دو مجھے لگتا ہے لال  
کپڑوں والی آنٹی جیتے گی بڑی لڑاکا ہے بھی یہ آنٹی - حمدان نے  
- سامنے چلتے شو سے بنا نظریں ہٹائے کہا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

چھوڈ نہ جو بھی جیتے ہمیں کیا جلدی چل حویلی پہنچیں آج مہمانوں  
نے آنا ہے۔ مثل کے زبردستی اسے کھینچ کر چونکی سے اتارنے پر  
اس نے منہ بنایا اور ویسا ہی منہ لیے وہ مثل کے پیچھے گھر سے نکلا  
تھا۔ اسے اس بات کا افسوس تھا کہ وہ ان آنٹیوں کے اور راز  
کیوں نہ جان سکا جو وہ لڑائی کے دوران ایک دوسرے کے کھول  
رہی تھیں۔

.....

محمود بیگ کی حویلی میں شادی کی تیاریاں شروع تھیں ہر طرف  
ہنگامہ مچے ہوا تھا ایسے میں محمود صاحب نے حمدان کو بھی حویلی  
میں کام کرنے کے لیے چھوڈ رکھا تھا اور وہ بیچارہ کام کر کر کے  
تھک چکا تھا۔ کیا ہوا اتنے غصے میں کیوں کھڑے ہو؟؟ مثل جو

جسٹ فور یو از مانیہ خان

صفیہ بیگم کے کہنے پر اسے بلانے آئی تھی اسے غصے میں کھڑا دیکھ  
- پوچھنے لگی

یار مجھے سمجھ نہیں آتی یہ محمود بیگ کو کون سا کیڑا کاٹ گیا تھا جو  
وہ کنجوس اور کمینہ انسان اپنی بہن کی بیٹی خود اپنے خرچے پر اس  
حویلی میں کروا رہا ہے اور پاگل ہم بنے بیٹھے ہیں کام کر کر کے -  
حمدان نے اپنے دو دن کا غصہ نکالا جو کام کر کر کے اس میں جمع  
ہوا پڑا تھا - اچھا نہ مجھ لڑکیوں چیخ رہے ہو چلو اندر صفیہ بیگم بلا  
رہی ہیں کچھ کام ہے - مثل کے کہنے پر حمدان نے گہرا سانس ہوا  
- کے سپرد کیا

وہ ڈائین تو نہیں اندر؟؟ حمدان کے پوچھنے پر مثل نے حیرت سے  
اسے دیکھا - کون ڈائین؟؟ ارے وہی شاکر کی کزن نمرہ نمونی یار  
پیچھے ہی پڑ گئی ہے جب سے ائی ہے - بندہ پوچھے کبھی ہینڈ سم منڈا

نہیں دیکھا کیا؟؟ حمدان کے سٹائل سے خود کو ہندسم کہنے پر مثل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ تو اگر تم ہندسم ہو تو وہ بھی خوبصورت ہے تم بھی لائین کروادو۔ مثل نے اسے چھیرتے ہوئے کہا۔ نہ بابا نہ میں کیوں اس میک اپ کی دکان کو لیفٹ کراؤں میرے لیے میری پیاری بیوی ہی بہت ہے میں مشرکی مرد ہوں ایک ہی عورت پر۔  
- میری تمام وفائیں اور میری تمام محنتیں ختم ہیں

حمدان کے کہنے پر مثل اس کی طرف دیکھنے لگی جو اسماں کی طرف منہ کیے نہ جانے کن خیالوں میں گم تھا۔ او بھائی واپس آ جا مناہل کے خوابوں سے وہاں تو اسے تو دیکھتا بھی نہیں تھا اور یہاں اس کے خیالوں سے نہیں نکل رہا۔ اور ویسے ایک بات تو بتاؤ یہ بیوی کہاں سے ہو گئی؟؟ بھائی صاحب درستی کریں اپنے الفاظ کی بیوی نہیں منکوحہ ہے وہ آپ کی۔ مثل کے لیکچر پر اس نے کان میں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

انگلی گھماتے ان دیکھی میل نکالی تھی - ہو گیا تمہارا چلو اب اندر  
چلیں صفیہ بیگم انتظار کر رہی ہوں گی کہ ابھی تک آئے نہیں -  
اور نمرہ بھی - حمدان کی بات بیچ میں اچکتے مثل نے اسے چھیرا تھا  
- جس پر حمدان بلند آواز استغفار کہتا اسے ہسنے پر مجبور کر گیا

.....

امجد جی آپ کہاں جا رہے ہیں؟؟ نمرہ کی پیچھے سے آواز پر اس  
نے اپنی آنکھیں زور سے میچیں تھیں - اللہ جی پلیز نہیں - منہ میں  
ہلکے سے منمناتے وہ سنجیدہ چہرہ لیے پیچھے مڑا جو میک اپ سے  
بھرے چہرے پر مسکان سجائے اسے دیکھ رہی تھی - شہر جا رہا  
ہوں کچھ سامان لانا ہے - اچھا پھر مجھے بھی ساتھ لے جائیں کچھ  
شاپنگ میری بھی رہتی ہے - حمدان کے شہر جانے کا بتانے پر نمرہ  
- فوراً بولی



نہیں جی آپ رہنے دیں شہر جانے میں گھنٹہ لگے گا اور واپسی دیر سے ہو گی آپ کسی اور کے ساتھ صبح چلے جانا - حمدان نے جلدی سے اس بلا کو ٹالنے کے لیے کہا - پر !! نمرہ جی اپ کو آپ کی امی بلا رہی ہیں - اس سے پہلے کہ وہ کوئی احتجاج کرتی مثل نے آکر اسے پیغام دیا - جس پر وہ منہ بسورتی چلی گئی - ہائے میں صدقے جاؤں میری پیاری لاڈو تمہاری بڑی مہربانی میری اس میک اپ کی دکان سے جان چھڑانے پر - حمدان اس کے صدقے واری جاتا - اسے گلے لگاتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا

اچھا اچھا اتنا نہ اچھلو ابھی کے لیے ہی بلا ٹلی ہے صبح پھر تمہارے سر پر سوار ہو گی - اور چلو میں بھی تمہارے ساتھ جا رہی ہوں

شہر بیگم جی نے کہا ہے - ہاں نہ چلو تمہیں کھانا بھی کھیلواؤں گا -

جسٹ فور یو از مانیہ خان

حمدان فوراً اس کے کندھے کے گرد بازو ہائیل کرتا اسے باہر کی  
- طرف لیجاتے بولا

.....

ایان آپ کو مجھ سے کتنی محبت ہے؟؟ ایان اس وقت بیڈ کی بیک  
سے ٹیک لگائے بیٹھا لیپ ٹوپ یوز کر رہا تھا مول کے اچانک کیے  
جانے والے سوال پر چونک گیا اور چہرہ ہلکا سا موڑتے اسے دیکھنے  
لگا جو اس کے کندھے پر سر رکھے اسی کے انداز میں بیٹھی تھی -  
یہ کیسا سوال ہے؟؟ ایان نے حیرت سے پوچھا - بتائیں نہ کتنی  
محبت کرتے ہیں مجھ سے؟؟ مول نے اس کی بازو ہلاتے کہا جس  
کے کندھے پر وہ سر رکھے ہوئے تھی - مجھے تم سے محبت نہیں ہے  
- - ایان نے صاف انکار کرتے کہا

جبکہ اس کے انکار پر مول اس کے کندھے سے سر اٹھا کر دور ہوئی تھی۔ کیا مطلب نہیں محبت آپ تو کہتے تھے نہ مجھ سے محبت ہے میری آنکھوں میں آپ کی دنیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مول صدمے سے چور لہجے میں بولی۔ ہاں مجھے محبت نہیں ہے تم سے کیوں کہ.....۔ کیوں کہ؟؟ ایان کے بات بیچ میں چھوڑنے پر مول تجسس سے بولی۔ کیوں کہ مجھے تم سے عشق ہے وہ بھی وہ عشق جو پہلی ہی نظر میں ہوتا ہے۔ ایان کے الفاظ پر مول شرما کر نظریں جھکا گئی۔ اب تم بتاؤ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے؟؟ اپنا لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ پورا اس کی طرف گھومتے ہوئے بولا۔ مجھے تو آپ سے زرا سی بھی محبت نہیں اور عشق و شق - بھی نہیں ہے

ایان کو تنگ کرنے کی سوچ لیے وہ انگوٹھا دیکھا کر بولی - جس پر  
ایان نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا کوئی بات نہیں محبت ہو یا نہ ہو تم  
تو میری ہی ہو نہ رہی بات محبت کی وہ بھی ہو جائے گی - بی ڈی  
نے اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے کہا -  
آپ سے کس نے کہہ دیا کہ میں آپ کی ہوں - کوئی نہ جی میں  
آپ کی بلکل بھی نہیں سنا آپ نے میں تو بہانا ڈھونڈ رہی ہوں  
آپ کو چھوڑ کر جانے کا - مول اسے اور تنگ کرنے کا ارادہ  
کرتے گردن اکڑ کر بولی مگر نہیں جانتی تھی اگلے لمحے اس کی یہ  
نازک گردن ہی خطرے میں جانے والی تھی - ایان جو محبت بھری  
نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا مول کے منہ سے نکلتے الفاظ نے اس  
کے اندر کے ڈیول کو جگایا تھا اور ایک لمبے میں اس کے چہرہ غصے

سے سرخ ہوا تھا جبکہ اگلے ہی لمحے مول کی نازک گردن اس کے  
- سخت ہاتھ کی مضبوط گرفت میں تھی

جبکہ اچانک ہوئے اس لمحے پر مول کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا  
چھا گیا اور وہ اپنے نازک ہاتھوں سے ایان کا ہاتھ اپنی گردن سے  
دور کرنے لگی - کیا کہا تم نے ابھی پھر سے کہنا مجھے شاید سہی سے  
سنائی نہیں دیا - وہ اس کے کان کے پاس لب کرتا سر سراتے لہجے  
میں بولا - پپ... پلیر چھ... چ... چھوڑیں م... مج... مجھے... درد ہو  
ر... رہا ہ... ہ... ہے - وہ اس کے ہاتھ سے اپنی گردن نکالنے کی  
ناکام کوشش کرتے با مشکل بولی جبکہ بی ڈی اپنی پکڑ میں اور سختی  
لایا تھا - مول ایان خان آج کے بعد میں تمہارے ان خوبصورت  
ہونٹوں سے یہ بکواس بات نہ سنوں - تم ایان خان کی ہو اور اور تا  
قیامت بلکہ قیامت کے بعد بھی اسے کی ہو - سمجھ آئی میری بات

؟؟؟ ایان کے شدت بھرے الفاظ نے اس کے رونگٹے کھڑے کر دیے تھے جبکہ اس کی آخری بات پر اس نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تھا جس پر ایان نے بھی اس کی گردن کو رہائی بخشی تھی - اب بولو کس کی ہو؟؟ وہ جو گردن پر ہاتھ رکھے کھانس رہی تھی ایان کے سوال پر سیدھی ہوئی تھی - آ... آپ کی ہوں اور آپ کی ہی رہوں گی میں مزاق کر رہی تھی تب - آنکھوں میں آنسوؤں لیے سر جھکائے وہ بولی تھی جبکہ ایان نے اس کی تھوڑی کے نیچے دو انگلیاں رکھتے اس کا چہرہ اوپر کیا - آج کے بعد مزاق میں بھی یہ بات مت کرنا ورنہ یہ تو ٹریلر بھی نہیں تھا میری جنونیت کا آگے تم سمجھدار ہو - ایان کے سفاک لہجے پر تھوک نگلتے اس نے ہاں میں سر ہلایا تھا - اب بتاؤ ہمیشہ میرے پاس ہی رہو گی نہ؟؟ جی - آپ کے پاس ہی رہوں گی - موئل نے ڈرتے ڈرتے کہا



جسٹ فور یو از مانیہ خان

وعدہ !! اسے جیسے یقین نہیں تھا ابھی بھی مول کی بات پر - جی پکا  
وعدہ - مول کے الفاظ نے اس کے اندر ٹھنڈک بھر دی تھی اور  
اگلے ہی لمحے اس نے مول کو گلے لگایا تھا - سوری میری جان بس  
تمہاری بات پر ہرٹ ہو گیا تھا اسی لیے اتنا روڈ ہو گیا سوری - اس  
کی کمر تھپکتے وہ نرم لہجے میں بولا - آئینہ مت کریے گا ایسا میں  
بہت ڈر گئی تھی - مول اس کے گرد بازو ہائیل کرتی بولی جس پر  
ایان نے پکا نہیں کرتا کہہ اس کے بالوں پر لب رکھے تھے جبکہ  
- مول کا جسم ابھی بھی ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا

.....

تمہیں پتا ہے بڑی رخسانہ کی نہ شاکر سے منگنی ہو چکی ہے دو سال  
سے مگر پھر بھی وہ دونوں چھپ چھپ کر ملتے ہیں - رخسانہ بتا رہی  
تھی کہ ان دونوں کو شادی تک ایک دوسرے سے بات کرنے کی

پر میشن نہیں ہے اسی لیے وہ چھپ کت ملتے - کتنی عجیب بات ہے  
نہ ایک ہی گھر میں اجنبیوں کی طرح رہنے کا حکم ہو وہ بھی انہیں  
جو محبت کرتے ہوں - وہ دونوں اس وقت واپس حویلی جا رہے تھے  
شہر سے - گاڑی سڑک پر رواں تھی اور مثل کی زبان ہمیشہ کی  
- طرح چل رہی تھی

ہاں یار یہ گاؤں کے لوگ ایسے ہی کرتے ہیں ان کے اپنے ہی  
رواج ہیں - حمدان نے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے اور دوسرے  
ہاتھ سے چپس کے پیکٹ میں سے جو مچل نے ابھی اس کے سامنے  
کیا تھا کچھ چپس نکالتے اپنے منہ میں ڈالے - ہم یہ بھی ہے -  
مثل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا - یار مجھے ایک بات سمجھ  
نہیں آتی کہ یہ نمرہ بی بی میں ویسے تو بڑا نخرہ ہے لکین ایک نوکر  
پر ڈورے ڈالتے اسے زرا اس بات کا خیال نہیں آتا کہ وہ کہاں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مالکن اور میں کہاں نوکر - ہاں کہہ تو سہی رہے ہو مگر کیا کریں یار  
محبت سوچ سمجھ کر تھوڑی ہوتی ہے وہ تو بس ہو جاتی ہے - تم نے  
وہ شیر نہیں سنا کہ

!! نید نہ دیکھے بسترا

! تے پکھ نہ دیکھے ماس

!! موت نہ دیکھے عمراں نوں

! تے عشق نہ دیکھے ذات

مثل نے حمدان کی بات پر جواب دیتے بڑی خوبصورتی سے شیر  
پڑھا - باقی سب چھوڑ مشی شیر بڑا پیارا تھا - حمدان نے ہستے ہوئے  
کہا - ویسے تمہیں اتنی بُری کیوں لگتی ہے وہ اتنی بھی بُری نہیں  
اچھی ہے عادت کی - مثل نے نمرہ کی سائیڈ لیتے کہا - یار پتا نہیں

کیوں مگر جب بھی میرے سامنے آتی ہے نہ اور میک اپ سے  
بھرے چہرے پر اتنی بڑی مسکان سجاتی ہے - میرا دل کرتا ہی اس  
کی گردن سے اس کا تھوڑا ہٹا کر زیرو کا بلب فٹ کر دوں - حمدان  
- کے گڑ کر کہنے پر مثل نے جاندار قہقہہ لگایا

اچھا چھوڑو یہ باتیں تم میری بات سنو - مینے اس کمرے کی چابی  
کی ڈوپلیکیٹ چابی بنوائی ہے اور آج رات اچھا موقع ہو گا ہمیں  
کنفرم کرنے کا کہ اس کمرے میں واقع ڈرگز ہیں یا نہیں - جب  
سب سو جائیں گے نہ تو ہم اپنا کام کریں گے تم باہر پہرہ دینا میں  
چیک کر لوں گا - ویسے آج رات ہم حویلی رکنے والے ہیں تو اسانی  
ہو گی کام میں - حمدان نے سیریس ہوتے پلین سے اگاہ کیا -  
اوکے ٹھیک ہے - مثل نے ہاں میں سر ہلاتے کہا - اب انہیں  
- بس رات کا انتظار تھا

:::: :::: :::: :::: ::::

وہ ابھی حمدان سے بات کر کے آیا تھا جس نے اسے بتایا تھا کہ  
ڈرگزر کہاں رکھے ہوئے ہیں پتا چل گیا ہے۔ ان دونوں کو آگے  
کے بارے میں انفارمیشن دیتا اندر کمرے میں آیا تھا جہاں اس کی  
پیاری سی بیوی ابھی تک سو رہی تھی۔ مولل اٹھو بہت دیر سو لیا  
چلو جلدی اٹھو۔ وہ بیڈ کے پاس جاتا اسے پیار سے اٹھانے لگا۔  
نہیں مجھے ابھی تھوڑی دیر اور سونا ہے۔ مولل منہ پر کمبل کرتے  
بولی۔ نہیں اب اور نہیں چلو جلدی فریش ہو جاو پھر دونوں مل کر  
ناشتہ بنائیں گے۔ میں کیسے بناؤں گی ناشتہ؟؟ مولل نے سستی  
- بھری آواز میں کہا

تم نہیں بناؤ گی تم صرف بیٹھو گی میرے پاس۔ بی ڈی نے اسے  
زبردستی بیٹھاتے ہوئے کہا۔ میں کون سا دیکھ سکتی ہوں جو آپ

کے پاس کچن میں میرے بیٹھنے کا فائدہ ہو گا - موئل نے جان چھوڑنے کے لیے کہا - جھوٹ تو نہ بولو کہ تم دیکھ نہیں سکتی - بی ڈی کی بات پر موئل ایک دم الٹ ہوئی تھی دل زور سے دھڑکا تھا کیا وہ پکڑی گئی تھی - ک... کیا مطلب؟؟ اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا -

میری جان تم چاہے ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتی مگر اپنے دل کی نظروں سے تو دیکھ سکتی ہو نہ اور میرے لیے تمہاری کچن میں موجودگی ہی بہت ہے باتیں کر لیں گے ایک دوسرے سے چلو شباہ جلدی اٹھو - بی ڈی کے الفاظوں بے اسے سکھ کا سانس بخشتا تھا - اچھا بابا ٹھیک ہے میں فریش ہو لوں پھر چلتے ہیں - موئل بیڈ سے اترتے ہوئے بولی جبکہ بی ڈی اس کا ہاتھ پکرتا اسے -  
- واشر روم کے دروازے تک چھوڑ آیا تھا



.....

بی ڈی کا حکم انہیں مل چکا تھا بس شادی ختم ہونے کی دیر تھی -  
جہاں تین ہفتے نکال لیے تھے ایک اور ہفتہ صبح - سب کچھ ٹھیک  
جا رہا تھا اگر کوئی ٹھیک نہیں تھا تو وہ حمدان تھا جو نمرہ سے تنگ آ  
- چکا تھا

!! اپنی تصویر کو آنکھوں سے لگاتا کیا ہے

! اک نظر میری طرف بھی تیرا جاتا کیا ہے

!! تو میرا کچھ نہیں لگتا مگر اتنا تو بتا

دیکھ کر مجھ کو تیرے زہن میں آتا کیا ہے؟؟

وہ جو رات کے وقت آسمان کی طرف منہ کیے باہر لان میں کھڑا  
کچھ سوچ رہا تھا کہ اپنے پاس سے شعر پڑھنے کی آواز سن ساتھ

کھڑی ہستی کو دیکھنے لگا جہاں توقع کے عین مطابق نمرہ کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ جی نمرہ بی بی کوئی کام تھا کیا آپ کو؟؟ اس نے اپنے اندر کی بے زراری کو چھپاتے کہا۔ کیوں کیا آپ کے پاس بیا وجہ کے نہیں آ سکتی امجد جی؟؟ اور پلیز مجھے نمرہ بی بی مت کہا کریں صرف نمرہ کہا کریں۔ اوکے جی صرف نمرہ اب ٹھیک ہے۔ نمرہ کے کہنے پر حمدان اسے بولا جس پر نمرہ کے چہرے کے

- تاسرات بدلے تھے

ارے نہیں نہیں صرف نمرہ مطلب بس میرا نام نمرہ لیا کریں۔ نمرہ نے اس کی غلطی سدھارتے کہا۔ نہیں شکریہ آپ میری مالکن ہیں اور مجھے کوئی شوق نہیں مالکوں سے فری ہونے کا۔ اور خدا را آپ مجھ سے دور رہا کریں کیوں میری نوکری کے پیچھے پریں ہیں۔ نمرہ کو سیدھے منہ پر جواب دیتا وہ جا چکا تھا جبکہ وہ اسے آوازیں

دیتی رہ گئی تھی مگر حمدان نے کہاں واپس آنا تھا وہ خود جان چھوڑا  
- کر گیا تھا

.....

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے مول کو بیڈ پر سر گرائے بیٹھے پایا  
جبکہ ملازمہ اس کی کمر سہلا رہی تھی - مول کی آنکھوں سے گرتے  
آنسو دیکھ وہ ترپ کر آگے بڑھا تھا - کیا ہوا مول؟؟ ایسے کیوں  
بیٹھے ہو؟؟ اور رو کیوں رہی ہو؟؟ اس کے پاس پہنچتے ہی اس نے  
سوالوں کی بوچھاڑ کی تھی - کچھ بھی نہیں ہوا بس یوں ہی طبیعت  
تھوڑی سی خراب ہے آپ پریشان نہ ہوں - مول نے اپنے  
کندھے پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے کہا - تم چپ  
کرو سعدیہ تم بتاؤ کیا ہوا ہے اسے؟؟ مول کی بات پر بلکل بھی  
- یقین نہ کرتے اس نے پاس کھڑی ملازمہ سے پوچھا

صاحب جی صبح سے الٹیاں کر کر کے نڈھال ہو گئی ہیں اور چکر بھی آرہے ہیں - میں نے کہا تھا کہ آپ کو بلا لیتی ہوں مگر انہوں نے منع کر دیا - سعدیہ نامی ملازمہ کے بتانے پر اس نے غصے سے مول کے جھکے سر کو دیکھا - اٹھو جلدی کرو ہسپتال چل کر تمہارا چیک اپ کرواتا ہوں - نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں پرسوں سے ایسا ہو رہا ہے مگر پھر طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے - مول نے اسے دلاسہ دینے کے لیے کہا مگر اپنے ہی پیر پر کلہاری مار بیٹھی تھی - کیا کہا تمہاری تین دن سے طبیعت ٹھیک نہیں اور تم نے مجھے بتانا بھی - مناسب نہیں سمجھا - اٹھو ابھی جلدی کرو

اسے کہنے لے ساتھ ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے بیڈ پر رکھے ڈوپٹے کو اس کے گرد پھیلاتے وہ اسے گود میں اٹھا چکا تھا - جبکہ ملازمہ کے

سامنے ایان کی اس حرکت پر وہ پیر کے ناخن تک سرخ ہوتی اس  
- کے گردن میں منہ چھپا گئی تھی

... ..

ہسپتال پہنچ جو خبر اسے سننے کو ملی اس کو کچھ پل کے لیے ساکت  
کر گئی تھی - اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ اپنی خوشی کو بیان کیسے  
کرے - ابھی تک وہ حیرت میں تھا گاڑی میں مکمل خاموشی تھی -  
جبکہ مول اس کے ساتھ والی سیٹ پر شرمائی سی بیٹھی تھی - گھر  
آتے ہی وہ مول کو کمرے میں لے گیا تھا - ایان آپ کو خوشی  
نہیں ہوئی؟؟ مول نے خوف سے پوچھا وہ ہاسپٹل میں بھی کچھ  
نہیں بولا تھا - اور اب بھی خاموش تھا - تمہیں پتا ہے مول میں  
نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں کبھی شادی کروں گا - مجھے عورت  
- لفظ سے نفرت تھی

جانتی ہو کیوں کیوں کہ میری ماں میرے باپ کو چھوڑ کر اپنے آشنا کے ساتھ بھاگ گئی تھی تب میں سات سال کا تھا اور مثل صرف ایک ماہ کی تھی - تم نہیں جانے ی مول میرے بابا پر تب کیا بتی تھی میری مثل روز بھوک سے روتی اپنی ماں ڈھونڈتی تھی اور مجھے میرے بابا کے جھکے سر اور مثل کی آنکھوں سے گرتے ہر ایک آنسوؤں پر میری ماں سے اور زیادہ نفرت ہوتی - پھر ہماری پھپھو آ گئیں ہمارے پاس ان کی کچھ دن پہلے ہی چند دن کی بیٹی انہیں چھوڑ کر جا چکی تھی - ان کی ممتا ترپ رہی تھی اور یہاں مثل کو ماں کی ضرورت تھی - تو پھپھو کو اپنی بیٹی مل گئی اور مثل کو ماں - حمدان تب پانچ سال کا تھا - وہ ہمیشہ مثل کے پاس رہتا اسے اس کی گڑیا واپس مل گئی تھی - دیکھتے ہی دیکھتے مثل ایک سال کی ہو گئی مگر بابا کی حالت میں سدھار نہیں آیا - اور یہ سہنا آسان بھی تو نہیں



کہ جس سے آپ بے تحاشہ محبت کرتے ہوں وہ آپ کو دھوکہ  
- دے کر کسی کے ساتھ بھاگ جائے

اور پھر ایک دن شاید ان کے صبر کی انتہا ہو گئی اور وہ ہم سب کو  
چھوڑ کر چلے گئے میں اور مثل باپ کے سائے سے بھی محروم ہو  
گئے - پھوپھا جی جو ارمی میں تھے ان دنوں اپنی چُھتئیوں پر آئے  
ہوئے تھے اور پھر وہ ہم سب کو اپنے ساتھ یہاں اسلام آباد لے  
آئے - تب سے مینے یہ تہہ کیا تھا میں کبھی شادی نہیں کروں گا  
مگر پھر تم میری زندگی میں آئی - اور پہلی نظر میں ہی میرے  
حواسوں پر سوار ہو گئی - پہلے بہت روکا خود کو مگر تم تو جیسے مجھے  
پاگل کر دینے کے در پر تھی اور پھر آخر میں نے اپنے جذبات کو  
لگام ڈالنے کی بجائے گھلا چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور اپنی زندگی میں  
داخل کرنے کی تھان لی - پھر تم میری ہو گئی ہمیشہ کے لیے - اور

آج یہ خوشخبری کہ اب میں باپ کہ رتبے پر فائز ہونے والا ہوں مجھے ساکت کر گئی کہ کیا سچ میں اللہ مجھ پر اتنا مہربان ہو گیا کہ ساری خوشیاں ایک ساتھ میری جھولی دال دیں مجھے سمجھ نہیں رہا کہ میں اپنی خوشی کیسے بیان کروں

شکریہ مول شکر یہ میری زندگی میں آنے کے لیے اور پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا پلیز - وہ اس کو اپنی کہانی سناتا رونے پر مجبور کر گیا تھا اور آخر میں آیان کے کہے الفاظوں پر وہ ترپ کر اس کے سینے سے لگی تھی - کبھی نہیں کبھی نہیں چھوڑ کر جاؤں گی پرومیس - ہم ہماری خوبصورت اور پرسکون دنیا بنائیں گے - وہ اس کے گرد اپنے دونوں بازو سڈتی سے باندھتی بولی جس پر آیان نے بھی نم - آنکھیں لیے ہاں میں سر ہلاتے اس کے ماتھے کا بوسہ لیا

.....

شادی ختم ہوئے آج دوسرا دن تھا اور کل ان کی روانگی تھی اس کے لیے وہ بہانا گھڑ چکے تھے کہ امجد یعنی حمدان کو شہر میں ان کے کسی جاننے والے نے کام پر رکھوا دیا ہے اسی لیے اب وہ یہاں مزید کام نہیں کر سکتے۔ انہیں کوئی روک بھی نہیں سکتا تھا مگر دُخسانہ مشل کے جانے پر بہت دکھی تھی اس کی بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی نوری سے اور اب نوری کا جانا اسے اداس کر گیا تھا۔  
نمرہ جو باہر لان میں غم کی مورت بنے ٹھل رہی تھی وجہ امجد کے جانے کا دکھ تھا۔

ابھی وہ ٹھل ہی رہی تھی کہ نوری یعنی مشل کو فون پر بات کرتا دیکھ حیرت سے اس کی طرف بڑھی حیرت کا سبب اس کے چہرے سے ٹپکتی خوشی تھی۔ کیا سچ میں مجھ سے تو صبر ہی نہیں ہو رہا دل کر رہا ہے ابھی اڈ کر وہاں پہنچ جاؤں۔ اللہ اللہ میں پھپھو بنے والی

ہوں - ہاں ہاں کل آرہے ہیں ہیں چلیں ٹھیک ہے اب میں فون رکھتی ہوں - وہ جو بی ڈی سے بات کر رہی تھی اپنے پاس کسی کی موجودگی محسوس کرتے اس بے فون بند کیا تھا - کس سے بات کر رہی تھی تم؟؟ اور کس کے بچے کی پھپھو بننے والی کو؟؟ نمرہ کے حیرت سے پوچھنے پر مثل کے دماغ میں ایک آئیدیا آیا - اپنے - بھائی کے بچے کی ہی پھپھو بنو گی نہ او کس کے بچے کی بنو گی - مثل نے انکھیں مٹکاتے کہا - مگر تمہارا تو ایک ہی بھائی ہے نہ امجد؟؟ نمرہ کی حیرت ابھی بھی کم نہیں ہو رہی تھی جبکہ دل میں ایک ڈر الگ سے بیٹھا تھا - ہاں تو امجد ہی ہے میرا بھائی اور وہی باپ بننے والا ہے - مثل کی بات پر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا - تم مزاق کر رہی کو نہ وہ تو شادی شدہ نہیں ہے - اس نے ایک اس سے پوچھا - نہیں نہیں وہ شادی شدہ ہے بلکہ اس نے تو لو

جسٹ فور یو از مانیہ خان

میرج کروائی ہے - مثل کی بات پر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں  
بہنے لگے - مثل کو اس کے لیے برا لگا مگر یہ اس کے لیے ہی بہتر  
تھا - اوہ بہت مبارک ہو تمہیں - وہ بمشکل بولتی وہاں سے جا چکی  
تھی وہ اور اپنا تماشہ نہیں بنوا سکتی تھی - اپنے کمرے میں پہنچتے ہی  
وہ بیڈ پر لیٹی منہ پر تکیہ رکھے رونے لگی - یہ آنسوؤں خود اسے  
- اپنے لیے چنے تھے

.....

انہیں رات کو نکلنا تھا حویلی اب وہ نہیں جانے والے تھے کل رات  
ہی وہ سارا کام نیٹا چکے تھے - ڈرگنز والے کمرے کی ساری ڈرگنز  
کے کارٹون وہ رات ہی وہاں سے غائب کر چکے تھے اور یہ کام  
انہوں نے رات کے دو بجے کیے تھے - تمام گارڈ کو بیہوش کرنا ان  
کے لیے بالکل بھی مشکل نہ تھا - اور ڈرگنز کو ٹھیکانے لگانے کا کام

کرنے کے لیے ان کے آدمی آگئے تھے جن کے ذریعے وہ تمام  
ڈرگز وہاں سے شیفت کر چکے تھے - محمود کا کام بھی وہ کر چکے  
تھے - رات کی چائے میں مثل اسے ایک پو آئیزن ڈال کر دیا تھا  
جو کہ آہستہ آہستہ اثر کرتا تھا - اگلے دس دنوں میں محمود بیگ  
آہستہ آہستہ ختم ہوتا مر جانے والا تھا اور ان دونوں پر کسی کو شک  
- بھی نہیں ہونے والا

اس کی فیملی میں سے کسی کو بھی اس کے کالے کرتوتوں کا علم نہیں  
تھا اور نہ ہی ان لوگوں کا کوئی موڈ تھا یہ راز کھولنے کا - مارنے کا  
طریقہ بی ڈی نے خاص بتایا تھا - وہ اسے ایسی موت دینا چاہتا تھا  
جس سے وہ آہستہ آہستہ سک سک کر مرے جیسے وہ نوجوان  
مرتے ہیں جنہیں وہ ڈرگز کا عادی بناتا تھا - رات کے دیر کام سے  
تھک کر مثل تو ابھی تک سو رہی تھی - جبکہ حمدان تو کرسی پر



جسٹ فور یو از مانیہ خان

بیٹھا ٹیبل پر ناجانے کیا کر رہا تھا - اپنا کام مکمل کرتے آنکھوں میں  
شیطانی چمک لیے اسے ہاتھ میں موجود چیز کو دیکھا جو اس نے ابھی  
تیار کی تھی - مشی اٹھو!! مشیمیسیسی اٹھووووو!! اس کے ایک بار  
پکارنے پر جب وہ نہ اٹھی تو حمدان نے اسے جھنجھورتے ہوئے اٹھایا

کون ہے؟؟ کون ہے؟؟ مثل ہر براتی اٹھتی چیخی تھی - کوئی نہیں

میں ہوں چل اٹھ تجھے ایک شو دیکھاتا ہوں - اس کا ہاتھ پکر

زبردستی اٹھاتے وہ اسے باہر صحن میں لے آیا جبکہ مثل ابھی تک  
سمجھنے کی کوشش میں تھی کہ آخر وہ کیا رہا ہے - جو چولہے کے

پاس پڑی چونکیاں ہمسایوں کی دیوار کے ساتھ رکھتے اسے انے کا

اشارہ کر رہا تھا - وہ خاموشی سے اس کے پاس جا کر چونکی پر کھڑی

ہو گئی جبکہ دوسری پر وہ خود کھڑا تھا - یہ دیکھو اب تم دیکھنا میں

کرتا کیا ہوں - اس کے سامنے اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چیز کرتے کہا - یہ کہاں سے لی تم نے؟؟ مثل آنکھیں پھاڑے اس - چیز کو دیکھتی بولی - کہاں سے لی کا کیا مطلب مینے بنائی ہے وہ اپنے کالڑ کھڑے کرتے بولا - دراصل اس کے ہاتھ میں ایک تعویذ کی شکل کی کوئی چیز تھی جس پر اس نے لال دھاگہ لپیٹ رکھا تھا اور اس کے اوپر ایک چھوٹی ہڈی بھی لپیٹی ہوئی تھی جس پر تین بار چھوٹا چھوٹا موت موت موت لکھا تھا - تم کرنے کیا والے ہو؟؟ بس دیکھنا تم ابھی تماشہ - مثل کے پوچھنے پر وہ اسے چپ رہنے کا اثرہ کرتے بولا - اور اگلے ہی لمحے وہ اپنے ہاتھ میں پکڑا تعویذ ہمسایوں کے گھر پھینک چکا تھا دراصل ہمسائے کی دو بیویاں تھیں جنہیں اس دن انہوں نے لڑتے دیکھا تھا اور اسی لیے اس نے گھر کو دو حصوں میں بانٹنے کے لیے گھر کے درمیان ایک

چھوٹی سی دیوار بنائی کوئی تھی پھنکا گیا تعویز گھر کے ایک حصے میں  
- جا کر گرا تھا

ابھی دو منٹ ہی ہوئے تھے انہیں انتظار کرتے کہ اندر سے وہ  
عورت نکلی جس کے حصے میں وہ تعویز گرا تھا - تعویز پر نظر پرتے  
ہی اس عورت کا ہاتھ اپنے سینے ہر گیا تھا - اگلے ہی لمحے وہ تعویز  
اٹھاتی اپنی سوکن کے حصے میں گئی تھی - او چڑیل کہیں کی باہر نکل  
تجھے میں بتاؤں - وہ صحن میں کھڑی زور زور سے چیخنی تھی - کیا  
ہے تجھے کیوں صبح صبح دماغ خراب کرنے آگئی ہے؟؟ دوسری  
عورت کمرے سے نکلتے بولتی - یہ یہ دیکھ تیرے کرتوت تجھے کہا لگتا  
ہے ایسے تو مجھے اس گھر سے نکال دے گی ہاں کمینی تو میرے اوپر  
مسلط ہوئی ہے میں نہیں - تو نہیں بچتی مجھ سے - اپنی سوکن پر  
- چیختے تعویز سائیڈ پر پھنکتے وہ اگلے ہی لمحے اس پر جھپٹ پری تھی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

وہ دونوں جانوروں کی طرح لڑ رہی تھیں جبکہ مثل اور حمدان ان دونوں کو یوں لڑتا دیکھ ہس ہس پاگل ہو گئے تھے - وہ دونوں لڑ ہی رہی تھیں کہ ان کا شوہر گھر میں داخل ہوا اور اگلا منظر دیکھ بھاگ کر ان تک پہنچا تھا اور بڑی مشکل سے اپنی دونوں بیویوں کو الگ کیا جو ایک دوسرے کے بال پکڑے کھینچ رہی تھیں - شوہر کو سامنے دیکھ وہ دونوں سیدھی ہوئیں تھیں جبکہ ان کی حالت دیکھ ایک پل کے لیے تو ان کا شوہر بھہ ڈر گیا تھا - بکھرے بال جیسے جھاریاں ہوں مار مار کر منہ پر بنے ناخنوں کے نشان اور بے ترتیب - حلیہ

لڑائی ختم ہوتے دیکھ وہ دونوں جلدی سے نیچے اترتے کمرے میں پہنچے تھے اور ایک ساتھ چارپائی پر گرتے ہس ہس کر لوٹ پوٹ

● ●   ● ● ●   ● ● ●   ● ● ●   ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ● ● ●

● ●   ● ● ●   ● ● ●   ● ● ●   ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ● ● ●

## Just For You By Manya Khan

مگر نہیں آپ نے تو کال بھی نہیں کی - مول نے منہ بھلا کر کہا -  
یار کہاں سے کرتا کال تمہارے پاس موبائل نہیں ہے اور  
تمہارے شوہر کو جب بھی کال کی وہ گھر سے باہر ہوتا تھا اور گھر پہ  
انے کے بعد تو میری کال اٹینڈ ہی نہیں کرتا تھا - میں نے اسے  
ایک دو بار کہا تو اس کا کہنا تھا کہ جب میں اپنی بیوی کے ساتھ  
ہوتا ہوں تو میں کسی کو اجازت نہیں دیتا ہمارے درمیان انے کی  
اگر تمہیں اتنی ہی بے چینی ہے بات کرنے کی تو گھر آ جاؤ - اور یہ  
بات میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ان دنوں میں بہت بڑی تھا  
اسی لیے میں نہیں اسکا - احمد کی بات سن مول کو احساس ہوا کہ  
اسے اپنی ناراضگی ختم کر دینی چاہیے - کیونکہ یہ بات تو وہ بھی  
جانتی تھی کہ جب بھی وہ ایان کے ساتھ ہوتی تھی تو وہ کسی اور  
- کے متعلق بات کرنے کی اجازت بالکل نہیں دیتا تھا



اچھا اچھا ٹھیک ہے کیا یاد کریں گے جائیں میں نے آپ کو معاف کیا مول نے جیسے اس پر احسان کرتے کہا - جب کہ احمد اس کی مسکرایا تھا یہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ وہ مول صرف اسے دکھانے کے لیے ہی اپنی ناراضگی ظاہر کر رہی ہے ورنہ وہ کبھی بھی اس سے ناراض نہیں ہو سکتی تھی - اور سناو کیسی جا رہی ہے لائف ایان کا رویہ تمہارے ساتھ ٹھیک تو ہے نہ - اس کے لہجے میں بھائیوں والی - فکر تھی - جی جی وہ بہت اچھے ہیں میں خوش ہوں بہت مول کے چہک کر کہنے پر اس کے دل میں ڈھیروں سکون اترتا - بھائی اب آپ بھی شادی کر لو نہ میں نے آپ کو رشتہ بھی بتایا ہے مگر آپ ہو کہ نہ ہاں میں جواب نہ ناں میں جواب دیتے ہو - مول کے منہ پھیلا کر کہنے پر اسے اس نکھرے والی کی یاد آئی اور

دل کی دھڑکنیں بڑھی تھیں مگر پھر دل کو چپ کرواتے اس نے  
ٹوپک چینج کرنا چاہا - حمدان نہیں آیا واپس ابھی تک؟؟

ہاں وہ آج رات تک پہنچ جائیں گے پھر تین چار دن تک ہم  
حمدان بھائی کی شادی کی تاریخ تہہ کر دیں گے - مول نے خوشی  
سے بتایا - جبکہ شادی کا سن اس کا سانس رکا تھا - کب تک کرنی  
ہے شادی؟؟ اس نے مشکل سے پوچھا - دل میں یک دم ویرانی  
پھیل گئی - یہ تو اب باقر انکل پر ہے وہ کون سی تاریخ دیتے ہیں  
- مول نے کندھے اچکا کر کہا - باقر انکل کیوں بتائیں گے؟؟ اس  
نے حیرت سے پوچھا وہ مل چکا تھا باقر انکل سے یہ بھی جانتا تھا  
ایان لوگ سب ان کی بہت عزت کرتے ہیں - ارے ان کی بیٹی  
کی رخصتی کی تاریخ وہ ہی تہہ کریں گے نہ مول نے جیسے اس کی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

عقل پر ماتم کیا - بیٹی؟؟ میں کچھ سمجھا نہیں - اسے ابھی بھی کچھ  
- سمجھ نہیں آئی تھی

اوہو بھائی مناہل کی بات کر رہی ہوں آپ ملے تو ہو اس سے -  
اسی سے تو ہونی ہے حمدان بھائی کی شادی - بس رخصتی رہتی ہے  
نکاح تو ہو چکا ہے ان کا - دونوں ہی ایک دوسرے کو پسند کرتے  
ہیں - مول کی باتیں اس کے سر پر سے گزر رہیں تھیں - ایک  
منٹ مول حمدان تو مثل کے ساتھ ہر وقت پایا جاتا ہے ایک  
دوسرے سے وہ اتنے اٹیچ ہیں مجھے تو وہ دونوں ایک دوسرے کو  
پسند کرتے ہیں - ارے آپ بھی نہ کس طرف لے گئے بات کو  
توبہ کریں جلدی سے وہ دونوں تو بھائی بہن ہیں - مگر وہ تو کزن  
ہیں نہ؟؟ مول کے کہنے پر اس نے حیرت سے پوچھا - ارے

کزن تو ہیں پر ایک دوسرے کے رضائی بہن بھائی بھی ہیں - مول  
- کے بات پر اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے

تم سچ کہہ رہی ہو - اس نے خوشی سے ہو چھا - ہاں مجھے کیا  
ضرورت جھوٹ بولنے کی - مول کو اس کے چہرے اور باتوں سے  
ٹپکتی خوشی کی کچھ سمجھ نہ آئی جبکہ احمد صاحب تو الگ ہی خیالوں کی  
- دنیا میں کھو چکے تھے

.....

رات کے اٹھ کا ٹائم تھا ایان احمد اور مول ہال میں بیٹھے باتیں کر  
رہے تھے - ایان نے احمد کو رات کے کھانے کے لیے روک لیا تھا  
اور احمد کی تو جیسے من کی مراد برائی تھی تو اس نے فوراً سے ہامی  
بھر دی - احمد کی نظریں بار بار داخلی دروازے کی جانب اٹھ رہی  
تھی - کیونکہ مول کے مطابق مشل اور ہمدان بس انے ہی والے

تھے ابھی پھر سے اس کی بے قرار نگاہیں داخلی دروازے کی جانب  
- گئی ہی تھی کہ وہاں سے مثل اور ہمدان ایک ساتھ اندر آئے

انہیں اندر اتنا دیکھ ایان اور احمد ایک ساتھ کھڑے ہوئے ایان کی  
نظریں مثل پر تھیں کیونکہ وہ جانتا تھا مثل جب بھی کسی مشن  
سے واپس آتی تو وہ سب سے پہلے اسی کے گلے لگتی تھی - اپنا بیگ  
زمین پر رکھتے وہ بھاگتی ہوئی ایان کی طرف بڑھی اس سے پہلے کہ  
ایان اسے گلے لگانے کے لیے اپنے بازو کھولتا وہ اس کی سائیڈ سے  
گزرتی صوفے پر بیٹھی مول کے پاس گرنے والے انداز میں بیٹھی  
اور اسے سائیڈ کس کر گلے لگایا - ایان اور ہمدان دونوں ہی حیرت  
سے اسے دیکھ رہے تھے کیونکہ یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ مثل نے  
- ایان کی بجائے کسی اور کو سب سے پہلے گلے لگایا ہو

جسٹ فور یو از مانیہ خان

اج ایان کو حمدان کی جیلیسی فیل ہوئی تھی کہ جب بھی حمدان کی بجائے مثل ایان کے گلے لگتی تھی تو اسے کیسا فیل ہوتا تھا - جبکہ حمدان کو ایان کی حالت مزہ دے رہی تھی مول سے ملنے کے بعد مثل ایان کی طرف بڑھی اور اس کے گلے لگی - سوری بھائی لیکن اب اپ کی جگہ میری پیاری سی بھابھی نے لے لی ہے مثل نے شرارتی انداز میں ایان کے کان میں اہستہ سے کہا پھر اس سے دور ہٹی وہ صوفے پر جا بیٹھی - احمد کو اس نے مکمل انگور کیا حمدان سب سے ملتا ساتھ صوفے پر بیٹھ چکا تھا - مثل کیا اپ کو یہاں احمد نظر نہیں آیا - ایان جسے مثل کی حرکت بری لگی تھی سخت لہجے میں مثل سے بولا - او پلیز بھائی میں گھر کے لوگوں سے ملتی ہوں باہر والوں سے نہیں اور خاص کر چوروں سے تو بالکل نہیں -

- مثل نے لاپرواہ انداز میں جواب دیا



شٹ اپ مثل وہ کوئی غیر نہیں بلکہ ہمارے گھر کا فرد ہے ہم نے تمہیں مہمانوں سے ایسے بات کرنی تو نہیں سکھائی - اور یہ چور کسے بول رہی ہو؟؟ ایان کی بجائے اس بار ہمدان سخت لہجے میں بولا کیونکہ اسے بھی مثل کی یہ حرکت پسند نہیں آئی تھی - جبکہ احمد کو خود اکورڈ فیل ہو رہا تھا - اسے بولا چور اور کسے اپ کو نہیں پتہ بھائی لاسٹ ٹائم جب میں امریکہ والے مشن سے واپس آئی تھی تو اس نے ایرپورٹ سے میرا بیگ چرا لیا تھا - وہ تو شکر ہے کہ میں نے دیکھ لیا ورنہ یہ میرا بیگ لے کر بھاگ جاتا - مثل کے بتانے پر ایان اور ہمدان نے حیرت سے احمد کی طرف دیکھا - جبکہ وہ خود - مثل کو آنکھیں پھاڑ دیکھ رہا تھا

مطلب کہ اتنی دلیلوں کے باوجود وہ اسے چور سمجھتی تھی ایان اور ہمدان کی نظریں خود پر محسوس کرتے احمد نے جلدی سے نہ

میں سر ہلایا - جبکہ موٹل خود اپنے بھائی کے بارے میں مثل کے کہے الفاظ سن حیرت میں گھری پڑی تھی - نہیں نہیں میں نے کوئی چوری نہیں کی تھی اکیچولی ان کا اور میرا بیگ سیم تھا اسی لیے میں نے ان کا بیگ اپنا بیگ سمجھ کر اٹھا لیا تھا یہ بات انہیں میں بہت مرتبہ کہہ چکا ہوں لیکن یہ ماننے کے لیے تیار ہی نہیں - احمد جلدی سے خود کو کلیئر کرنے کے لیے بولا - جس پر ایان اور - حمدان نے اثبات میں سر ہلایا - یقیناً تم سچ کہہ رہے ہو گے دراصل کیا ہے نا مثل کی شروع سے عادت ہے وہ جس کے بارے میں کوئی ایک بار رائے قائم کر لے تو وہ اپنی رائے سے ہٹتی نہیں چاہے وہ خود کے لیے کتنی ہی دلیلیں دیتا تھک کیوں نہ جائے - حمدان کے اپنے بارے میں بولے جانے والے الفاظ سن مثل کو اس پر جی بھر کر غصہ آیا تھا - بھلا کیا ضرورت تھی اس چور کے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

سامنے اپنی اتنی پیاری بہن کی برائی کرنے کی - غصے سے کھڑی  
ہوتی وہ پیر پٹختی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی - جبکہ احمد کی  
نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا - آخر اتنے دنوں کی دید کی  
- پیاس بھی تو بجھانی تھی

.....

وہ صبح اپنے افس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا - جبکہ مول بیڈ  
پر بیٹھی نہ جانے کن سوچوں میں گم تھی مثل اور حمدان تو ابھی  
تک سو رہے تھے اور انہیں جگانے کا ایان کا بھی کوئی موڈ نہ تھا -  
وہ شیشے میں دیکھتا اپنے بال بنا رہا تھا کہ پیچھے سے مول نے اسے  
پکارا - خان جی!! ہاں جی!! مول کے پکارنے پر اس نے بالکل اسی  
- کے انداز میں جواب دیا - میں موٹی ہو جاؤں گی نا

مول کی بات پر اس نے حیرت سے پیچھے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا - جو بیڈ پر بیٹھی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی اس سے پوچھ رہی تھی - کیا مطلب؟؟ اس نے حیرت سے پوچھا - مطلب کہ پریکنسی میں لڑکیاں موٹی ہو جاتی ہیں نا ان کا پیٹ بڑ جاتا ہے - تو میں بھی موٹی ہو جاؤں گی - اگر میں موٹی ہو گئی تو آپ کو اچھی نہیں لگوں گی - مول کی بے تکی بات پر اسے ہنسی تو بہت ائی - لیکن وہ ہنس کر اپنی پیاری بیوی کو ناراض نہیں کر سکتا تھا - کیسی باتیں کر رہی ہو مول ابھی تمہاری پریکنسی کو صرف ایک ہفتہ ہوا ہے یعنی سات دن کوئی سات مہینے نہیں ہو گئے جو تم موٹی ہو جاؤ گی اور رہی بات تمہارے موٹے ہونے کی تو میری جان تم مجھے ہر حالت میں اچھی لگو گی اس کے پاس اتے وہ اسے پیار سے سمجھاتے بولا - اور آخر میں اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا پیچھے ہٹا -

جسٹ فور یو از مانیہ خان

جس پر موئل شرم کر اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا چکی تھی۔ اس کی یہی ادا تو ایان کو ہر مرتبہ اس کا اثر کرتی تھی۔ اچھا میں افس جا رہا ہوں اگر تمہاری طبیعت ذرا بھی خراب ہو تو تم مثل یا حمدان۔ کو فوراً سے بتاؤ گی

اور اگر انہیں بتاتے تمہیں شرم ائے تو تم مثل سے کہہ کر مجھے کال کرو گی۔ یاد رکھنا لا پرواہی بالکل بھی میں برداشت نہیں کروں گا۔ افس جانے کا بتاتے وہ اسے سختی سے ہدایت کرنا نہیں بھولا تھا۔ جس پر موئل نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ ایک بار پھر اگے بڑھتا وہ اس کے ماتھے اور دونوں آنکھوں پر بوسہ دیتا پیچھے ہٹا اور اپنا لپ۔ ٹاپ بیگ اٹھا کر خدا حافظ بولتا کمرے سے باہر نکل گیا

.....

اس وقت ایان اور حمدان دونوں باقر انکل کے گھر میں شادی کی تاریخ طے کرنے کے لیے موجود تھے - ارادہ تو ان سب کے انے کا تھا مگر صبح اچانک ہی مول کی طبیعت خراب ہو گئی - ایان کا ارادہ تو مول کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے کسی اور دن پر پلان رکھ لینے کا تھا لیکن مول نے اسے منع کر دیا ویسے بھی مثل مول کے ساتھ گھر پر ہی رک چکی تھی اسی لیے ایان اور حمدان دونوں ہی باقر صاحب کے گھر شادی کی ڈیٹ فکس کرنے جا چکے تھے - ایان اور باقر انکل اس وقت باتوں میں مصروف تھے جب - کہ حمدان واش روم کا جانے کا کہہ کر وہاں سے جا چکا تھا - وہ واپس باقر انکل کے کمرے کی جانب بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک مناہل نے اس کا راستہ روکا - مجھے اپ سے بات کرنی ہے - اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں الجھائے نظریں نیچی



کیے وہ اس سے مخاطب تھی - جب کہ ہمدان نے اسے دیکھ اپنی دائیں ائی برو اچکائی بولو کیا بات کرنی ہے - لہجے میں روب رکھتے ہمدان نے کہا - دیکھیں حمدان ائی ایم سو سوری میں جانتی ہوں اس دن میں نے غلط کیا مجھے اپ کو تھپڑ نہیں ماننا چاہیے تھا - بلکہ میں غلط تھی مجھے اپ پر شک بھی نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ جہاں محبت ہو وہاں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور اپنی ہی محبت پر شک - کر کے میں نے اپنے ہی محبت کو گالی دی

لیکن پلیز مجھے معاف کر دیں مجھ سے اپ کی یہ بے رخی اور برداشت نہیں ہوتی وہ اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑے روتے ہوئے بولی - ہمدان تو حیرت سے اسے روتا ہوا دیکھ رہا تھا جب کہ اس کے جڑے ہاتھ دیکھ اس نے فوراً سے اس کے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لیا - یہ کیا کر رہی ہو تم؟؟ حمدان

کے غصے سے کہنے پر مناہل کے رونے میں اور تیزی آئی پلیز حمدان  
خدا کے لیے مجھے معاف کر دو میں وعدہ کرتی ہوں آج کے بعد  
کبھی بھی تم پر شک نہیں کروں گی اور پلیز اس تھپڑ کے لیے مجھے  
معاف کر دو میں سچ میں اس رات کے بعد سکون سے سو نہیں پائی  
تم چاہو تو میرے بھی ویسے ہی تھپڑ مار کر اپنا بدلہ لے سکتے ہو لیکن  
خدارا یوں مجھ سے ناراض ہو کر بے رخی کی مار نہ مارو - مناہل کے  
- کہنے پر حمدان نے کندھے اچکائے

ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی - اور اگلے ہی لمحے اپنا دایاں ہاتھ  
فضا میں بلند کیا جسے دیکھ مناہل فوراً ڈر کر آنکھیں زور سے میچ گئی -  
لیکن یہ کیا اسے اپنے گال پر سخت تھپڑ کی بجائے کچھ نرم اور  
چُجھن زدہ محسوس ہوا اس نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولی جب کہ  
حمدان اتنی دیر میں اس کی گال پر وہ بوسہ دیتا پیچھے ہٹ چکا تھا -

منابل کو کچھ سمجھ ہی نہیں ا رہا تھا کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے وہ انکھیں  
پھاڑے حمدان کو دیکھ رہی تھی جو اپنے 32 دانتوں کی نمائش کرتا  
اسے انکھ مار گیا - سوری ڈیر وائف کیا ہے نا میں تم سے کبھی  
ناراض تھا ہی نہیں یہ ناراضگی یہ بے رخی محظ ایک ڈرامہ تھی  
تمہاری عقل ٹھکانے لگانے کے لیے جو مجھے لگتا ہے اب اپنے  
ٹھکانے پر اچکی ہے امید کرتا ہوں دوبارہ کبھی تم یہ غلطی نہیں  
- دہراؤ گی

تو بس اب تم تمام باتیں بھولو اور صرف میرے بارے میں سوچو  
باقرا نکل نے اگلے ماہ کی 20 تاریخ دے دی ہے تو تیار رہنا بہت  
جلد تمہیں لینے آنے والا ہوں - حمدان کی باتیں سن منابل تو  
صدے میں جا چکی تھی - مطلب اتنے دنوں سے وہ اسے بے  
وقوف بنا رہا تھا اور وہ بن بھی رہی تھی - اس کا چہرہ غصے سے

سرخ ہو گیا اس سے پہلے کہ وہ ہمدان کو کھڑی کھڑی سناتی وہ جلدی سے اس کے گال پر پھر سے بوسہ کرتے وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ جب کہ مناہل اس اچانک ہوئی کاروائی پر بوکھلا گئی اور اس کا ہاتھ خود بخود اپنی گال کی طرف بڑھا جہاں ہاتھ رکھتے ہی اس کے ہونٹوں پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ نے بسیرا کیا۔ اس کے دل میں ڈھیروں سکون اتر آیا آج رات واقع ہی اسے سکون کی نیند آنے والی تھی۔

.....

وہ دونوں اب گھر کے لیے روانہ ہونے والے تھے باقر انکل ان کو باہر تک چھوڑنے آئے تھے ہمدان تو ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔ جبکہ ایان باقر انکل کے گلے لگ کر خدا حافظ بول رہا تھا۔ ایان بیٹا اب تو ماشاء اللہ سے تم دونوں اپنے اپنے گھر کے ہو گئے اب

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مثل کے بارے میں بھی سوچو کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ کر اسے بھی  
اپنے گھر کا کرو۔ باقر انکل کی بات سن کر ایان کے چہرے پر  
- مسکراہٹ آئی

انکل شادی تو میں اس کی کل ہی کر دوں لیکن کوئی اس کے  
مطابق لڑکا ملے بھی تو اپ تو جانتے ہیں مثل کو میں خود حیران  
ہوتا ہوں پتہ نہیں وہ کون ہوگا جو میری پاگل بہن کو سنبھال سکے  
- اب بس دعا کیجئے کہ کوئی ایسا لڑکا مل جائے جو مثل کا پاگل پن  
برداشت کر سکے - ورنہ میری بہن مجھ پر بھاری تو نہیں ہے - ایان  
کی باتوں پر باقر انکل نے بھی ہنستے ہوئے اپنا سر ہاں میں ہلایا ایک  
بار پھر باقر انکل کے گلے لگتے ایان گاڑی میں بیٹھ چکا تھا جبکہ  
ہمدان نے گاڑی میں بیٹھے ہی باقر انکل کو خدا حافظ کہہ کر گاڑی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

سٹارٹ کی - اور اگلے کچھ ہی لمحوں میں گاڑی باقر انکل کے گھر  
- سے نکلتی سڑک پر رواں تھی

.....

اگلے ایک ہفتے میں احمد کے والدین امریکہ سے پاکستان دوبارہ  
شفٹ ہو رہے تھے اور وہاں پر موجود اپنا سارا بزنس بھی پاکستان  
شفٹ کر رہے تھے - یہی خوشی کی خبر مول کو دینے کے لیے احمد  
کچھ دیر پہلے ہی پیس ایا تھا - مول تو یہ خبر سن بہت خوش تھی  
کتنے سالوں بعد وہ اپنی پیاری پھوپوں سے ملنے والی تھی - سعدیہ  
پھپھو اور اس کے بابا دونوں جڑواں بہن بھائی تھے اسی لیے ان  
- دونوں میں محبت بھی بہت تھی

تایا ابا دراصل اس کے بابا کے سوتیلے بھائی تھے اسی لیے انہوں  
نے نہ تو کبھی سعدیہ سے اچھا برتاؤ رکھا اور نہ ہی کبھی اس کے بابا



سے اس کے بابا کی وفات کے بعد سعدیہ پھپھو نے تو بہت کوشش کی تھی اسے اپنے ساتھ لے جانے کی لیکن وہاں بھی تایا ابا نے انہیں ایموشنل بلیک میل کرتے مول کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ سعدیہ پھوپھو ایسا کرنا تو نہیں چاہتی تھی لیکن وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی اسی لیے انہوں نے احمد کو یہیں پاکستان میں چھوڑ دیا تاکہ وہ مول کا خیال رکھ سکے کیونکہ انہیں اپنے سوتیلے بھائی پر ذرا بھی بھروسہ نہ تھا۔ پھپھو جب بھی اسے گلے لگاتیں مول کو بالکل ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ اپنے بابا کی اغوش میں چھپ چکی ہے۔ اسی لیے ان کے انے کا سن وہ بے حد خوش تھی احمد جو واپس جانے والا تھا حال سے گزرتے اس کی نظر صوفے پر بیٹھی مثل پر گئی جو اپنا فون استعمال کرنے میں مگن تھی۔ مثل کو دیکھ اس کی آنکھیں چمکیں وہ جانتا تھا مثل اسے پسند نہیں کرتی

لیکن پھر بھی وہ اس سے بات کرنے کے لیے اس کے قریب رکھے  
صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔ کم سے کم اس نخرے والے کی آواز تو  
سننے کو ملتی پھر چاہے وہ اس سے لڑتی ہی کیوں نہ - وہ جو موبائل  
یوز کرنے میں مگن تھی کہ اپنے پاس والے صوفے پر کسی کو بیٹھتا  
محسوس کر اپنی نظریں موبائل سے ہٹائے دیکھنے لگی جب کہ اپنے  
سامنے احمد کو بیٹھا دیکھ اس کا منہ ایسے ہو گیا جیسے کوئی کڑوا بادام  
اس کے منہ میں اگیا ہو - تمہیں کوئی کام نہیں ہے جب دیکھو  
ہمارے گھر اے رہتے ہو مشکل سے دو دن بھی تم پتہ نہیں کیسے  
- یہاں اے بغیر رہتے ہو

اپنی آنکھیں چھوٹی کیے سے وہ احمد پر طنز کرتے بولی - جس پر احمد  
کی مسکراہٹ گہری ہوئی - وہ دراصل کیا ہے نا مجرے یہاں انے  
کی دو وجوہات ہیں ایک تو میرے یہاں انے کی وجہ میری بہن ہے

جبکہ دوسری وجہ بھی بہت خوبصورت ہے - ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے وہ بڑی محبت سے مثل کو تکتا بولا - دوسری؟؟ دوسری وجہ کیا ہے؟؟ وہ حیرت سے پوچھنے لگی - آپ ہیں وہ دوسری وجہ - اس نے بڑی خوبصورتی سے اس کی طرف اشارہ کرتے کہا - جب کہ اس کے جواب پر مثل نے غصے سے پاس پڑا کشن اٹھا کر اس کی طرف پھینکا جس سے وہ بر وقت کیچ کرتا واپس اسی کی طرف اچھال چکا تھا - اچھا تو اب میں چلتا ہوں میری نخرے والی پھر ملاقات ہوگی - وہ ہنستا ہوا صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور مثل کو زچ کرنے کے لیا انکھ مار کر داخلی دروازے کی طرف روانہ ہوا جہاں سے ایان اور حمدان داخل ہو رہے تھے - مثل کا تو بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنے لمبے خونخوار ناخنوں سے اس کا منہ نوچ لیتی -

ایان اور حمدان سے ملتے وہ جا چکا تھا جبکہ ایان کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا۔ وہ دیکھ چکا تھا مثل سے اس کو لڑتا۔ پھر کچھ سوچ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ ہاں بالکل احمد مثل کے لیے پرفیکٹ تھا۔ کیونکہ کچھ حد تک وہ حمدان کی طرح تھا اور ابھی جس طرح مثل سے لڑائی کے دوران وہ مثل کو ہی زچ کر چکا تھا ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ حمدان کے علاوہ کسی اور نے مثل کو زچ کرتے بے بس کیا ہو۔ اسے اپنی بہن کے لیے پرفیکٹ - لڑکا مل چکا تھا

.....

اس وقت ایان اور احمد ایک ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔ ایان نے کل رات ہی اسے فون کر کے ملنے آنے کے لیے بلایا تھا جب کہ اس وقت وہ اس کے سامنے بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ آخر ایسی کون

سی ضروری بات تھی جسے کرنے کے لیے ایان نے اسے یوں  
ریسٹورنٹ میں بلایا۔ دیکھو احمد مجھے عادت نہیں بات کو گھمانے کی  
یا کسی بھی طرح کی تمہید باندھنے کی میں تم سے سیدھا سیدھا پوچھتا  
ہوں کیا تم مثل کو پسند کرتے ہو؟؟ ایان کے یوں ڈائریکٹ پوچھنے  
پر احمد ایک دم بوکھلا گیا۔ ک... کیا مطلب اس نے اٹکتے ہوئے  
پوچھا ڈرامے مت کرو احمد میں تمہاری آنکھوں میں مثل کے لیے  
پسندگی دیکھ چکا ہوں اب مجھے سیدھی طرح بتاؤ کیا جو میں نے دیکھا  
وہ صحیح ہے؟؟ کیا تم واقعی ہی اسے پسند کرتے ہو؟؟ ایان نے  
- اس کو اچھا خاصہ لاجواب کر دیا تھا

ہاں میں کرتا ہوں مثل کو پسند اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں  
آخر احمد نے حوصلہ پیدا کرتے ہیں اپنی محبت کا اعتراف کر ہی لیا۔  
گڈ اچھی بات ہے تو بتاؤ پھر کب تم اپنے پیرنٹس کو لا رہے ہو

رشتے کی بات کرنے کے لیے - ایان کے کہنے پر احمد نے حیرت سے اسے دیکھا - کیا سچ میں میں اپنے والدین کو لا سکتا ہوں رشتے کی بات کرنے؟؟ ہاں بالکل تم لا سکتے ہو مجھے رات ہی موٹل نے بتایا کہ ایک ہفتے تک تمہارے والدین پاکستان آ جائیں گے تو تم ان کو میرے گھر رشتے کی بات کرنے بھیج سکتے ہو بی ڈی کے جواب پر احمد کو تو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ہواؤں میں اڑ رہا ہو یعنی اتنی - جلدی بنا کسی مشکل کے اسے اس کی محبت ملنے والی تھی لیکن پھر اچانک ہی اپنی محبت کی سب سے بڑی مشکل سب سے بڑی دیوار اس کی محبت یعنی مثل کا خیال اس کے دماغ میں آیا - مگر مثل نہیں مانے گی اس رشتے کے لیے - احمد نے اچانک پریشانی سے کہا - اس کی تم فکر نہ کرو مثل کو کیسے منانا ہے یہ میرا کام ہے تم اپنے والدین کو رشتے کے لیے بھیج سکتے ہو دراصل میں



• •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • • •   • • • •   • • • •   • • • •

• •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • • •   • • • •   • • • •   • • • •

## Just For You By Manya Khan

میں بیٹھی ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی کہ اچانک ہی گاڑی کا دروازہ کھول کسی نقاب پوش نے اسے زبردستی کھینچتے ہوئے باہر نکالا - اس نے دیکھا مثل اور ہمدان شاپ سے باہر نکل ہی رہے تھے - لیکن ان کا رخ دوسری جانب تھا

اس سے پہلے کہ بچاؤ بچاؤ چیخ کر انہیں اپنی جانب متوجہ کرتی وہ نقاب پوش اس کے منہ پر کلورو فارم والا رومال رکھتا اسے چپ کروا گیا تھا اور وہ اگلے ہی لمحے بے ہوش ہو گئی - مثل اور ہمدان جیسے ہی گاڑی کے قریب پہنچے تو مول کو گاڑی میں نہ دیکھ دونوں ہی پریشان ہو گئے یہاں وہاں ڈھونڈنے سے بھی انہیں مول کہیں نظر نہ آئی تو جلدی سے وہ دونوں مال کے کمپیوٹر روم کی طرف بھاگے تاکہ وہاں سے سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ کر پتہ کر سکیں آخر

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مول کہاں گئی - سی سی ٹی وی فوٹیج سے وہ دیکھ چکے تھے کہ کوئی  
- نقاب پوش مول کو اغوا کر کے لے جا چکا تھا

وہ دونوں حیرت میں تھے کہ آخر یہ کون ہو سکتا تھا کیونکہ بزنس  
کی دنیا میں ان کا کوئی بھی دشمن نہیں تھا اور رہی بات بی ڈی کی تو  
بی ڈی کے اصل کو کوئی نہیں جانتا تھا - پریشانی کہ سبب ماتھے پر آیا  
پسینہ صاف کرتے حمدان نے جلدی سے ایان کو کال کی - وہ جانتا  
تھا کہ ایان اس پر بہت غصہ کرے گا کیونکہ اسی کے بھروسے تو  
مول کو ساتھ لے جانے کی اس نے اجازت دی تھی - تیسری بیل  
پر دوسری طرف سے فون ریسو کیا گیا - ہاں بولو ہمدان کیا بات  
ہے؟؟ دوسری جانب سے ایان کی مصروف سی آواز سپیکر میں  
گوونجی - جبکہ حمدان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اڈر وہ کیسے اسے مول  
کے اغواہ کی خبر بتائے - وہ... وہ... ایان وہ.. وہ - کیا وہ وہ لگا رکھی

ہے سہی سے بتاؤ کیا بات ہے - اس کو وہ وہ سے آگے نہ بڑھتے  
- دیکھ ایان سختی سے بولا

ایان وہ مول کسی نے کنڈیپ کر لیا ہے - انکھیں بند کیے وہ ایک  
دم اسے بتا گیا - کیا مطلب کیا بکواس کر رہے ہو - ایان نے غصے  
سے کہا جس پر حمدان اس ساری بات بتاتا چلا گیا - تم دونوں سے  
تو میں بعد میں نیٹوں گا پہلے میں مول کو ڈھونڈ لوں گھر پہنچوں تم  
دونوں بتاتا ہوں تم لوگوں کو گھر آ کر - غصے سے اسے کہتے کال  
کاٹتے وہ اپنے آفس سے باہر نکلا تھا اور اپنے فون پر کوئی لوکیشن  
آن کی جس سے اسے مول کا پتا چل رہا تھا کہ اس وقت وہ کہاں  
تھی - اس نے جو مول کو منہ دیکھائے کے تحفے میں لاکٹ دیا تھا  
اس میں ایک چپ تھی جس سے وہ کہیں بے چلی جاتی ایان کو  
پتا چل جاتا - گاڑی میں بیٹھ کر وہ لوکیشن کو فالو کر چکا تھا - یقیناً

اب اس شخص کی خبر نہیں تھی جس نے اس کی مول کو کڈنیپ  
----- کیا تھا

ایک بار پھر وہ کرسی پر بندھی ہوئی تھی۔ پچھلی بار کی طرح اس  
بار پھر اس کے ہاتھ اور پاؤں کرسی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔  
فرق اتنا تھا کہ پچھلی بار باندھنے والے اس کے لیے مسیحہ ثابت  
ہوئے تھے جبکہ اس بار نہ جانے اسے کون اغوا کر لایا تھا۔ وہ اس  
وقت ایک پرانی کھنڈر عمارت کے کسی کمرے میں موجود تھی جبکہ  
اسے یہاں لانے والا شخص نہ جانے کہاں جا چکا تھا۔ وہ آنکھوں میں  
خوف لیے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس وقت اسے اپنے سے  
زیادہ اپنے ساتھ پل رہے ننھے وجود کی فکر تھی۔ تقریباً ادھا گھنٹہ  
ہی گزرا تھا کہ اسے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ چونکہ

دروازہ بالکل اس کی کرسی کے سامنے تھا اسی لیے اندر داخل ہونے والی ہستی کو دیکھ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

ارم آپي !! اس کے لبوں سے ہلکی سی آواز نکلی جو کہ اس کے کانوں میں بھی بمشکل پہنچی تھی - ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ چلتی وہ اس کی کرسی کے پاس پہنچی - ہیلو ڈیر کزن جانتی ہوں تم بھی پریشان ہو رہی ہوگی کہ نہ جانے تمہیں کس نے اغوا کروا لیا - پریشان ہونے کی ضرورت ہے بھی کیونکہ تمہیں میں نے اغوا کروایا ہے پچھلی بار تو تم بچ گئی تھی لیکن اس بار میں تمہارا کام ہی تمام کروں گی - کیا ہے نا مجھے تمہارے چہرے پر خوشیاں اچھیں نہیں لگتیں بلکہ مجھے تم ہی اچھی نہیں لگتی پوری کی پوری زہر لگتی ہو میں جتنا تمہارا برا چاہتی ہوں تمہارا اتنا ہی اچھا ہوتا ہے - میں نے جب جب تمہارے ساتھ برا کرنے کی کوشش کی تم تب تب بچ گئی



لیکن اس بار میں تمہیں بالکل نہیں چھوڑنے والی بہت بڑا ہاتھ مارا - ہے نا تم نے اتنے بڑے بزنس مین کی بیوی بن گئی ہو

لیکن زیادہ دیر رہنے والی نہیں کیونکہ تم ہی زیادہ دیر تک اس دنیا میں رہنے والی نہیں - مول کے منہ کو سختی سے پکڑے وہ زہر اگل رہی تھی جبکہ مول اس کے پاگل پن کو دیکھ دل میں کسی مدد کے لیے دعا کر رہی تھی - اس سے پہلے کہ ارم اپنے ہاتھ میں پکڑی پسٹل کی گولیاں مول کے اندر اتارتی کوئی اندھی طوفان بنا کمرے میں داخل ہوا - ہوا کی تیزی سے وہ ارم کے پاس پہنچتا اس کے ہاتھ سے گن چھین چکا تھا - ارم ہکا بکا سی ابھی ہوئی کاروائی کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی - ایک نظر اپنے خالی ہاتھ کو دیکھتے

جس میں ابھی کچھ دی گن موجود تھی لیکن اب وہاں کچھ بھی موجود نہ تھا اس نے جلدی سے سامنے دیکھا جہاں ایان خوں خوار

انکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ یقیناً اب اس کی خیر نہیں تھی وہ  
- جلدی سے مول پر لعنت بھیجتی وہاں سے نو دو گیارہ ہوئی تھی  
لیکن وہ نہیں جانتی تھی وہ جتنا مرضی بھاگ لے بلڈی ڈیول کے  
شکنجے سے نہیں بچ سکتی تھی - ایان جلدی سے مول کی جانب متوجہ  
ہوا اور اس کی رسیاں کھولنے لگا - مول جو اس کے ا جانے پر شکر  
ادا کر رہی تھی لیکن اب اسے لگ رہا تھا کہ اب اپنی انکھوں کا راز  
اسے کھول دینا چاہیے اس بار تو وہ بچ گئی تھی اگلی بار کی کوئی گارنٹی  
نہ تھی اور ویسے بھی اب اس کے ساتھ ایک ننھی جان بھی تھی -  
اپنے خیالوں سے نکلتے اس نے ایان کی جانب دیکھا جو اس سے اس  
کے ٹھیک ہونے کا پوچھ رہا تھا - اہ میری انکھیں میرا سر وہ اپنی  
کنپٹیوں پر زور سے ہاتھ رکھتی زمین پر بیٹھ گئی - جبکہ ایان اس کو

یوں تڑپتا دیکھ جلدی سے نیچے بیٹھتے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ گیا

-

کیا ہوا مول اس کی آواز میں فکر ہی فکر تھی - ایان میری آنکھیں  
کچھ سفید سفید سا نظر آ رہا ہے - اللہ !! میری آنکھیں بہت درد کر  
رہی ہیں - اپنی آواز میں درد لاتے وہ بولی - جب کہ ایان کو سمجھ  
نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے - اگلے ہی لمحے وہ اسے اپنی گود میں اٹھاتا  
- وہاں سے جلدی سے باہر نکلا

.....

وہ اس وقت ہاسپٹل میں موجود تھا حمدان اور مثل بھی وہاں آچکے  
تھے - ان دونوں کی تو ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اس سے پوچھ  
سکیں آخر ہوا کیا ہے وہ تینوں ڈاکٹر کے آنے کا انتظار کر ہی رہے  
تھے کہ تبھی ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلی - ڈاکٹر کیسی ہیں میری

وائف؟؟ ایان نے جلدی سے اگے بڑھتے فکر مندی سے پوچھا -  
جبکہ ڈاکٹر اس نوجوان کی فکر پر دھیرے سے ہنس دی - فکر کی کوئی  
- بات نہیں ہے ماشاء اللہ آپ کی بیوی اور بچہ بالکل ٹھیک ہیں  
مسٹر ایان معجزے بہت کم ہوتے ہیں لیکن جب ہوتے ہیں تو انسان  
کی عقل کو بھی دنگ کر دیتے ہیں - بالکل ایسا ہی کچھ اج ہوا ہے  
مبارک ہو آپ کی بیوی کی بینائی واپس اچکی ہے - اب وہ بالکل  
ٹھیک ہیں - ڈاکٹر تو یہ کہہ کر جا چکی تھی - لیکن وہ تینوں حیرت  
سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے - جیسے ایک دوسرے سے  
پوچھنا چاہتے ہوں کیا تم نے بھی وہی سنا جو میں نے سنا - اور اگلے  
ہی لمحے وہ تینوں مول کے پاس روم میں موجود تھے جو انکھیں بند  
کیے ہاسپٹل بیڈ پر لیٹی تھی - ان تینوں کی موجودگی محسوس کر اس

جسٹ فور یو از مانیہ خان

نے اہستہ سے انکھیں کھولیں سب سے پہلی نظر اس کی حمدان اور  
- ایان پر گئی جو اس کے بیڈ کے پاس کھڑے تھے

ایان کو تنگ کرنے کا سوچ اس نے اپنے پاس کھڑے حمدان کا  
ہاتھ تھاما - اپ ایان ہیں نا؟؟ اپنے لہجے میں خوشی کا عنصر لاتے وہ  
بولی - جب کہ اس کے منہ سے نکلے الفاظ ایان کے تن بدن میں  
اگ لگا چکے تھے - اس نے اگلے ہی لمحے اس کے دائیں ہاتھ سے  
حمدان کا ہاتھ دور کرتے اپنی مضبوط گرفت میں لیا - مانتا ہوں بیگم  
کہ تم نے مجھے پہلے دیکھا نہیں لیکن پھر بھی میں یہ برداشت بالکل  
نہیں کروں گا - اپنے سخت لہجے میں وہ اسے بولتا ایک گھوری سے  
ہمدان کو بھی نواز گیا تھا جو کہ خود حیران اور پریشان کھڑا تھا - او

مائی گاڈ مول میری جان تم دیکھ سکتی ہو تم مجھے دیکھ سکتی ہو تم  
سب کچھ دیکھ سکتی ہو - مثل جو ان سب کو خاموشی سے دیکھ رہی

جس پر مول بھی دھیرے سے مسکرا دی - جلدی سے بتاؤ میں تمہیں کیسی لگی مطلب میں پیاری ہوں نا ویسے تو میں جانتی ہوں کہ میں بہت پیاری ہوں لیکن پھر بھی تم بتاؤ - ایک ادا سے اپنے کندھے پر ائے بالوں کو پیچھے کی جانب جھٹک کر کہتی وہ مول کو بہت پیاری لگی - ہاں بالکل اپ بہت پیاری ہو - مول نے مسکرا کر کہا - وہ سب واقعی بہت خوش تھے انہیں خوش دیکھ مول کو شرمندگی ہوئی کہ اس نے اتنے دن سچ ان سے چھپا کر رکھا - لیکن - جو ہو گیا اسے بدلہ تو نہیں جاسکتا ہاں لیکن اب وہ مطمئن تھی

• •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •

• •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • •



وہ بھی کچھ دیر میں گھر جانے والے تھے۔ اسی سلسلے میں مثل اور ہمدان ہاسپٹل کی کاغذی کارروائی مکمل کرنے گئے ہوئے تھے۔ وہ ہاسپٹل بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی کہ تبھی ایان جو موبائل پر بات کر کے ہٹا تھا اس کے قریب اتا اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ مول نے مسکرا کر اسے دیکھا اور ایان کو ایسے لگا جیسے اس سے زیادہ خوبصورت لمحہ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے دل کی خواہش پوری ہو گئی تھی جو اس نے مول کو پہلی مرتبہ دیکھتے کی تھی ہاں آج اس نے اپنی پیاری بیوی کی خوبصورت آنکھوں میں اپنا عکس دیکھا تھا۔ اس نظارے پر قربان ہوتے اس کی دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا تھا جس پر مول شرما کر چہرہ جھکا گئی۔ تمہیں پتہ ہے مول مجھے سمجھ نہیں رہا میں اپنے اللہ کا شکر کیسے ادا کروں وہ دن بدن مجھے بڑی سے بڑی نعمت سے نواز رہا ہے بے شک میرا رب

مجھ پر بہت مہربان ہے - اس کی گود میں رکھے اس کے ہاتھ کو  
- ایان نے اپنے ہاتھ میں لیتے لبوں سے چوم کر کہا  
جس پر مول نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اپ کو پتہ ہے میری  
بھی خواہش تھی کہ میں اپ کو جی بھر کر دیکھوں اور دیکھیں  
میرے اللہ نے میری بھی خواہش پوری کر دی - مجھے یقین نہیں ا  
رہا کہ میں اپنی خوشی کا اظہار کن الفاظ میں کروں - اپ بہت  
پیارے ہیں ایان اپ کی آنکھیں اپ کی ناک اپ کا چہرہ اور اپ  
کی یہ بیرڈ اس کے چہرے کے حصوں پر ہاتھ رکھتی بولی جب کہ  
اس کی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے ہاتھوں پر چُجھن محسوس کرتے وہ کھکھلا  
کر ہنسی اور ایان کے دل سے ایک ہی آواز آئی کاش یہ لمحہ یہیں ختم  
جائے - وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے میں مگن تھے کہ تبھی  
مشل اور ہمدان دروازہ ناک کرتے اندر آئے - تمام کاغذی کاروائی

•• ••• ••• •••• ••• ••• ••• ••• ••• •••

•• ••• ••• •••• ••• ••• ••• ••• ••• •••

[illegible]

وہ اس وقت بیڈ پر پھوپھو کے سینے سے لگی بیٹھی رونے میں مصروف تھی۔ جبکہ پھوپھو خود بھی نم آنکھیں لیے اسے چپ کروا رہی تھیں۔ انہیں خود پر افسوس ہو رہا تھا کہ آخر کیوں وہ اپنے بھائی کی باتوں میں اکر یہ یقین کرتی رہی کہ مول یہاں ٹھیک ہے۔ اچھا میری جان چپ ہو جاؤ پھوپھو اگئی ہیں نا میرا بیٹا چپ کر جاؤ۔۔۔ اس کے سر پر بوسہ دیتے وہ نم لہجے میں بولیں

باقی سب لوگ بھی وہیں کمرے میں موجود تھے اور ان دونوں کو یوں ایمو شنل ہوتا دیکھ ایان کو چھوڑ سب کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ حمدان تو مثل کے کندھے سے لگتا پروپر رویا تھا جبکہ مثل اس پھولن دیوی کو دیکھ خود حیران تھی۔ پھوپھو کے سینے سے لگے وہ کب نیند کی وادیوں میں اتر گئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔ سب لوگ اس

• •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • • •   • • • •   • • •   • • •   • • • •   • • • •

• •   • • •   • • •   • • •   • • •   • • • •   • • • •   • • •   • • •   • • • •   • • • •

295 | Page

تم دونوں جانتے ہو اج میرا ارادہ تم دونوں کو سخت سے سخت سزا دینے کا تھا لیکن اج جو مجھے خوشی ملی ہے اس خوشی کے صدقے میں تم دونوں کو اس بار معاف کر رہا ہوں - لیکن تم دونوں اب اس لڑکی کو میرے پاس لاؤ گے جس نے میری مول کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی - اور یہ کام تم لوگوں کو اج رات ہی کرنا ہے - ہمیں منظور ہے تم بے فکر ہو جاؤ اسے لانا ہمارا کام بی ڈی کی بات پر وہ جلدی سے بولا - جبکہ مثل نے بھی تھمز اپ کا اشارہ کرتے اسے یقین دلایا کہ کام ہو جائے گا

.....

دیکھو تمہیں خدا کا واسطہ مجھے معاف کر دو میں میں اج کے بعد کبھی بھی مول کا برا نہیں چاہوں گی پر پلیز مجھے معاف کر دو - اس نے اپنے سامنے کھڑے ایان حمدان اور مثل کے سامنے ہاتھ



جوڑتے کہا - جس کا ان تینوں پر کوئی اثر نہ ہوا - مثل لگ جاؤ کام  
پہ - ایان مثل سے کہتا ٹارچر روم میں پڑی کرسی پر بیٹھ چکا تھا -  
جبکہ حمدان بھی اس کے ساتھ جا کر کھڑا ہو چکا تھا - مثل نے اپنے  
ہاتھ میں پکڑا ہنٹر زور سے زمین پر مارا جسے دیکھ ارم کی زوردار چیخ  
نکلی - نہیں پلیز نہیں وہ روتے ہوئے التجا کرنے لگی - لیکن اگلے ہی  
لمحے پورا ٹورچر روم اس کی چیخوں سے گونج اٹھا - مشعل بنا رکے  
- پے در پے اس پر ہنٹر برسا رہی تھی

اس لڑکی پر تو اسے بھی بہت غصہ تھا آخر اس نے دوست کو نقصان  
پہنچانے کی کوشش کی تھی - اگلے ادھے گھنٹے میں ارم ہنٹر کا وجود  
درد برداشت کرتا وہیں زمین پر بے ہوش پرا تھا - جبکہ وہ تینوں  
اس کے نیم مردہ وجود پر ایک نظر ڈالتے وہاں سے جا چکے تھے -  
ہنٹر کی مار کے دوران ارم کے منہ سے نکلی چیخوں نے ایان کے

وجود میں ایک سرور برپا کیا - آخر اس لڑکی نے اس کی بیوی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی اور اب وہ خود جیسے تکلیف میں ترپ رہی تھی ایان کو مزہ دے گئی تھی - بے شک وہ اپنی بیوی پر - بری نظر رکھنے والوں کی روح تک کو نہیں بخشنے والا تھا

.....

تم ٹھیک ہونا انکھوں میں درد تو نہیں ہو رہا؟؟ ایان کے پوچھنے پر مول نے گھورتے ہوئے اسے دیکھا یہ کوئی اس کا کل سے سویں دفعہ پوچھنا تھا - کیا ہو گیا آپ کو ایان میں نے آپ سے کہا نا میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں - مول کے تسلی دینے پر ایان پر سکون ہوتا ہ اس کے ساتھ بیڈ پر نیم دراز ہو گیا - اچھا مول مجھے ایک بات تو بتاؤ تمہاری وہ کزن ہمیشہ

تمہارے ساتھ کچھ نہ کچھ برا کرتی اتی ہے اگر تمہیں موقع ملے  
- اسے کوئی سزا دینے کا تو تم کون سی سزا دو گی  
اس کا چہرہ اپنی آنکھوں کے فوکس میں رکھتے ایان نے پوچھا -  
جب کہ مول اس کی بات پر حیران ہوتی اسے دیکھنے لگی - کیا  
مطلب میں سمجھی نہیں کچھ !! اس نے نا سمجھی سے پوچھا - اس میں  
نہ سمجھنے والی کون سی بات ہے میں تم سے یہ پوچھ رہا ہوں اگر  
تمہیں کبھی موقع ملے اپنی اس کزن کو سزا دینے کا تو تم کون سی  
سزا دو گی - اس نے پھر سے اپنی بات دہرائی - نہیں میں اسے  
کوئی سزا نہیں دوں گی میں کون ہوتی ہوں سزا دینے والی سزا دینے  
والی ذات تو میرے اللہ کی ہے ہاں لیکن اگر میرے بس میں ہوتا  
تو میں اتنا ضرور کرتی کہ اسے اپنی زندگی سے کہیں دور بھیج دیتی  
جہاں وہ کبھی بھی مجھ تک پہنچ کر میری خوشیاں مجھ سے نہ چھینتی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مجھے ان لوگوں سے کچھ نہیں چاہیے نہ اپنے بابا کی جائیداد نہ گھر  
بس مجھے اپنی زندگی میں سکون چاہیے - مول کے جواب پر ایان  
- نے حیران ہو کر اسے دیکھا

یعنی اس نے تمہارے ساتھ اتنا کچھ کیا لیکن پھر بھی تم اسے کوئی  
سزا دینا نہیں چاہتی حیرت ہے - اسے واقعی حیرت ہوئی تھی جبکہ  
مول اس کے حیران ہونے پر مسکرا دی - نہیں ایان میں نے  
ویسے بھی اپنا معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑ دیا ہے اور بے شک وہ  
بہترین فیصلہ کرنے والی ذات ہے - اس نے بڑی خوبصورتی سے  
- اسے جواب دیا جس پر ایان بھی مسکرا دیا

.....

وہ اس وقت ٹارچر روم میں ارم کے سامنے بیٹھا تھا جو بے حال سی  
زخموں سے چور جسم لیے درد سے کراہتے دیوار کا سہارا لیے بیٹھی

تھی - جبکہ ایان اس کے سامنے کرسی رکھے بیٹھا تھا - جانتی ہو میں نے کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا اس کا اندازہ تو تمہیں کل ہی ہو گیا ہو گا کہ تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے سزا دینے کی بجائے میں نے اپنی بہن سے تمہیں سزا دلوائی - مگر یہ یقین جانو لڑکی تم دنیا کی وہ واحد لڑکی ہو جسے دیکھ کر میرا دل کرتا ہے تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے لوں اور یقین مانو میں ایسا کر بھی گزرتا اگر میری بیوی نے تمہیں نہ بخشا ہوتا

جاؤ اپنی بیوی کے صدقے تمہیں معاف کیا لیکن ایک بات یاد رکھو تم مجھے اب یہاں اس شہر میں تو کیا اس ملک میں بھی نظر نہیں انی چاہیے ہو تو جتنی جلدی ہو سکے اپنے ماں باپ کو لو اور یہ ملک چھوڑ کر چلی جاؤ ورنہ یاد رکھنا میں اپنی بیوی کی کہی بات بھی نہیں مانوں گا بے شک وہ تمہیں سزا نہیں دینا چاہتی لیکن اگر میرا دماغ گھوما تو

●● ●● ●●● ●●● ●●● ●●● ●●● ●●● ●●● ●●● ●●●

## Just For You By Manya Khan



بڈی پچھلے پانچ منٹ سے تم خاموشی سے بیٹھے نہ جانے کیا سوچ رہے ہو بولو بات کرنی تھی یوں خاموش رہ کر سسپنس کریپٹ نہ کرو۔

تمہیں پتہ ہے مجھے یہ بالکل پسند نہیں اب جلدی سے بولو کیا بات ہے۔ مثل نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ مثل دراصل میں اور ایان چاہتے ہیں کہ اب تمہاری بھی شادی کر دی جائے۔ آخر اس نے الفاظ کو ترتیب دیتے اس سے کہا۔ کیا مطلب شادی مجھے شادی نہیں کرنی بالکل بھی نہیں کرنی مجھے تو یہیں رہنا ہے اپ دونوں کی بیویوں کو اپ کے خلاف کرنا ہے۔ مول کو تو میں ایان بھائی کے خلاف نہیں کر سکتی کیونکہ جانتی ہوں پھر سزا مجھے ہی ملے گی۔ لیکن تم یہ مت سوچنا میں تمہیں بخش دوں گی انے دو مناہل کو دیکھنا کیسے روز روز تمہاری اس سے لڑائی کرواؤں گی تم دونوں کو

جسٹ فور یو از مانیہ خان

لڑتا دیکھ مجھے مزہ اے گا ایسی ایسی باتیں سیکھاؤں گی کہ تنگ آکر  
تم اپنے بال نوچنے پر جاؤ گے - حمدان کی بات کو سیریس نہ لیتے  
- وہ اپنی ہی سوچوں سے اگاہ کرنے لگی

بی سیریس مثل میں مزاق نہیں کر رہا بلکہ میں نے اور ایان بے  
تمہارے لیے لڑکا بھی ڈھونڈ لیا ہے - حمدان کی لڑکے والی بات پر  
مثل تو صدمے میں ہی چلی گئی تھی - کون لڑکا کس لڑکے کی بات  
کر رہے ہو مثل کے چیختے ہوئے پوچھنے پر ہمدان نے ایک گہرا  
سانس ہوا کے سپرد کیا - وہ جانتا تھا احمد کا نام سن کر وہ کافی ویلا  
مچائے گی اور وہی ہوا حمدان نے ابھی احمد کا نام لیا ہی تھا کہ مثل  
چیختی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی - کیا احمد وہ چور بالکل نہیں میں اس سے  
شادی نہیں کرنے والی بالکل نہیں بالکل نہیں سوچیے گا بھی مت -  
- وہ دونوں ہاتھ نفی میں ہلاتے بولنے لگی

وہ بہت اچھا لڑکا ہے تمہیں خوش رکھے گا اور ویسے بھی دیکھو نا وہ یہاں اتا جاتا رہتا ہے تو تمہیں مسئلہ نہیں ہوگا جب دل کرے گا تم میں مناہل کو میرے خلاف بھڑکا سکتی ہو ذرا بھی تمہیں مسئلہ نہیں ہوگا پھر دیکھو تمہاری تو اس دن انٹی سے کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی نا یقیناً وہ تمہارے لیے بیٹ ہے اور میری جان شادی تو کرنی ہی ہے تو پھر احمد سے کیوں نہیں اور ویسے بھی وہ تمہیں پسند کرتا ہے - وہ جو غیر دلچسپی سے ہمدان کی باتیں سن رہی تھی پسندگی والی بات پر انکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی - کیا کہا پسند؟؟

اپ سے کس نے کہہ دیا کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے؟؟ حیرت کی بات ہے اور اپ نے اسے کچھ کہا نہیں جب وہ آپ لوگوں کے سامنے پسندگی کا اظہار کر رہا تھا ارے تم میرے بڑی ہو تمہارا کام

تھا کہ تم اس کے دو تین دھر دیتے آخر وہ کیسے یہ حرکت کر سکتا  
- ہے مجھے مثل کو مثل خان کو پسند کرتا ہے

وہ غصے سے بولنے لگی جب کہ ہمدان نے اپنی پاگل بہن کی  
حرکتوں پر نفی میں سر ہلایا وہ واقع ہی پاگل تھی اور بی ڈی ٹھیک  
کہتا تھا اس پاگل کو احمد اچھے سے سنبھال لے گا - بس میں تم سے  
کہہ رہا ہوں نا وہ تمہارے لیے پرفیکٹ ہے تو کیا تمہیں اپنے  
بھائیوں کے فیصلے پر اعتراض ہے کیا تمہیں شک ہے کہ ہم  
تمہارے لیے بہترین فیصلہ نہیں کریں گے؟؟ جب کہیں سے بھی  
کام بنتا نظر نہیں آیا تو ہمدان نے اسے ایموشنل بلیک میل کرنا چاہا  
اور وہ واقعی ہی ہو گئی نہیں نہیں مجھے یہ یقین ہے کہ میرے بھائی  
کبھی بھی میرے لیے غلط فیصلہ نہیں کریں گے ٹھیک ہے اب جس  
کے ساتھ چاہو میری شادی کر دو - لیکن میری ایک شرط ہے اگر

یوں تمہاری اور مناہل کی شادی کے دنوں میں میری شادی کا خیال  
ایا ہے تو ضرور ایان بھائی اور تمہارا یہی موڈ ہو گا کہ میری شادی  
تمہاری شادی کے ساتھ ہی کر دی جائے اور مجھے یہ منظور نہیں  
میری شرط یہی ہے کہ تمہاری شادی پر میری شادی نہیں رکھی  
جائے گی اور ابھی مجھے رخصتی بھی نہیں کرنی ہاں اگر آپ لوگوں کو  
لگتا ہے میں اپنی بات سے مکر جاؤں گی تو آپ لوگ میرا نکاح کروا  
سکتے ہیں لیکن وہ بھی تمہاری شادی پر بالکل نہیں کیونکہ مجھے تمہاری  
شادی انجوائے کرنی ہے یا پہلے کروا دو یا بعد میں لیکن تمہاری شادی  
پر بالکل نہیں - وہ دو ٹوک لہجے میں کہتی اسے مسکرانے پر مجبور کر  
گئی۔

ہاں یہ اتنی بڑی بات نہیں تھی اسے اپنی بہن کی یہ شرط منظور تھی  
ٹھیک ہے میں ابھی جا کر ایان کو بتاتا ہوں یہ یقیناً وہ تمہارے فیصلے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

سے خوش ہو گا اور تمہاری یہ شرط بھی ہمیں منظور ہے - وہ کھڑا  
ہوتا اس کا ماتھے پر بوسہ دے کمرے سے باہر نکل گیا - جبکہ مثل  
کمرے میں بیٹھی احمد کے بارے میں سوچنے لگی اور یقیناً یہ سوچ  
- اچھی تو بالکل بھی نہیں تھی

احمد اور اس کے والدین رشتے کے متعلق بات کرنے پہنچ چکے تھے  
انہیں بھی اپنے بیٹے کی پسند دل و جان سے عزیز تھی - رشتے کی  
بات طے کرتے وہ نکاح آنے والے جمعہ پر رکھ چکے تھے اور رخصتی  
دو ماہ بات کی تہ کی گئی تھی - پھوپھو اور پھوپھا جی تو مول اور  
مثل کے ساتھ کمرے میں باتوں میں مصروف تھے جب کہ ایان  
حمدان اور احمد باہر لان میں ٹہلتے بزنس کے متعلق باتیں کر رہے  
تھے - کہ تبھی احمد کے فون پر ایک ان نون نمبر سے کال آنے  
لگی انڈ کرنے کے بعد سامنے سے کہے گئے الفاظ سن احمد نے ٹھیک



ہے کہہ کر کال کاٹ دی جبکہ اس کا چہرہ ایک دم اداس ہو گیا۔ کیا  
- بات ہے احمد کس کی کال تھی حمدان نے فکر مندی سے پوچھا  
پولیس اسٹیشن سے کال تھی اس نے گہرا سانس بھرتے کہا۔  
خیریت پولیس اسٹیشن سے کیوں؟؟ اس بار ایان نے پوچھا۔ مامو  
مامی اور ارم جس ٹیکسی میں سفر کر رہے تھے اس ٹیکسی کا بہت برا  
ایکسیڈنٹ ہوا ہے باڈی بھی بری طرح جل گئی پولیس انسپیکٹر کا کہنا  
تھا کہ باڈی کی حالت اتنی بری تھی کہ انہیں فوراً دفن کر دیا گیا۔  
احمد کے بتانے پر ایان اور حمدان نے ایک دوسرے کو حیرت سے  
دیکھا۔ ہاں تمہارا اداس ہونا بنتا ہے آخر وہ تمہارے مامو مامی تھے  
لیکن کیا کر سکتے ہیں۔ احمد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ایان نے کہا۔  
نہیں میں اداس نہیں ہوں۔ احمد نے فوراً کہا۔ کیا مطلب؟؟ ایان  
نے حیرت سے پوچھا۔ میں اداس نہیں ہوں میں بس اپنے اللہ کی

قدرت کے بارے میں سوچ رہا تھا بے شک وہ ہر گنہگار کو اس کے گناہ کی سزا اسی دنیا میں دے دیتا ہے - احمد کی باتیں ان کے سر پر سے گزر رہی تھیں - تم کہنا کیا چاہتے ہو کھل کر کہو

ایان نے الجھتے ہوئے کہا؛ تمہیں یاد ہے ایان میں نے مول کو بتایا تھا کہ میں نے مامو مامی کی باتیں سنی تھی اس کو بیچنے کے بارے میں - اس نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا - ہاں مجھے یاد ہے تو؟؟ اس نے الجھتے ہوئے جواب دیا میں نے تب کچھ اور بھی سنا تھا - کیا سنا تھا؟؟ احمد کے کہنے پر حمد ان تجسس سے بولا - یہی کہ چھوٹے ماموں ممانی کا کار ایکسیڈنٹ قدرتی طور پر نہیں ہوا تھا بلکہ جان بوجھ کر کرکروایا تھا - اور کروانے والے کوئی اور نہیں

وہی تھے اپنے بھائی کی جائیداد پر نظر تھی ان کی اپنی ساری جائیداد تو وہ اپنی عیاشیوں میں اڑا چکے تھے جبکہ اپنے بھائی کو کامیاب دیکھ

ان سے رہا نہ گیا اور انہوں نے ایک پلان بناتے ان کا ایکسیڈنٹ کروا دیا خوش قسمتی سے بچ گئی لیکن ان کا ارادہ موئل کو بھی مار دینے کا تھا۔ اسی لیے تو انہوں نے موئل کو اپنے پاس رکھا لیکن جب وکیل سے انہیں پتہ چلا کہ چھوٹے ماموں نے بہت پہلے ہی اپنی جائیداد موئل کے نام کر دی تھی جو اس کے 18 سال کے ہونے کے بعد ہی اسے ملنے والی تھی۔ اسی لیے انہوں نے موئل کے بڑے ہونے کا انتظار کیا اور اس کی اٹھارویں سالگرہ کے دو ماہ بعد ہی اسے بیچ دیا۔

جب موئل ہوگی ہی نہیں تو ساری جائیداد ان کے پاس ہی ہوگی۔ احمد کی باتوں نے ایان اور حمد ان کا سر گھما دیا تھا۔ کیا واقعی وہ لوگ اس قدر لالچی اور بے رحم تھے لیکن ہاں ان کے پاس بھی تو ایسے رشتے تھے ان دونوں نے بھی تو ایسے رشتے دیکھے تھے یہاں

تو پھر بات سوتیلے کی تھی - انہوں نے تو سگے رشتے کے زہر کو دیکھا تھا - صحیح کہتے ہیں کہ تم جو بوتے ہو وہ یہیں کاٹ کر جاتے ہو - احمد کے کہنے پر انہوں نے ہاں میں سر ہلایا - صحیح کہا تم نے لیکن میرے خیال سے ہمیں یہ بات مول کو نہیں بتانی چاہیے - ایان کے کہنے پر احمد نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا - ہاں بالکل میرا بھی یہی ارادہ ہے اس نے مسکراتے ہوئے کہا - جس پر ایان - نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے اسے دلا سے دیا

.....

وہ افس سے اج جلدی ہی گھر آگیا تھا کمرے میں داخل ہوتے خالی کمرے نے اسے منہ چڑھایا - اج پھر خالی کمرہ دیکھ اس کا دماغ گھوما - ایک تو جب سے اس کی بیوی کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوئی تھیں وہ کمرے میں ٹک کر بیٹھتی ہی نہیں تھی - غصے سے ٹائی

ڈھیلی کرتے اس نے اتار کر صوفے پر پٹنی اور کمرے سے باہر نکلتا  
اپنی چھوٹی سی بیوی کو ڈھونڈنے لگا۔ جس نے اس کی ناک میں دم  
کر رکھا تھا ہر جگہ چیک کرتے آخر میں اس نے مثل کے کمرے کا  
- رخ کیا اور اسے یقین تھا کہ وہ وہیں پر موجود ہوگی

مثل کے کمرے کا دروازہ کھولتے سامنے کا منظر دیکھ اس کا پارہ  
ہائی ہوا تھا کیونکہ سامنے اس کی بیوی مثل اور ہمدان کے ساتھ مل  
کر چٹخارے لے لے کر گول گپے کھا رہی تھی۔ دروازہ کھلنے کی  
اواز پر ان تینوں نے حیرت سے دروازے کی جانب دیکھا لیکن  
وہاں کھڑی ہستی کو دیکھ ان تینوں کو 440 واٹ کا جھٹکا لگا تینوں نے  
منہ میں موجود گول گپے کو مشکل سے نگلا۔ وہ غصے سے اگے بڑھتا  
مول کا ہاتھ تھام سے باہر لے گیا۔ جبکہ مول کو اب اپنی فکر لگ  
چکی تھی ایان نے اسے سختی سے اس طرح کی چیزیں کھانے سے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

منع کیا تھا لیکن کچھ کھٹی چیزیں اسے شروع سے پسند بہت تھی اور کچھ اب اس کی حالت ایسی تھی کہ چٹپٹی چیزیں کھانے کا اس کا - اور دل چاہتا

مول کی تو پھر بچت ہو جانی تھی کیونکہ اس نے بس تھوڑا سا معصوم منہ بنانا تھا اور وہیں ایان نے پگھل جانا تھا - لیکن یہ بات تو طے تھی کہ اس بار مثل اور ہمدان کی خیر نہیں تھی وہ جانتا تھا کہ گول گپے لانے والے مثل اور ہمدان ہی تھے حالانکہ ان دونوں کو اس نے سختی سے منع کیا تھا مول کو کچھ بھی الٹا سیدھا دینے سے منع کیا تھا - منع کیا تھا نہ میں نے تمہیں کہ تمہیں کوئی بھی ایسی چیز نہیں کھانی جس سے تمہاری طبیعت خراب ہو - کیوں نہیں سمجھ اتی تمہیں میری بات مول یہ لاسٹ وارنگ تھی اور - میرا یقین کرو نیکسٹ ٹائم میں تمہیں بالکل بھی چھوڑنے والا نہیں



● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ●   ● ●

● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ●   ● ● ● ● ● ●   ● ●

## Just For You By Manya Khan

کہ ایان ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر وہی لان میں ہاتھ باندھے کھڑا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ مول کو وہ کمرے میں سلا کر اچکا تھا اور اس وقت مثل اور حمدان اس کے غصے کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ خدا کا واسطہ ہے ایان قسم کھاتا ہوں آج کے بعد کبھی بھی مول کو کچھ نہیں لا کے دوں گا کھٹی چیزیں تو دور کی بات ہے۔ بھاگ بھاگ کر تھک چکے حمدان نے رونے والے سے لہجے میں کہا۔ ہاں بھائی سچ میں آج کے بعد ایسا بالکل نہیں ہوگا پلیر اس بار معاف کر۔ دو۔ مثل بھی جلدی سے معافی مانگتے بولی

ٹائیگر واپس آ جاؤ۔ اس نے اپنے کتے کو آواز دیتے بلایا۔ جس پر وہ کتا مثل اور حمدان کے پیچھے دوڑنا بند کرتا اس کے پاس آ کر

پاؤں میں بیٹھ گیا۔ یہ لاسٹ ٹائم تھا میرے خیال سے تمہاری یہ سزا بہت ہے۔ آج کے بعد میری بیوی کو کوئی بھی الٹی چیز تھی تو

مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا جانتے ہو نا کہ اس کو اس حالت میں  
ہیلدی چیزیں دینی ہیں - اس نے سختی سے پوچھا جی جی ہم ہم سمجھ  
گئے آج کے بعد کوئی بھی الٹی چیز نہیں دیں گے ان کچھ بھی نہیں  
دیں گے - پلیز اب نہیں کچھ سزا چاہیے ہمیں کچھ خیال ہی نہیں  
کہ دولہے کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہو - ہمدان ہاتھ جوڑ کر  
اس سے بولتا مشعل کا ہاتھ تھامتا اندر بھاگ چکا تھا - جبکہ پیچھے  
- ایان مسکرا کر اپنے کتے کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا

.....

وہ سب اس وقت لاؤنچ میں بیٹھے گپ شپ کرنے کے ساتھ نیوز  
دیکھ رہے تھے - ویسے مول تم نے اور بھائی نے کوئی نام سوچا  
مطلب کہ کوئی لڑکی یا لڑکے کا نام انسان کا ہوتا ہے نا کہ اگر بیٹا  
ہوا تو یہ نام رکھے گا اور بیٹی ہوئی تو یہ نام رکھے گا تم نے اور بھائی

نے کوئی نام ڈیسائیڈ کیا - اچانک مثل کو نہ جانے کیا سو جھی کہ وہ ہاتھ گالوں پر ٹکائے مول سے ایکسائیڈ ہو کر پوچھنے لگی - جس پر مول نے شرماتے ہوئے نہیں کہا - جبکہ اس کا یہ شرمنا کسی نے گہری نظروں سے دیکھا تھا - کیا یار ابھی تک کوئی بھی نام ڈیسائیڈ نہیں کیا؟؟ مثل کو تو جیسے حیرت کا جھٹکا لگ چکا تھا - تو کیا ہوا اگر ان لوگوں نے ڈیسائیڈ نہیں کیا میں رکھوں گا آخر میں چاچا ہوں اور تھوڑا تھوڑا مامو بھی تو بھئی میں ہی نام رکھوں گا میں نے تو سوچ لیا ہے اگر بیٹی ہوئی تو میں اس کا زینب نام رکھوں گا پھر مول ایان کو زینب کے بابا زینب کے بابا کہہ کر بلائے گی - حمدان نے - شرارت سے کہتے زوردار قہقہہ لگاتے کہا لگایا

جس پر مثل نے پاس پڑا کشن اٹھا کر اس کی طرف زور سے پھینکا - ایان نے بھی اسے غصے بھری نگاہوں سے دیکھا - توبہ توبہ اچھی

بھلی محفل چل رہی تھی تم اپنی کوئی کھچ نہ مارو ہو ہی نہیں سکتا  
تمہیں پتہ ہے نا مجھے کتنے بری لگتی ہیں وہ ویڈیوز اور تم جان بوجھ  
کر ان کا ذکر میرے سامنے کرتے ہو - اور تم سے پوچھ کر نام تو  
بالکل نہیں رکھیں گے میں رکھوں گی نام کیونکہ میں پھوپھو بھی  
ہوں خالہ بھی ہوں اور ابھی کچھ دن تک مامی بھی بن جاؤں گی -  
- تو نام رکھنے کا حق بھی میرا ہی زیادہ ہے کیوں بھائی

ہمدان کو پہلے برا بھلا کہتے اس نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا اور آخر میں  
ایان کی طرف منہ کرتے اس سے اس کی رائے مانگی ہاں کیوں  
نہیں تم ہی رکھو گی نام ویسے بھی میں جانتا ہوں جو بھی نام رکھو گی  
اس میں ہمدان کی مرضی بھی شامل ہوگی آخر تم دونوں ایک  
دوسرے کے بغیر کوئی کام کر ہی نہیں سکتے یہ مجھ سے بہتر کوئی  
نہیں جانتا - ایان نے حامی بھرنے کے ساتھ اس کے اور ہمدان

کے لڑنے پر ٹونٹ کرتے کہا - جس پر وہ دونوں اپنے 32 دانتوں کی نمائش کرتے اسے بھی مسکرا نے پر مجبور کر گئے

جبکہ مول خود وہاں ان تینوں کی باتوں کو کافی انجوائے کر رہی تھی - وہ باتوں میں مصروف تھے کہ تبھی نیوز اینکر کل رات بلڈی ڈیول کے ہاتھوں ہوئے کمال پاشا کے قتل کی نیوز پڑھنے لگی - اللہ اللہ کیسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں کوئی ڈر کوئی خوف نہیں ہوتا کیسے بے خوفی سے لوگوں کا قتل کر دیتے ہیں مجھے تو نفرت ہے ایسے لوگوں سے جو انسان ہو کر دوسرے انسان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں - نیوز سننے پر مول غصے اور نفرت سے اپنی رائے دیتے بولی جس پر مشل اور ہمدان نے ایان کی طرف دیکھا - وہ خود اپنی نظریں مول پر ٹکائے ہوئے تھا جو بڑے غور سے نیوز اینکر کی باتیں سن رہی تھی -



کہ تبھی سکرین پر کمال پاشا کی لاش دکھائی جانے لگی جسے دیکھتے ہی مول اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بھاگی یقیناً ٹی وی پر دکھائے جانے والے خون کو دیکھ اس کا دل خراب ہونے لگا تھا۔ ایان کے اشارہ کرنے پر مثل بھی فوراً اٹھ کر اس کے پیچھے لپکی۔ تم نے دیکھا ایان مول کے چہرے پر کس قدر نفرت تھی اس قاتل کے لیے جو کہ یقیناً تم ہی ہو اور جب اسے پتہ چلے گا کہ بلڈی ڈیول جس سے ساری دنیا خوف کھاتی ہے وہ تم ہی ہو تو نہ جانے وہ کیسا ری ایکٹ کرے گی۔ حمدان نے پریشانی سے اسے کہا جو نہ جانے کن سوچوں میں گم تھا صحیح کہہ رہے ہو تم پہلے میں نے بھی سوچا تھا کہ اسے سب بتا دوں لیکن اب مجھے بھی ایسا لگ رہا ہے کہ اس سے چھپانے میں ہی بہتری ہے۔ ایان نے پرسوز لہجے میں کہا جس پر سمجھنے والے انداز

میں سر ہلایا - اسے بھی یہی بہتر لگ رہا تھا اور ویسے بھی اگر وہ مومن کو کچھ نہ بھی بتاتے تو اسے کیسے پتہ چلنا تھا بلڈی ڈیول کا خوف تو لوگوں میں موجود تھا لیکن کوئی بھی بلڈی ڈیول کی حقیقت نہیں جانتا تھا اور اسی لیے انہیں اس بات کا کوئی خطرہ نہ تھا کہ مول کو یہ بات کہیں اور سے پتہ لگ سکتی ہے - یہ سوچ وہ پرسکون بیٹھے تھے لیکن ہم جو سوچیں ہمیشہ وہی تو نہیں ہوتا سب کچھ پہلے سے طے ہوتا ہے جو ہماری قسمت میں لکھا ہوتا ہے اور ہم - اس سے انجان ہوتے ہیں

.....

مشمل اور احمد کا نکاح خیر و عافیت سے ہو چکا تھا ان کے نکاح کو دو دن ہو چکے تھے اور سب پھر سے حمدان اور مناہل کی شادی کی تیاریوں میں مگن ہو چکے تھے جن میں صرف ایک ہفتہ ہی باقی تھا

اس وقت معامل اور ایان مال میں موجود شاپنگ کر رہے تھے سب کی شاپنگ مکمل ہو چکی تھی سوائے ان دونوں کے وہ دونوں مختلف دکانوں میں کپڑے دیکھ رہے تھے کہ ان کی نظر وہاں موجود بچوں کے کپڑوں والی کولیکشن پر گئی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے - دکان اس جانب بڑھ گئے

ایان یہ کتنا پیارا ہے نہ - وہ وہاں سے ایک بے بی بوائے کا سوٹ اٹھاتی بولی - ہم پیارا ہے مگر تم تم بے بی بوائے کے کیوں دیکھ رہی ہو بے بی گرل کے دیکھو کیونکہ میری پرنسز آئے گی - وہ اس کے ہاتھ سے سوٹ پکڑ واپس رکھتا بولا - کیا مطلب بے بی گرل کے دیکھوں کیوں بھی میں تو بوائے والے دیکھوں گی کیوں کہ میرا بیٹا آئے گا - میرا پرنس ، ماما کی جان ، پیارا سا کیوٹ سا - وہ ایان کی بات کو رد کرتی خیالوں میں مگن اپنے بیٹے سے پیار کرتی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ہوئی بولی جس پر ایان نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے  
اسے ہوش کی دنیا میں لایا۔ بس کرو بیوی واپس آ جاو خیالوں سے  
یا پھر اپنے بیٹے کی شادی کروا کر ہی واپس آو گی۔ ایان کے خود پر  
ٹونٹ کرنے پر مول نے اسے گھور کر دیکھا۔ آپ تو بس جیلس  
- ہو رہے ہیں میرے بیٹے سے

دیکھنا جب وہ اس دنیا میں آئے گا نہ تو میں نے آپ کو فل اگنور  
کرنا شروع کر دینا ہے منہ بی نہیں لگاؤں گی آپ کو۔ وہ منہ  
چڑھاتے اسے بولی جس پر ایان نے اس کی قمر کے گرد بازو ڈال  
اسے اپنے قریب کیا جبکہ ایان کی پبلک پلس پر اس حرکت نے  
مول کو شرمندہ کیا تھا۔ وہ اسے معصوم سی گھوریاں ڈالتی خود سے  
دور کرنے کی کوشش کرنے لگی جس کا ایان پر کوئی اثر نہ ہوا۔  
میری جان یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ تم مجھے اگنور کر سکتی ہو۔

یقین کرو اگر تم نے ایسا سوچا بھی تو تمہاری معصوم جان کو ہی مشکل ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ تم ایسا بالکل نہیں چاہو گی - وہ اپنا منہ اس کے کان کے قریب کرتے سخت لہجے میں کہتا آخر میں کان کی لو کو آہستہ ہونٹوں سے چھوتا واپس ہٹا مگر کمر کے گرد بازو - ابھی بھی حائیل ابھی بھی کر رکھے تھے

اچھا نہ پیچھے تو ہٹیں پبلک پلیس ہے کوئی دیکھ لے گا - وہ ادھر ادھر دیکھتے اسے دور کرتے بولی جو اس کی گال پر لب رکھتا پیچھے ہٹا تھا مگر مول کو وہیں ساکت کر گیا تھا - اچھا چلو ایسے کرتے ہیں تم اپنے بیٹے کے لے شاپنگ کر لو اور میں اپنی بیٹی کر لیے کرتا ہوں کیوں کہ کام تو میرے والی ہی آئے گا پر تم فکر نہ کرو تمہارے والی بھی کام آئے گی پر نیکسٹ ٹائم اس بار مجھے بیٹی چاہیے پر نیکسٹ ہم بیٹا پلین کر لیں گے - آخر میری پرنسز کو کھیلنے کے لیے

بھی تو کوئی چاہیے نہ - وہ جو کانپتے ہاتھوں کو منہ پر پھیرتی نارمل ہونے کی کوشش میں کامیاب ہوئی ہی تھی کہ ایان کی اگلی بات پھر اسے شرمانے پر مجبور کر گئی تھی - وہ اسے گھورنا چاہتی تھی مگر - شرم و حیا سے لال ہوئے گال لیے نظریں بھی نہ اٹھا سکی

اسے اگنور کیے وہ وہ اپنے بیٹے کے لیے ڈریسز پسند کرنے لگی جبکہ ایان اسے ایک نظر مسکرا کر دیکھتا خود بھی اپنی پرنسز کے لیے شاپنگ کرنے لگا اور آدھے گھنٹے میں ہی وہ دکان میں موجود تمام بے بی گرلز کے ڈریسز پیک کروا چکا تھا - تمام ہیلپرز بھی حیرت سے اس خوب رو شخص کو دیکھ رہے تھے جو پوری دکان ہی اپنی بیٹی کے لیے خرید چکا تھا وہ سب اس خوش نصیب بچی کے لیے رشک - کر رہے تھے جسے اتنی محبت کرنے والا باپ ملا تھا



لیکن اگر انہیں پتا چل جاتا کہ ابھی وہ اس دنیا میں بھی نہیں آئی تھی بلکہ ابھی تو کنفرم بھی نہیں تھا کہ بیٹی ہی ہے یا بیٹا ہے تو وہ سب یقیناً بے ہوش ہو جاتے - موئل خود اسے صدمے سے دیکھ رہی تھی اس نے ابھی صرف چار یا پانچ ڈریس ہی پسند کیے تھے اور اس کا شوہر پوری دکان خرید چکا تھا اور تو اور تین چار سال تک کی بچیوں والے ڈریسز بھی پیک کروا چکا تھا - اسے اتنی محبت اور اور چاہت سے شاپنگ کرتا دیکھ اس کے دل نے بھی بیٹی کے لیے - دعا کی تھی

.....

وہ اسے پیلس چھوڑ کر خود آفس جا چکا تھا جبکہ گارڈ سارے بیگز اٹھا کر اندر لیجانے لگے - مثل تھوڑی دیر پہلے ہی یونی سے واپس آئی تھی اور اس وقت لاونچ میں رکھے صوفے پر لیٹی فون یوز کر

رہی تھی کہ تبھی گارڈز کو اتنے سارے شاپنگ بیگز لاتے وہاں رکھنے لگے وہ حیرت سے اٹھ کر بیٹھتی سارے بیگز کو دیکھنے لگی کہ تبھی مول بھی اندر آتی اس کے ساتھ پر بیٹھی تھی - آہ تھک گئی یار سچ میں کمر اور ٹانگیں کہہ رہی ہیں کہ اب اور ہمیں تکلیف مت دینا کھرے ہونے کی ورنہ ٹوٹ جائیں گی -

وہ صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر مثل کی جانب منہ کرتے بولی جو سارے بیگز گننے میں مگن تھی اور پھر گنتی ختم کوتے ہی وہ چیخ کر بولی - 53 بیگز !! تمہیں بھائی نے کچھ نہیں کہا اتنی شاپنگ کرنے مطلب بھائی کی تو جان جاتی ہے شاپنگ سے اور آج تم نے کیا حالت کی ہو گی میرے بھائی کی سوچ کر مزہ آرہا ہے وہ پہلے جو حیرت سے بول رہی تھی آخر میں چہرے پر مسکراہٹ لائے بولی جبکہ مثل کی بات پر وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی - بہن یہ ساری

شاپنگ میں نے نہیں تمہارے بھائی نے ہی کی ہے میرے تو صرف  
چھ یا زیادہ سے زیادہ آٹھ بھیڑ ہوں گے - اور حالت تمہارے بھائی  
کی نہیں بلکہ میری خراب کو گئی تھی انہیں اتنی شاپنگ کرتا دیکھ -  
اور جانتی ہو یہ ساری شاپنگ تمہارے بھائی نے کس کے لیے کی  
- ہے؟؟ وہ اسے بتاتی آخر میں شرارت سے پوچھنے لگی

مثل جس کے چہرے کی مسکراہٹ اس کی بات سن غائب ہوئی  
تھی اور پھر حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی اس کے سوال پر اسے  
سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی - اپنی پرنسز کے لیے کی ہے ساری  
شاپنگ - مول کے جواب کی اسے کوئی سمجھ نہیں آئی تھی - کیا  
مطلب پرنسز کون سی پرنسز؟؟ وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی - وہی  
جو ابھی اس دنیا میں آئی بھی نہیں ہے اور ابھی کنفرم بھی نہیں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ہے کہ پرنسز ہی ہے یا پرنس - مگر ان کو تو جیسے یقین ہے بیٹی کا  
-- وہ مسکرا کر اسے بتانے لگی

مشمل کو واقع حیرت ہوئی تھی کہ اس کا جو بھائی شاپنگ کے نام  
سے چڑھتا تھا اور انہی سے اپنی شاپنگ کرواتا تھا وہ بھائی یوں  
اتنی ساری شاپنگ کر لایا تھا اپنی بیٹی کے لیے - اپنے بھائی کی محبت  
اور بے چینی کا سوچ وہ مسکرائی تھی - چلو جلدی سے مجھے بھی  
دیکھا و ساری شاپنگ کیا کیا لیا ہے بھائی نے اپنی پرنسز کے لیے -  
وہ جلدی سے اٹھ کر بیگز کے پاس جاتی بے چینی سے بولی جس پر  
مول بھی مسکرا کر اس کے پاس آئی - ہا ہا دیکھو کیوں نہیں اور  
تمہیں مزے کی بات بتاؤں تمہیں رے بھائی نے تو اپنی بیٹی کے  
لیے میک اپ اور جیولری بھی ابھی سے لی ہے - وہ بیگز

• • • • •

• • • • •

وہ کتنی مرتبہ اسے بھی کھانے کے لیے آفر دے چکی تھی مگر وہ ہر بار مسکرا کر منع کر دیتا۔ مومل میری جان دیکھو میں آگئی۔

مشل جو آج جلدی ہی یونی آف کر کے آئی تھی اور سیدھا نوبل اور ایان کے کمرے کی جان آئی تھی ایک دم دروازہ کھولتے بولی جبکہ مول کو سامنے چنا چاٹ کھاتے اور گول گپے رکھے دیکھ اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ مول یہ سب تم پھر کھا رہی ہو جانتی ہو نہ بھائی کو پتا لگ گیا تو بہت برا پیش آئیں گے۔ وہ اس کے پاس آتے۔ پریشانی سے بولی۔ نہیں لگتا پتا بس تم بھی نہ پتانا

وہ بے فکری سے چاٹ کا ایک اور چیچ منہ میں رکھتی بولی۔ کس نے لا کر دیا ہے سب کچھ تمہیں؟؟ مشل جس نے احمد کو نہیں دیکھا تھا اس لیے پوچھنے لگی جبکہ مول نے چاٹ کی پلیٹ سائیڈ پر رکھتے گول گپے پاس کرتے احمد کی طرف اشارہ کر دیا جس پر اس نے احمد کی طرف دیکھا۔ احمد جو اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا اس کے جود کو دیکھنے پر آنکھ ونک کر گیا جس پر مشل کی دھڑکن رکی



وہ جو خود کو نارمل کرنے کے لیے بنا سوچے بولی تھی مگر جیسے ہی سمجھ آئی بنا ادھر ادھر دیکھے کمرے سے بھاگی تھی جبکہ مول اور احمد کے قہقہے نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا۔ اپنے کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند کرتے اس نے دروازے کے ساتھ ہی ٹیک لگا کر دل پر ہاتھ رکھتے دھرنوں کو کنٹرول کرنا چاہا جو آج الگ ہی - لہہ پر چل رہی تھیں

[illegible]

احمد جو مثل کے کمرے کے باہر کھڑا دروازہ کھولنے ہی لگا تھا کہ  
تبھی مثل بھی اندر سے باہر نکلی - تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟

جسٹ فور یو از مانیہ خان

اسے اپنے سامنے کھڑا دیکھ وہ کمر پر ہاتھ ٹکا کر آنکھیں چھوٹی کیے  
بولی - آخر شرمندگی بھی تو کم کرنی تھی - میں یہاں اپنی پیاری سے  
بیوی سے کہنے آیا ہوں کہ وہ بے بے فکر رہے میں اسے بھی ایسے  
ہی چٹپٹی چیزیں لا کر دوں گا وہ بس ابک بار رخصتی کروا کر یہ دن  
تو دیکھائے - وہ اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو پیچھے کرتے  
- شرارت سے بولا

تمہیں شرم نہیں آتی مجھ سے ایسی بات کرتے - وہ غصے سے اس کا  
ہاتھ جھٹکتی بولی - ہا ہا شرم کیسی میری جان تم بیوی کو میری تم سے  
ایسی باتیں نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا - اور ہاں اب شوہر  
ہوں یار تو آپ کہہ کر پکارا کرو - وہ کندھے اچکاتے بولتا آخر نہیں  
سیریس ہو کر کہنے لگا - اور وہ اسے بس گھور کر رہ گئی - ایک تو یہ  
دل کو پتا نہیں کیا ہو گیا تھا جو اسگ دیکھ کر دھڑکی ہی جا رہا تھا -

بلکل نہیں تم چل رہی کو مجھے آج اپنی بیوی کے ساتھ ٹائم سپنڈ کرنا ہے - وہ اس کی بات اگنور کرتے بولا - نہیں نہ مومل گھر اکیلی ہے یا تو اسے بھی ساتھ لے کر چلتے ہیں - مثل نے اس کے ساتھ اکیلے نہ جانے کے لیے بہانا بنایا - مومل نہیں جا رہی میں نے پوچھا تھا اسے وہ کہہ رہی تھی کہ اسے سونا ہے نید آرہی ہے اسے - وہ اسے بتاتا گاڈی میں بٹھانے لگا - جبکہ مثل بھی چپ چاپ بیٹھ گئی

••• ••• ••• ••• ••• ••• ••• ••• ••• ••• ••• ••• •••

وہ دونوں ریسٹورینٹ میں بیٹھے کھانا کھانے کے بعد اب آسکریم  
انجوائے کر رہے تھے کہ تبھی احمد کی نظر کسی پر گئی۔ او تیری خیر  
یہ یہاں کیسے؟؟ احمد کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ کیا ہوا کس کو  
دیکھ لیا؟؟ کون یہاں کیسے؟؟ مثل نے حیران ہو کر پیچھے مڑ کر  
دیکھنا چاہا پر احمد نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ نہیں نہیں  
- پیچھے مت دیکھنا یہاں آگئی نہ تو سارا موڈ خراب کر دے گی

احمد نے سر نیچے جھکائے ہوئے کہا۔ تو آجائے یہاں مسئلہ کیا ہے  
؟؟ اور یہ تم منہ کیوں چھپا رہے ہو؟؟ مثل نے شکی نگاہوں سے  
اسے دیکھتے پوچھا۔ یار یہ میرے بزنس پائرنر کی بیٹی ہے قسم سے  
اتنی کوئی چپکو قسم کی ہے کیا بتاؤں پیچھے ہی پر جاتی ہے میں تو اسے  
دیکھ رستہ بدل لیتا ہوں اسی لیے بول رہا ہوں اگر تمہیں کوئی شک

ہے تو لو میں نہیں چھپاتا منہ - احمد جھنجلائے لہجے میں بولتا سہی ہو  
- کر بیٹھ گیا

تبھی اس لڑکی کی نگاہ اس پر پڑی اور اگلے ہی لمحے وہ اپنی فرینڈز  
کو ایسکیوز کرتی ان کے ٹیبل پر آئی - ہائے احمد کیسے ہو یہاں کیسے  
آنا ہوا - اور یہ لڑکی کون ہے؟؟ روباب نے اس کے پاس پہنچ  
اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا - مثل کو تو جیسے آگ لگ گئی  
تھی اس کا ہاتھ احمد کے کندھے پر دیکھ کر جبکہ احمد نے اسے ایسی  
نگاہوں سے دیکھا کہ جیسے کہہ رہا ہو لو دیکھ لو اسی لیے کہہ رہا تھا -  
سب سے پہلے مس آپ اپنا ہاتھ ہٹائیں احمد کے کندھے سے وہ  
بلکل ٹھیک ہے شکل سے بھی لگ رہا ہو گا ، دوسری بات یہاں  
ریسٹورینٹ میں کوئی بلا وجہ تو نہیں آتا نہ کھانا کھانے ہی آتا ہے تو  
پوچھنے کی کیا تنگ بنتی ہے اور رہی تیسری بات میں احمد کی بیوی

ہوں آپ کو کوئی مسئلہ؟؟ اس سے پہلے کہ احمد کوئی خطاب دیتا  
مثلاً نے مسکرا کر کہتے روبات کو تو آگ لگا دی تھی - کیا مطلب  
بیوی؟؟ احمد تم نے شادی کب کی؟؟ اور میرا... میرا خیال نہیں  
آیا تمہیں؟؟ میں جو تمہارے آگے پیچھے پھرتی رہتی ہوں میرے  
بارے میں تم نے سوچا بھی نہیں کیا کی تھی مجھ میں - روبات کی تو  
- غصے کے مارے حالت بری ہو گئی تھی

کے علاوہ D اور وٹامن C کوئی کمی نہیں آپ میں سوائے وٹامن  
- اور اس کے لیے آپ کو مفید مشورہ دیتی ہوں دھوپ میں بیٹھ  
کر مالٹے کھایا کری آپ کو دھوپ سے وٹامن ڈی ملے گا اور مالٹے  
کھانے سے وٹامن سی ملے گا - لیکن دھوپ میں بیٹھ کر کیوں کہ  
ڈی کے بغیر سی نہیں ملتا اور سی کے بغیر ڈی نہیں ملتا - یو تمہاری  
ہمت کیسے ہوئی؟؟ میری بات ختم نہیں ہوئی - رباب کی بات بچ



میں کاٹ کر وہ آنیسکریم سے انصاف کرتی بولی جبکہ احمد خود مزے سے اپنی بیوی کی جیسی دیکھ رہا تھا۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ یقیناً تمہیں یہ ڈر ہو گا کہ دھوپ میں بیٹھنے سے رنگ کالا ہو جائے گا تمہارا تو فکر نہ کرو جیسے پہلے کریمیں لگا لگا کر گوری ہوئی تھی پھر - ہو جانا

اور تمہیں یہ بھی ٹیشن ہو گی کہ مالٹے کھانے سے گلہ خراب ہو گا تو میری جان پہلے کون سا تمہاری آواز کویل کے جیسے سریلی ہے بلکہ پھٹا ہوا ڈھول ہی ہے تو فکر نہ کرو - اور جاو یہاں سے تمہیں کسی نے شاید بتایا نہیں کہ میاں بیوی جب اکھٹے بیٹھے ہوں تو بیچ میں جا کر مداخلت نہیں کرتے - ان لوگوں نے بھی ہزار باتیں کرنی ہوتی ہیں جو کسی اور کے سامنے تو بالکل نہیں کر سکتے - آج تو مثل احمد کو بار بار حیران ہی کیے جا رہی تھی - تمہاری ہمت کیسے

ہوئی مجھے رباب منیر کو ایسے کہنے کی تم خود ہوئی ہو گی کریمیں لگا کر گوری میں نہیں اور تمہاری آواز ہو گی پھٹا ہوا ڈھول - وہ ابھی اونچی اونچی بول ہی رہی تھی کہ مثل ایک ہی دم اٹھتی اس کا بازو پکڑ کر مڑرتے ہوئے کمر کے پیچھے لیجاتی اسے ترپنے پر مجبور کر گئی تھی - سارے ریسٹورینٹ میں موجود لوگ ان کی جانب متوجہ ہو چکے تھے -

رباب کی دوستیں بھی جلدی سے ان کے پاس پہنچیں - آواز نیچی رکھ کر بات کرنا سیکھو لڑکی کیوں کہ مجھے عادت نہیں کسی کی اونچی آواز برداشت کرنے کی - اگر آرام سے بات کر رہی تھی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم مجھے ہلکے میں لے لو - یقین کرو میں اگر چاہوں نہ تو ابھی تمہیں ختم کر سکتی ہوں اور سب کے ہونے کے باوجود نہ تو کسی کو مجھ کو زرا سہ شک ہو گا اور نہ ہی کوئی ثبوت

ملے - اس کے بازو آہستہ آہستہ اور مڑورتے وہ اس کے کان کے قریب منہ کرتی چبا چبا کر بولی جو رباب کے علاوہ کسی کو سنائی نہیں دیا تھا - چھوٹو مثل کیا کر رہی ہو سب دیکھ رہے ہیں - چلو یہاں سے - احمد اسے رباب سے دور کرتے اپنے بازو اس کے کندھے کے گرد پھیلاتے ہوئے بولتا اسے ریسٹورینٹ سے باہر لیجانے لگا - جبکہ پیچھے رباب تو ابھی تک مثل کے الفاظ پر کانپ رہی تھی اور اس کی دوستیں اس کا بازو سہلا رہی تھیں جو پورا کا پورا لال ہو چکا تھا -

.....

پورا رستہ احمد نے اسے کچھ نہیں وہ جانتا تھا مثل غصے میں تھی - اسے اس کا یوں ری ایکٹ کرنا برا نہیں لگا تھا بلکہ اسے خوشی ہوئی تھی اس کے یوں جیسلس ہونے اور اپنے شوہر پر نظر رکھنے والی

عورت سے لڑنے پر - گاڑی پیلس کے باہر رکتے ہی وہ گاڑی سے  
باہر نکلنے لگی کی احمد نے اس کا ہانہ تھام لیا - مجھے اچھا لگا تمہارا  
میرے لیے پوزیسو ہونا - لگتا ہے تمہارے دل میں بھی میرے لیے  
کچھ کچھ ہوتا ہے - احمد کے شرارت سے کہنے پر اس نے اسے گھور  
کر دیکھا - کوئی کچھ کچھ نہیں ہوتا بس تم میرے شوہر ہو یعنی  
میرے ہو صرف میرے اور مجھے بالکل بھی پسند نہیں کہ میری کسی  
بھی چیز پر کسی کی نظر ہو تم تو پھر شوہر ہو اور کچھ بھی ..... اس  
سے پہلے وہ کچھ اور بولتی احمد آگے بڑھتا ایک شوخ سی جسارت  
- کرتا اس کو ساکت کر گیا

مثل کو تو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر ہوا کیا ہے ابھی اور جیسے ہی  
سمجھ آیا اس کے گال ایک دم لال ٹماڑ بنے تھے اور پلکیں لرزیں  
تھیں - بالکل تمہارا ہی ہوں میری جان اور تمہارا ہی رہوں گا ہمیشہ

[illegible]

343 | Page

جسٹ فور یو از مانیہ خان

لوگوں کو قریب بھی بھٹکنے دوں جس پر مناہل کی تگمری گھوری نے  
کام دیکھایا تھا جس پر حمدان کو بھی احساس ہوا کہ وہ کیا بول گیا  
ہے اور پھر شرمبده سا ہوتا مناہل کو اپنے بتیس دانتوں کی نمائش  
- دیکھا گیا

اللہ اللہ کر کے شادی کے رولے ختم ہوئے تھے اور حمدان کی  
جان کو سکون آیا تھا - مگر یہ تہہ تھا کہ سکون ابھی بھی نہیں آیا  
تھا - کیونکہ اس کی بیوی جو دیکھنے میں بہت معصوم تھی پر حقیقت  
میں مثل کی سہیلی ہونے کا پورا ثبوت دیتی تھی - شادی کو ابھی  
ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا کہ مثل اور مناہل نے مل کر اس کا سکون  
برباد کرنا شروع کر دیا تھا - مثل کے کہے کے مطابق اب تو واقع  
اس کا ابھی سے اپنے بال نوچنے کا جی کرتا - شکر تھا ایان نے



جسٹ فور یو از مانیہ خان

مشل کی شادی ٹائم سے تہہ کر دی تھی ورنہ یقیناً حمدان نے پاگل  
- ہو جانا تھا

.....

ایان آپ کو نہیں لگتا ہمیں حمدان بھائی کو ہنی مون پر بھیجنا چاہیے  
- آپ نے تو انہیں ہفتہ بھی آرام نہیں کرنے دیا شادی کے بعد  
دوسرے دن ہی آفس بلا لیا - بھلا کیا فائدہ گھر کے بزنس کا اگر  
چھٹی بھی نہ مل سکے - مول کے ناک چرہا کر کہنے پر ایان نے  
مسکرا کر اسے دیکھا اور آگے بڑھ کر اس کی چھوٹی سی ناک پر لب  
رکھے جسے وہ بات کرتے ہوئے بہت چڑھاتی تھی - بیگم ہمورے  
ہنی مون کے بارے میں کیا خیال ہیں آپ کے؟؟ دوسروں کا بعد  
میں سوچنا پہلے ہمارے بارے میں سوچو - اوہو ہم اب جاتے اچھے  
لگتے ہیں کیا نہیں آپ رہنے دیں ان کی نئی نئی شادی ہوئی ہے ان

کو بھیجیں - مول نے ایان کی بات پر سر پر ہاتھ مارتے اس کی  
- بات پر افسوس کرتے کہا

ہاہا تو میری جان ہماری شادی بھی ابھی ڈھائی ماہ ہی پرانی ہوئی  
ہے مطلب ابھی بھی نئی ہی ہے - اور ہنی مون پلین ہے سب کا  
مگر مثل اور احمد کی بھی شادی ہو جائے پھر سب مل کر جائیں گے  
- ایان نے اس کی گود میں سر رکھتے کہا - میں اس حالت میں کیسے  
جاؤں گی - مول نے پریشانی سے کہا - کیوں نہیں جاسکتی تم اس  
حالت میں؟؟ میں ہوں نہ تو فکر کیسی میں ہوں نہ تمہارا خیال رکھنے  
کے لیے - ایان کی بات پر وہ مسکرا کر سر جھکاتے اس کے ماتھے پر  
لب رکھ گئی - آپ بہت اچھے ہیں ایان پر ہم ہنی مون کی بجائے  
عمرہ کرنے جائیں گے ٹھیک ہے نہ - مول کی بات پر وہ دلکشی سے  
مسجراتا اس کا ہاتھ چوم گیا - میری جان یہی پلین ہے کہ پہلے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

عمرے پر جائیں گے اور پھر ترکی ہنی مون کے لیے - ایان نے  
- مسکراتے ہوئے اسے سارا پلین بناتا

دیکھا اسی لیے تو میں کہتی ہوں کہ آپ بہت اچھے ہیں کیوں کہ  
آپ میرے دل کی ہر بات جان جاتے ہیں - مول کے مسکرا کر  
کہنے پر ایان اوپر کو چہرہ کرتے اس کے ہونٹوں کو ہلکا سا چھوتا  
واپس سر اس کی گود میں رکھ گیا اور فرصت سے اس کا شرمانا دیکھنے  
لگا -

.....

حمدان کی شادی کو ایک ماہ ہو گیا تھا اور اب سب مثل کی شادی  
کی تیاریوں میں مگن ہو گئے تھے - وہ خود بھی بڑھ چڑھ کر شاپنگ  
کر رہی تھی - احمد کے لیے اس کے جذبات کب بدلے اسے خبر  
بھی نہ ہوئی تھی - شاید یہ نکاح کے دو بول کا کمال تھا کہ اب

اسے احمد کے بغیر خود کو سوچنا بھی سوہانِ روح لگتا تھا۔ اسے اور احمد کو آج شام شاپنگ پر جانا تھا شادی کا جوڑا لینے لیکن ابھی اس کی اور حمدان کی پیلس کے بیک لان میں ایان کے ہاتھوں کلاس لگی ہوئی تھی۔ مول لاونچ میں بیٹھی فروٹس کھا رہی تھی جو ابھی ملازمہ ایان کے کہنے پر اسے دے کر گئی تھی۔ وہ کھٹی چیزیں کھانے کے لیے ایان کو تنگ تو کرتی تھی مگر اپنے ڈائٹ پلین پر کوئی کوتاہی نہیں کرتی تھی جو جو اسے ڈاکٹر نے کھانے کے لیے کہا تھا وہ سب کھاتی تھی بس ایک بات نہیں مانتی تھی یعنی کھٹی چیزیں نہیں چھوڑتی تھی۔ ابھی وہ پلیٹ خالی کر کے بیٹھی ہی تھی کہ احمد کو آتا دیکھ حیران کو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہیں آپ اس وقت؟؟ آپ نے تو شام کو آنا تھا ابھی تو دوپہر بئی نہیں ہوئی۔ مول اس کے پاس جاتی حیرت سے بولی۔ ہاں آنا تو

شام کو ہی تھی مگر میرا دل ابھی آنے کو کیا تو آ گیا۔ کیوں کیا نہیں آ سکتا؟! ارے نہیں نہیں آ سکتے ہیں کیوں نہیں آ سکتے میں تو ایویں ہی پوچھ رہی تھی۔ احمد کے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھنے پر۔ مومل جلدی سے بولی جس پر وہ ہنس کر مومل کے بال بگاڑ گیا۔ نہ کریں نہ ابھی کنگھی کیے تھے۔ اچھا اگر آرہے تھے تو پھپھو اور پھوپھا کو بھی لیتے آتے۔ مومل اس کا ہاتھ سر سے ہٹاتی منا کرنے کے ساتھ بولی۔ نہیں وہ دونوں بابا کے کسی دوست کی طرف گئے ہوئے تھے اسی لیے میں اکیلا آ گیا۔ ویسے سب ہیں کدھر؟؟ مومل کو جواب دیتے وہ سب کا پوچھنے لگا مگر مومل جانتی تھی اصل میں وہ کس کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے۔ بیک لان میں ہیں ایان اور حمدان بھائی مثل بھی ساتھ ہی ہے۔ پہلے جان بوجھ کر صرف ایان اور حمدان کا بتاتے آخر میں مثل کا نام

جسٹ فور یو از مانیہ خان

شرارت سے لیتے وہ احمد کو ہسنے پر مجبور کر گئی تھی - چلو پھر  
- ہم۔ بھی چلتے ہیں - احمد کے کہنے پر وہ اس کے ساتھ چل پڑی

.....

بکواس بند کرو تم دونوں میں ہی پاگل تھا جو تم دونوں کو کام کہہ  
بیٹھا اور پھر یہ یقین کر لیا کہ تم دونوں بنا کسی لا پرواہی کے کرو  
گے کام - وہ اس وقت بہت غصے میں تھا اور ہوتا بھی کیوں نہ آج  
پہلی بار اس کا شکار اس کے تہہ کردہ وقت سے زیادہ جی لیا تھا -  
مشل اور حمدان کو اس نے یہ کام سونپا تھا کیوں کہ اگلا شکار ایک  
عورت تھی جو لڑکیوں کی سمگلنگ کرتی تھی ایک گینگ کو - کچھ  
مصروفیت کی بنا پر وہ مشل اور حمدان کے ساتھ نہیں جا سکتا تھا مگر  
مشل اور حمدان خود بھی نہیں گئے تھے دونوں ہی یہ بات بھول  
گئے تھے - اور اب شرمندگی سے بی ڈی کے غصے کا سامنا کر رہے



تھے - سوری بی ڈی ہم آج رات ہی اس عورت کا کام تمام کر دیں  
- گے

حمدان نے شرمندگی سے کہا - نہیں تم لوگ کچھ نہیں کرو گے اب  
اکیلے میں بھی اس بار ساتھ جاؤں گا - اس عورت کو اپنے ہاتھوں  
سے سزا دے گا بلڈی ڈیول سمجھے تم دونوں - ایان کے غصے سے  
کہنے پر ان دونوں نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا - ابھی ایان ان  
سے بات کرتا پلٹا ہی تھا کہ پیچھے احمد اور مول کو کھڑا دیکھ ان  
تینوں کی جان نکلی تھی - احمد اور مول کے چہرے سے صاف زاہر  
تھا کہ وہ ساری باتیں سن چکے تھے - ایان کو شدت سے اپنی غلطی  
کا احساس ہوا تھا کہ اسے یوں لان میں ایسے بات نہیں کرنی چاہیے  
تھی

.....

مول !! اس کے لبوں سے آہستہ آواز میں اس کا نام نکلا - حمدان  
خود پریشان ہو گیا تھا جبکہ مثل کی نظریں تو احمد کے بے یقین  
چہرے پر ٹکی تھیں - مول میری بات سنو میں تمہیں بتاتا ہوں اصل  
بات - وہ اس کے قریب جاتے بولا اور اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا جس پر  
وہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتی دو قدم دور ہوئی تھی - اس کے چہرے پر  
بھی احمد کی طرح بے یقینی تھی - دور رہیں مجھ سے دور رہیں - وہ  
- کانپتی آواز میں ہاتھ سے اشارہ کرتی بولی

مول پاس آو - تم جانتی ہو نہ مجھے کتنی نفرت ہے تمہارے یوں  
دور جانے سے - مول کا یوں دور ہونا اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگا  
تھا اسی لیے فوراً غصے سے بولا - نہیں آؤں گی - آپ قاتل ہو ،  
درندے ہو ، بے رحم انسان ہو - میں آپ کے قریب نہیں آؤں  
گی - وہ چہرے پر خوف سجائے بولی - مول میں کہہ رہا ہوں نہ

میری بات سن لو پہلے - مجھے موقع تو دو کچھ کہنے کا - ایان نے بے بسی سے کہا - اس وقت وہ واقع خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا -  
- کیا موقع دوں بات کرنے کا - کچھ نہیں بچا بات کرنے کو

آپ نے اتنا عرصہ مجھ سے جھوٹ بولا اور میں آپ کی باتوں میں آتی رہی - میں جس بلڈی ڈیول کو برا بھلا کہتی تھی نہیں جانتی تھی کہ میرا اپنا شوہر وہ درندہ بلڈی ڈیول ہے - مجھے نہیں رکنا یہاں اور مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ - وہ غصے سے بولتی اس کا میٹر گھما گئی تھی - کیا بکو اس کی تم نے پھر سے کرنا - وہ غصے سے اس کے اور قریب جاتا بولا کہ تبھی احمد اس کے اور مول کے درمیان میں آیا - آرام سے مسٹر ایان - میری بہن سے روڈ ہونے کی ضرورت نہیں - اور وہ غلط بھی نہیں کہہ رہی کچھ اگر وہ جانا چاہتی ہے تو آپ روک نہیں سکتے اسے - ویسے بھی اب تو آپ کی

حقیقت جاننے کے بعد میں خود بھی اپنی بہن کو آپ کے پاس نہ  
- چھوڑوں

ایان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرتے وہ بولا جس پر ایان  
نے غصے کے سبب ہوئی لال آنکھوں سے اسے دیکھا - تم ہمارے  
معاملات سے دور رہو احمد مجھے بالکل پسند نہیں میرے اور میری  
بیوی کے معاملات میں کوئی بولے - کیوں نہ بولوں وہ بہن ہے  
میری - اور مجھے حق ہے اس کے لیے بولنے کا - ایان کی بات پر  
احمد بھی غصے سے بولا - تم بلا وجہ بات بڑھا رہے ہو بنا کچھ واضح  
ہوئے - ایان نے جیسے اسے وارن کرنا چاہا - کیا بنا کچھ واضح ہوئے  
! کیا تم بلڈی ڈیول نہیں؟؟ بولو کہہ دو یہ جھوٹ ہے جو ہم نے سنا  
وہ جھوٹ ہے - احمد نے سینے پر ہاتھ باندھتے کہا - آج تو وہ آپ  
جناب کا تکلف بھی چھوڑ گیا تھا جبکہ ایان کی نظریں احمد کے پیچھے

چھپی مول پر تھیں جس کا وجود رونے کے سبب ہچکیاں لے رہا تھا

-

مشل کا تو اینچ ٹانگوں پر کھڑا ہونا مشکل ہو گیا تھا۔ کیا اب احمد اسے چھوڑ دے گا؟؟ کیا اس کی محبت بس اتنے کم عرصے کے لیے ہی تھی؟؟ ہاں ہوں میں بلڈی ڈیول نہیں کرتا میں اس بات سے انکار اور نہ ہی اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ میں نے قتل نکلیں کیے - میں ہر ایک اس بات پر ہاں کہتا ہوں جو میں ہوں - کیا کر لو گے؟؟ ایان نے ہر بات تسلیم کرتے احمد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا جس پر وہ بھی تنزیہ مسکرایا تھا۔ میں اپنی بہن کو لے کر جا رہا ہوں - تم اپنی بہن اپنے پاس رکھو طلاق بھیج دوں گا - وہ مشل کی جانب دیکھ کر بولا - اور مشل کے دل نے تو جیسے دھڑکنا ہی بند کر دیا تھا اس کے الفاظ پر - آنکھوں میں خود بخود آنسو جمع

ہوئے تھے اور اس کے قدم لڑکھرائے تھے اس سے پہلے کہ وہ  
- گرتی اس نے پاس پڑی کرسی کو تھام کر بیلنس سنبھالا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی ایان اور حمدان دونوں  
زخمی شیر کی طرح اس پر جھپٹے تھے جس پر مول اور مشل کی چیخ  
بلند ہوئی تھی - احمد کے الفاظ تو مول نے نہیں سنے تھے مگر  
اچانک ہی ایان اور حمدان کو احمد لر چھپتتا دیکھ اس کی چیخ بلند ہوئی  
- چھوڑیں میرے بھائی کو - وہ آگے بڑھتی ایان اور حمدان کو دور  
کرتی بولی - مشل بھی جلدی سے ان کے قریب پہنچی - تمہیں تو  
میں بتاتا ہوں تم نے طلاق کی بات بھی کیسے نکالی اپنے منہ سے -  
ایان احمد سے کہتا اس پر پوسٹل ٹان چکا تھا - جس پر مول اور مشل  
کا سانس خشک ہوا تھا - نہیں بھائی آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے  
پلیز - جانے دیں انہیں پلیز بھائی میرے لیے - وہ ایک دم آگے



بڑھتی احمد کے سمانے آتی ایان کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی جبکہ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ ایان اور حمدان دونوں کا ہی خون کھولا تھا -

جس بہن کو انہوں نے سر آنکھوں پر بیٹھا کر رکھا تھا آج اس کی آنکھوں میں آنسوؤں تھے وہ بھی صرف احمد کی وجہ سے - مثل تم بیچ میں نہ آؤ - اس شخص کی ہمت کیسے ہوئی تمہیں طلاق دینے کا کہنے کی - حمدان نے خونخار آنکھوں سے احمد کو دیکھتا کہا جو ایسے کھڑا تھا جیسے اسے فکر ہی نہ ہو کہ اس پر گولی چل جائے گی - پاس ہی مول خوف کے مارے اس کا بازو تھام کر کھڑی تھی - یہ کیا کہہ رہے ہیں حمدان بھائی آپ نے مثل کو طلاق دینے کا کہا ہے - حمدان کے الفاظ سن مول نے حیرت سے احمد کی طرف دیکھا - ہاں وہ ڈر گئی تھی ان لوگوں سے مگر اس نے طلاق کے بارے میں

بلکل نہیں سوچا تھا اور نہ ہی وہ مثل کا برا چاہتی تھی - ہاں بلکل  
- میں نے کہا ہے

پر آپ محبت کرتے ہیں اس سے - اس نے جیسے اسے سمجھانا چاہا  
- میں اس مثل سے محبت کرتا تھا جو شرارتی اور معصوم تھی اس  
مثل سے نہیں جو معصوم چہرے کا نکاب چرہائے پھرتی ہے - اس  
نے مثل کی پشت کو دیکھتے کہا - اس کے الفاظ پر مثل نے زور  
سے آنکھیں میچیں کہ آنکھوں میں درد ہونے لگا - کئی آنسو اس  
کی آنکھوں سے بہتے چہرہ بھیگو گئے تھے - بکواس بند کرو خبردار جو  
میری بہن کے بارے میں کچھ بھی بکواس کی - زبان کھینچ لوں گا  
- ایان نے غصے سے کہتے گن لوڈ کی - نہیں بھائی نہیں پلیز میرے  
لیے چھوڑ دیں انہیں پلیز بھائی اپنی گڑیا کی بات مان لیں - وہ روتے  
ہوئے ایان کے گن تھامے ہوئے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں تھامتی

ہوئے بولی - اپنی بہن کی ترپ پر وہ دونوں ہی بے بس ہوئے تھے

-

اس کا رونا تو احمد کو بھی تکلیف دے رہا تھا اس نے کہاں سے روتے دیکھا تھا - مگر خود پر بے پرواہی کا لحاف اورے وہ وہیں کھڑا رہا - دفع ہو جاو یہاں سے دوبارہ نظر آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا - ایان نے پسل واپس نیچے کرتے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا - جائیں یہاں سے آپ پلیز چلے جائیں - وہ ہچکیوں سے روتی پیچھے احمد کی جانب مرتی اپنے نازک ہاتھوں سے اسے پیچھے دھکیلتی بولی - جبکہ وہ غصے سے بھرا یہ بھی محسوس نہ کر سکا کہ آج وہ اسے آپ کہہ رہی تھی - چلو مول چلیں - میں تمہیں یہاں ایک پل اور نہیں رکنے دوں گا - وہ مول کا ہاتھ تھامتا اسے ساتھ لیجانے لگا کہ ایان نے مول کا دوسرا ہاتھ پکڑا اسے روکا - ہم نے

تمہیں جانے کا بولا ہے مسٹر احمد میری بیوی کو لیجانے والے تم کون ہوتے ہو - بھائی ہوں اسکا اور میں لے کر جاؤں گا اسے تم جیسے درندوں میں نہیں چھوڑوں گا - ایان کی بات پر وہ تنی ہوئی رگوں کے ساتھ بولا - لگتا ہے تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے

ایان نے اسے صاف دھمکی دیتے کہا - ہاں نہیں ہے مار دو گولی ڈرتا نہیں میں - وہ بھی بنا ڈرے بولا - مول جو کبھی ایان کو دیکھتی تو کبھی احمد کو ایان کی دھمکی پر ڈرتی ایک نظر اپنے دائیں ہاتھ کو دیکھنے لگی جو احمد نے تھاما ہوا تھا - وہ جانتی تھی اگر ایان کا دماغ گھوم گیا تو وہ واقع احمد پر گولی چلا دیتا مثل کی بھی نہ سنتا -

اس نے آہستہ سے احمد کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھوڑا لیا - جبکہ احمد حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا - مول تم اس شخص کو چن رہی ہو - وہ حیرت کی زیادتی سے بولا - آپ جائیں بھائی پلیز آپ کو میری

جسٹ فور یو از مانیہ خان

قسم آپ جائیں اور میری فکر مت کریے گا - وہ اسے یہاں سے  
- بھیجنا چاہتی تھی اسی لیے بولی - مگر موئل ... نہیں بھائی آپ جاو

وہ اس کی بات کاٹتی بولی - یہ تو تہہ تھا کہ وہ بھی یہاں نہیں  
رکنے والی تھی مگر اسے ابھی اپنے بھائی کی زندگی کی فکر تھی آپے  
بارے میں وہ بعد میں سوچ لیتی - احمد ایک بے بسی بھری نگاہ اس  
پر ڈالتے باکی سب کو غصے سے دیکھتا وہاں سے چلا گیا - جبکہ موئل  
اور مثل دونوں کے دل کو سکون ملا تھا اس کے صحیح سلامت جانے  
پر - احمد کے جاتے ہی اس نے ایان کی گرفت سے بھی اپنا ہاتھ  
چھوڑا یا اور وہاں سے چلی گئی - ایان کی نظروں نے دور تک اس کا  
- پیچھا کیا

:::: :::: :::: :::: :::: :::: :::: :::: :::: :::: :::: :::: :::: :::: ::::

مناہل ابھی گھر آئی تھی وہ اور مثل ایک ہی سمسٹر میں پڑھتی تھیں اسی لیے شادی کے بعد دونوں ایک ساتھ ہی جاتی تھیں لیکن آج مثل نے چھٹی کی تھی ہونی سے اسی لیے اسے اکیلے جانا پڑا۔ گھر آتے ہی اسے پہلے طرح خاموشی ہی ملی لیکن آج اس خاموشی میں کچھ ایسا ضرور تھا کہ اس کا دل ہولا تھا اس خاموشی پر۔ اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے سامنے حمدان بیڈ پر خاموش بیٹھا دیکھائی دیا چہرے پر ادسی اور پریشانی لیے وہ نا جانے کیا سوچ رہا تھا۔ دانی کیا ہوا ایسے کیوں بیٹھے ہیں۔ اس کے پاس جاتی وہ۔ پریشانی سے پوچھنے لگی۔

جس پر حمدان نے اس کی جانب دیکھا تھا۔ مول اور احمد کو سب پتا لگ گیا ہمارے بارے میں۔ اس نے آہستہ آواز میں کہا۔ کیا مطلب کیا پتا لگ کیا کھل کر بتائیں۔ اسے کچھ سمجھ نہیں لگی تھی



اس کی بات کی جس پر حمدان نے اسے ساری ساری بات کھل کر بتائی - کیا ایسے کیسے کہہ سکتے ہیں احمد بھائی - اور مثل ! مثل تو ٹھیک ہے نہ - اسے مثل کی فکر ستائے جا رہی تھی - نہیں مناہل وہ ٹھیک نہیں ہے تب سے اپنے کمرے میں بند ہے - مول بھی اپنے پرانے کمرے میں خود کو بند کیے ہوئے ہے کسی کے کہنے پر دروازہ نہیں کھول رہی - اور ایان بھائی کہاں ہیں؟؟ حمدان کے بتانے پر اس نے ایان کس پوچھا - کہاں ہونا ہے آفس میں بند - سیگرت پھونک رہا ہے

حمدان کی بات پر مناہل کو حیرت ہوئی تھی - پر ایان بھائی تو نہیں پیتے تھے سیگرت - ہاں نہیں پیتا وہ پر جب اس کو کسی بات کی ٹینشن یا دکھ ہو تو وہ پیتا ہے اور بے تحاشہ پیتا ہے - مناہل مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی کیا کروں مثل کی بہت فکر ہو رہی ہے مجھے اور

اتنی ہمت بھی نہیں ہو رہی ہم دونوں میں کہ مثل کے پاس  
کمرے میں جا کر اسے دیکھ سکیں - حمدان نے اس کس ہاتھ تھامتے  
کہا - چلیں فکر نہ کریں آپ بلکہ اٹھیں اور کچن میں چل کر مثل  
کا فیورٹ پلاؤ بنائیں آپے ہاتھوں سے تب تک میں اسے دیکھتی ہوں  
- مناہل اس کی کندھے پر ہاتھ رکھتی بولی جس پر حمدان بھی ہلکی  
- سی مسکراہٹ پاس کرتا اٹھا تھا

.....

وہ دروازہ کھول اندر آئی تو مثل سامنے ہی گھٹنوں میں سر دیے بیڈ  
پر بیٹھی تھی - مجھے لگا تم دروازہ لوک کر کے بیٹھی ہو گی مگر یہاں  
تو کھلا ہوا ملا مجھے دروازہ - وہ اس کے پاس آتی ہلکے پھلکے لہجے میں  
بولی تاکہ وہ اس کی جانب متوجہ ہو - اور وہی ہوا اس کی آواز پر  
مثل نے گھٹنوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھا مگر مثل کی آنکھوں کو

دیکھ مناہل کا ہاتھ دل پر گیا تھا - مثل میری جان یہ کیا حالت بنا  
- رکھی ہے تم نے

وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتی تکلیف سے بولی جس کی آنکھیں رونے  
کے سبب لال ہوتے سوچھ چکی تھیں - مناہل وہ کہتا ہے وہ مجھے  
طلاق دے دے گا - وہ مجھے اب اس موڑ پر آکر چھوڑ جانے کا  
کہہ گیا ہے - میرا دل پھٹ رہا ہے میں کیا کروں - وہ ضبط کھوتی  
مناہل کے گلے لگتی زور زور سے روتے ہوئے بولی - نہیں میری  
جان ایسے نہیں کرتے چپ ہو جاو ایسے کیسے چھوڑ دیں گے تمہیں  
بس تب غصے سے کہہ دیا ہو گا بھلا وہ کیوں اپنی محبت کو خود سے  
دور کریں گے - مناہل نے اسے بہلاتے ہوئے کہا - اس کی حالت  
دیکھ اسے خود رونا آرہا تھا - جبکہ دروزے کے پاس کھڑا حمدان بے  
بسی سے اس مثل کا رونا دیکھ رہا تھا اور جب برداشت نہ ہوا تو اپنی

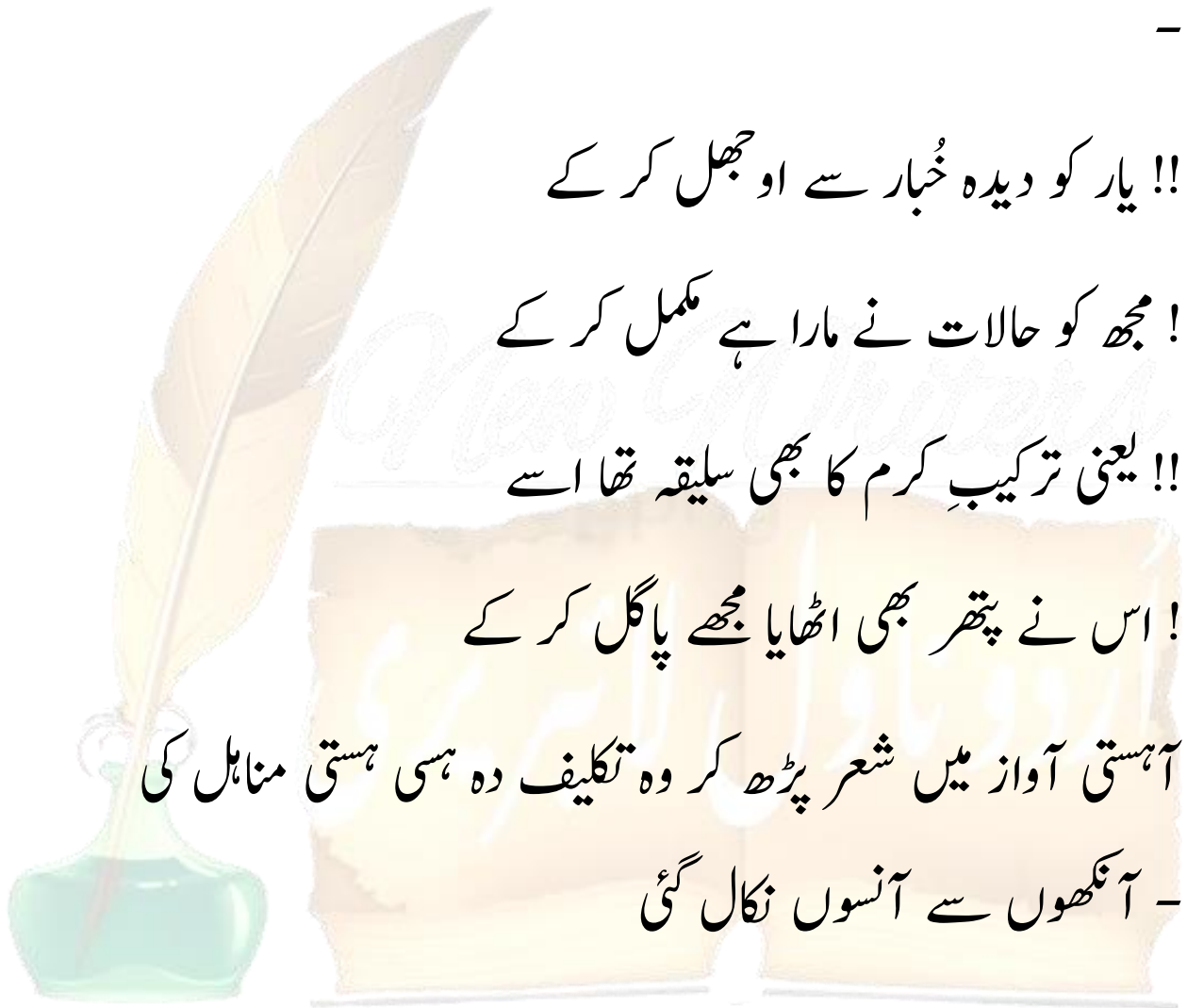
آنکھوں میں آئے آنسوؤں صاف کرتا وہاں سے چلا گیا - نہیں وہ  
- کہتا ہے اب محبت نہیں مجھ سے اسے

وہ کہہ رہا تھا کہ اسے اس مثل سے محبت تھی جو معصوم اور  
شرارتی تھی نہ مجھ سے جو معصومیت کا نکاب چڑھائے پھرتی ہے -  
اس نے ہچکیوں سے روتے ہوئے کہا - اچھا نہ بس رونا بند کرو ہم  
سب کے بارے میں سوچو اپنے بھائیوں کے بارے میں سوچو جو  
تمہارے لیے اتنے پریشان ہیں پلیز خود اپنے ساتھ ہمیں تکلیف نہ  
دو - وہ مثل کے آنسوؤں صاف کرتے بولی - جس پر اس نے ہاں  
میں سر ہلاتے بے دردی سے چہرہ رُگرہ تھا جیسے آنسوؤں کے نشان  
- مٹانا چاہتی ہو

ہاں اب نہیں روں گی - میں کمزور تو نہیں جو روتی پھروں - میں  
میرے بھائیوں کی مضبوط بہن ہوں اب نہیں روں گی - وہ خود

**Abstract**

- آنکھوں سے آنسوؤں نکال گئی



وہ جو کمرے میں بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے دروازے کی جانب دیکھا - کیوں کہ دروازہ تو اندر سے لاک تھا پھر کیسے کھل گیا مھر سامبے ایان کو ہاتھ میں چابیاں تھامے دیکھ اس نے غصے سے منہ پھیر لیا اور اس کی اس حرکت پر - ایان نے اپنا غصہ بڑی مشکل سے ضبط کیا تھا



جسٹ فور یو از مانیہ خان

چلے جائیں یہاں سے مجھے کسی قسم کی بات نہیں کرنی آپ سے - وہ دوسری طرف منہ کیے ہوئے بولی جبکہ وہ اس کی آواز سن کر جان گیا تھا کہ وہ روتی رہی ہے - موٹل مصلہ کیا ہے آخر کیوں اتنا اور ری ایکٹ کر رہی ہو؟؟ وہ لمبے ڈگ بھرتا اس کے قریب جاتے اس کا رخ اپنی طرف کرتے بولا - اور ری ایکٹ میں کر رہی ہوں؟؟ وہ حیرت سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی بولی - نہیں مسٹر ایان عرف بلڈی ڈیول میں اور ری ایکٹ نہیں کر رہی بلکہ ابھی مینے ری ایکٹ کیا ہی کب ہے - آپ شاید سوچ بھی نہیں سکتے میں اپنے آپ سے کتنی نفرت محسوس کر رہی ہوں کہ مینے آپ جیسے شخص سے محبت کی، آپ جیسے شخص کو اپنی دل میں جگہ دی اور آپ - جیسے شخص کی بیوی ہوں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کیا مطلب ہے تمہارا مجھ جیسے شخص سے؟؟ ہاں بولو زرا گھل کر  
بتاؤ نہ مجھے تاکہ مجھے بھی تو پتا چلے آخر میں کس طرح کا شخص  
ہوں - مول کے کہے گئے الفاظ پر وہ سینے پر ہاتھ باندھ اپنے  
بارے میں اس کی رائے کھل کر سننا چاہتا تھا - آپ کو ابھی بھی  
ضرورت ہے میرے الفاظ کی؟؟ کیا آپ نہیں جانتے خود کو کہ  
کس قدر سفاکیت بھری ہے آپ میں؟؟ کیوں ہیں آپ ایسے ایان  
؟؟ آپ وہ کیوں نہیں تھے جو مجھے دیکھاتے تھے؟؟ کاش کاش  
آپ ایسے نہ ہوتے یاں پھر کاش آج جو کچھ میں نے سنا وہ نہ سنا ہوتا  
- کاش - وہ روتے ہوئے بولتی بیڈ پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گئی  
اس کا وجود پورا کانپ رہا تھا - ایان اس کے قریب نیچے ہی گھٹنوں  
کے بل بیٹھا تھا جس پر مول نے سر اٹھا کر اسے دیکھا - تو ہم  
بلکل ایسے ہی رہ سکتے ہیں نہ - بلکل پہلے کی طرح - یقین کرو مول

میں ساری دنیا کے لیے جتنا مرضی سفاک ہو جاؤں مگر تمہارے لیے میں وہی ایان ہوں جسے تم جانتی تھی - وہ بڑی محبت سے اس کے ہاتھ تھامتا بولا - مول نے کچھ سیکنڈ اس کے چہرے کو خاموش نظروں سے دیکھا اور پھر ایک ہی جھٹکے میں اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کیے اسے آنکھوں میں بے یقینی لیے دیکھنے لگی - کیسے انسان ہیں آپ !! بجائے اس کے کہ آپ خود کو بدلیں اس کام کو چھوڑیں ، قتل و غارت کو چھوڑیں - بلکہ آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں سب بھول کر آپ کے ساتھ پہلے کی طرح رہوں معاف کرے گا ایان صاحب میں نہیں کر سکتی یہ سب کچھ - ہاں آپ اگر بدلنا چاہتے ہیں خود کو میرے لیے تو میں یہ کر سکتی ہوں ورنہ صاف الفاظ میں مجھے آپ کے سوتھ نہیں رہنا - وہ صاف الفاظ میں اسے اپنا فیصلہ سنا رہی تھی - تو ٹھیک ہے پھر تم بھی میرا

فیصلہ سن لو نہ تو میں خود کو بدلنے والا ہوں اور نہ ہوں تمہیں خود سے دور کرنے والا ہوں میری موت ہی اب تمہیں مجھ سے الگ کر سکتی ہے۔ تو تم ایسا کرو کہ میرے مرنے کی دعائیں مانگنا شروع کر دو ابھی سے اور کثرت سے شاید پھر اس سفاک اور جلاد شخص سے تمہارا پیچھا چھوٹ جائے۔ وہ غصے سے کھڑا ہوتا اس کا بازو تھام اپنے برابر ہی کھڑا کرتا ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔ جبکہ اس کی موت والی بات پر مول کا دل لرزا تھا

کیوں؟؟ آپ کی موت کی دعا کیوں مانگوں؟؟ بلکہ یہ نہیں سہی کہ میں اپنے لیے یہی دعا مانگوں۔ ایسے بھی تو آپ سے جان چھوٹ سکتی ہے۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تھی جس پر ایان اس پر تنزیہ ہسی ہسا تھا۔ تمہاری یہ غلط فہمی ہے مائے لو کہ تم مر کر مجھ سے دور ہو جاو گی۔ نہیں میری جان بالکل نہیں

اول تو تمہاری موت کو بھی تم سے پہلے مجھ تک آنا ہو گا اور اگر تمہیں قدرتی موت بھی آگئی نہ تو اپنے کمرے میں ہی تمہاری قبر بنواؤں گا کیوں کہ تم سے دوری مجھے موت کی صورت میں بھی برداشت نہیں - اس کا ہر اک لفظ شدت بھرا تھا جس پر مول کا سانس گلے میں اٹکا تھا

آپ کو کیا لگتا ہے آپ مجھے اس طرح اپنے پاس رکھ لیں گے؟؟  
نہیں آج نہیں تو کل میں اس قید سے بھاگ جاؤں گی چلی جاؤں گی  
آپ کو چھوڑ کر - وہ اس خود سے دور کرتی آگے بڑھی ہی تھی کہ  
اچانک پاؤں مڑنے پر اس کا توازن بگرا تھا اس سے پہلے کہ وہ بڑی  
طرح منہ کے بل گر کر اپنا کوئی بہت بڑا نقصان کر لیتی ایان نے  
جلدی سے آگے ہوتے اسے تھاما تھا - ڈر کے مارے مول نے اپنی  
آنکھیں زور سے بند کر لیں تھیں اور ایان کی شرٹ کو مضبوطی

سے اپنے ہاتھوں کی مٹھی میں جکڑا تھا - دونوں کے دل کی ہاڑٹ  
بیٹ اس وقت فل سپیڈ پر تھی - تم ٹھیک کو ہونہ مول؟؟ ایان  
نے اسے آرام سے بیڈ پر بیٹھاتے پریشانی سے پوچھا - مول کو گرتا  
- دیکھ اس کی سانس بھی رکی تھی

ہاں میں ٹھیک ہوں - وہ لمبے لمبے سانس ہوا میں خارج کرتے خود  
کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے کانپتی آواز میں بولی جبکہ دونوں  
ہاتھ خود بخود اپنے پیٹ پر رکھے تھے - اگر ایان اسے نہ تھامتا تو  
؟؟ اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی اتنا سا سوال ہی اسکا  
دل خوف سے ڈھرکا گیا تھا - پلیز ایان مجھے آرام کرنا ہے - پلیز  
مجھے اکیلا چھوڑ دیں میں کوئی بھی کسی بھی قسم کی بات نہیں کرنا  
چاہتی ابھی - وہ بیڈ پر لیٹ کر منہ دوسری طرف کرتے بولی جس  
پر ایان بھی اس کی حالت سمجھتا کمرے سے باہر چلا گیا - ابھی



جسٹ فور یو از مانیہ خان

تھوڑی دیر پہلے اس کی بھی تو دنیا گھوم کر رہ گئی تھی - وہ آنے والا  
وجود دونوں کی ہی زندگی تھا وہ کسی قسم کا بھی نقصان نہیں اٹھانا  
چاہتے تھے - کوئی بھی نقصان نہ ہونے پر وہ اللہ کا شکر کرتا وہ  
- اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

.....

احمد کی بات نے ان کا سر گھما دیا تھا - کیا بکواس کر رہے ہو احمد تم  
؟؟ پہلے تمہیں مثل سے نکاح کی جلدی تھی اور اب تم شادی سے  
تین ہفتے پہلے انکار کر رہے ہو شادی سے اور طلاق کی بات کر رہے  
ہو - دماغ تو نہیں خراب ہو گیا تمہارا - بابا نے غصے سے اسے جھار  
پلائی - بابا پلیز میں کوئی بھی بات نہیں سننے والا اور نہ ہی آپ  
لوگ مجھ سے کوئی سوال کریں - میرا اور مثل کا رشتہ اتنا ہی تھا

اور بہت جلد موئل بھی یہاں ہو گی ایان سے بہت جلد میں اسے  
- آزاد کرواؤں گا

اور آپ لوگوں کے لیے اتنا ہی جاننے کے لیے کافی ہے کہ وہ  
لوگ جیسے دیکھتے ہیں ویسے ہیں نہیں شرافت لبادہ اوڑھ کر پھرنے  
والے دوغلے انسان ہیں جو اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ ہیں - وہ  
انہیں بتاتا پریشانی میں ڈال گیا تھا - کیا مطلب ہے بیٹا ایسے کیوں  
کہہ رہے ہو؟؟ اگر وہ اچھے لوگ نہیں تو موئل وہاں سیف نہیں  
ہوگی - امی پریشانی سے بولیں - آپ فکر نہ کریں وہ ابھی بالکل  
سیف ہے اور بہت جلد میں لے اوں گا اسے وہاں سے پر آپ  
لوگ یہ بات کسی مت کرے گا - وہ ان کا ہاتھ تھام کر تسلی انہیں  
دیتے بولا - لیکن انہیں تسلی نہیں ملی تھی مگر اگر ان بیٹا کہہ رہا تھا

کیوں تم کہاں جا رہے ہو - اس کے بولنے پر نصیر صاحب نے کہا - وہ میرا ایک دوست ہے وہ پروفیسر ہے یونی میں اور ان دنوں اسے کچھ فیملی ایشوز ہیں تو وہ کچھ دن یونی نہیں جا سکتا اور اوپر سے کلاس کے پیپرز سٹارٹ ہونے والے ہیں اس طرح پھر کلاس کی سٹڈی کا بھی ایشو ہو گا تو اس نے مجھ سے ہیلپ مانگی ہے اس لیے دو ہفتے مجھے اس کی جگہ جانا ہو گا پڑھانے - بابا کو تفصیل بتاتا کھڑا ہوا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ امی ابھی بھی پیچھے موٹل کے لیے دعا گو تھیں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

وہ غصے سے ان دونوں کو لڑتا دیکھ رہی تھی جو کب سے اس کا ضبط  
آزمارہے تھے۔

تھا اور اس کے چلانے پر ان دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔  
بس بہت ہو گیا بند کرو اپنی بھینس اور ے اے خبردار جو اب آواز  
بھی نکلی تم دونوں کی۔ غضب خدا کا تم دونوں نے کیا لڑنے کے  
لیے شادی کی ہے؟؟ جب سے شادی ہوئی ہے تم دونوں کی ہر  
وقت لڑائی کرتے پائے جاتے ہو تم دونوں۔ وہ غصے سے لال  
چہرے لیے ان سے بولی

دراصل حمدان کی مناہل سے بہس چل رہی تھی کہ آج وہ یونی  
نہیں جائے گی اور مناہل بھی پوری لڑائی لیتے جانے کی ضد کر رہی  
تھی۔ مشی میری جان ہم نے کب لڑائی کی۔ حمدان کے معصوم  
چہرہ بنا کر کہنے پر مشل نے گھور کر اسے دیکھا جس پر وہ شریف

بچہ بنتا چہرہ جھکا گیا۔ ہاں تم چھوڑو انہیں مثل آو ہم چلتے ہیں دیر ہو رہی ہے۔ مناہل جلدی سے کہتی آگے بڑھی تھی جبکہ مثل نے اسے کہنی سے پکڑتے واپس پیچھے کیا تھا۔ کہیں نہیں جا رہی تم گھر رہو آج۔ اگر شوہر کہہ رہا ہے کہ گھر رہو تو مطلب رہو۔ ویسے بھی تم مول کو دیکھ لینا کل رات سے کچھ نہیں کھایا اس نے۔ وہ مناہل سے کہتی بنا اس کی سنے وہاں سے جا چکی تھی جبکہ پیچھے مناہل - اپنا سامنہ لے کر رہ گئی

حمدان نے دور تک مثل کو جاتے دیکھا تھا وہ جانتا تھا کہ مثل صرف دیکھاوا کر رہی تھی خوش رہنے کا اندر سے وہ بالکل ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس کا بناوتی خوش چہرہ حمدان کو پاگل نہیں بنا سکتا تھا۔ کاش وہ کچھ کر سکتا اس کا بس چلتا تو احمد کو اس کے قدموں میں لا کر

جسٹ فور یو از مانیہ خان

بیٹھا دیتا مگر یہاں بھی وہ انہیں اپنی قسم دے چکی تھی - وہ دونوں  
- بھائی ہی بے بس تھے

.....

وہ کھانے کی ٹرے لیے مول کے کمرے میں آئی تھی - اندر  
داخل ہوتے ہی اس کی نظر مول پر گئی جو واش روم سے نکل رہی  
تھی - مول کھانا کھا لو کل رات سے کچھ نہیں کھایا تم نے - وہ  
ٹرے بید پر رکھتی مول سے بولی جو خاموشی سے بیڈ پر آکر بیٹھتی  
ٹرے اپنی جانب کر چکی تھی - کچھ اور چاہیے؟؟ اس نے مول  
کے کھانا ختم کرتے ٹرے سائیڈ پر کرنے پر پوچھا جس پر مول نے  
نہ میں گردن ہائی - تم سے ایک پوچھوں منا ہل؟؟ وہ جو ٹرے اٹھا  
کر کمرے سے جانے لگی تھی مول کی آواز پر واپس بیڈ پر بیٹھتی



ہاں میں گردن ہاتے اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگی - تمہیں

سب پتا تھا پہلے سے ان سب کے بارے میں؟؟

ان سب کے کام کے بارے میں؟؟ اس نے مناہل کے چہرے پر

نظر جس رکھتے پوچھا جس پر مناہل نے مسکرا کر اسے دیکھا - ہاں

شروع سے سب معلوم ہے مجھے - تو تمہیں کوئی فرق نہیں پرتا کیا

؟؟ مناہل کے جواب پر اس نے حیرت سے پوچھا - نہیں مجھے پرتا

ہے فرق بہت فرق پرتا ہے مگر وہ فرق برا نہیں اچھا پرتا ہے - تم

جانتی ہو مول؟؟ مجھے فخر ہوتا ہے یہ کہتے کوئے کہ ایان بھائی

میرے بھائی ہیں مثل میری بہنوں جیسی دوست اور حمدان میرے

شوہر - مول حیرت سے اسے بولتا دیکھ رہی تھی جس کی بات کا

- ایک ایک لفظ محبت سے نکل رہا تھا

مگر وہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور تم اس بات کو فخر کہتی ہو -  
اس نے حیرت سے پوچھا - مجب نہیں جانتی ایان بھائی نے تمہیں  
ابھی تک حقیقت کیوں نہیں بتائی اور اتنا مجھے یقین ہے کہ تم جو  
بھی جانتی ہو ابھی آدھی بات ہی جانتی ہو - مگر مول میری ایک  
بات ہمیشہ یاد رکھنا آدھا سچ ہمیشہ پورے جھوٹ سے بدتر اور نقصان  
دہ ہوتا ہے - میری ایک صلاح ماننا مول بس کچھ بھی سوچنے اور  
کرنے سے پہلے ایک بار پوری حقیقت جان لینا پھر کوئی فیصلہ کرنا -  
کیونکہ اگر تم نے بنا پورا سچ جانے کوئی قدم اٹھا لیا نہ تو یاد رکھنا پھر  
تمہارے پاس صرف پچھتاوا رہ جائے گا اور پچھتاوے میں ہمارا پورا  
وجود سراپہ شرمندگی بن جاتا ہے

نہ ہم آگے کے رہتے ہیں نہ پیچھے کے - یقین جانو راتوں کی نیند اڑ  
جاتی ہے میرے ساتھ بیتی ہوئی ہے نہ تو میں بتا سکتی ہوں کیسا فیل

ہوتا ہے - مگر جس مقام پر تم کو نہ وہاں اگر کچھ غلط کر بیٹھے نہ انسان تو اس قدر پچھتاوا انسان کو گھیر لیتا ہے کہ تو وہ مردوں میں رہتا ہے اور نہ ہی زندوں میں - امید کرتی ہوں میری بات پر عمل ضرور کرو گی - اور ایک بار ایان باھٹی کی بات ضرور سننا پوری اور مکمل -

تم اس بات سے اندازہ لگا لو کہ اگر وہ کچھ غلط کرتے ہوتے تو میرے ڈیڈ پولیس آفیسر ہو کر ان کے ساتھ نہ ہوتے اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ میرے ڈیڈ بھی باقی پولیس والوں کی طرح دو نمبر ہیں تو یقین کرو مولل آج تک انہوں نے مجھے حرام نہیں کھیلایا - ان کی ایمانداری کا یہاں سے ہی اندازہ لگا لو - میں چلتی ہوں اب تم میری باتوں پر غور ضرور کرنا - وہ اسے کہتی کمرے سے جا چکی - تھی جبکہ پیچھے مولل کو سوچوں میں گھیر گئی تھی

::: ::: ::: ::: ::: ::: ::: ::: ::: ::: :::

یار سر عمر کی جگہ جو ان کے دوست آئے ہیں کتنے ہینڈ سم ہیں -  
سر عمر تو کچھ بھی نہیں ہیں ان کے آگے - میرا تو دل آگیا ہے ان  
پر - آج سیکنڈ کلاس فری تھی کیوں کہ میم فرحت نہیں آئیں تھیں  
اور اگلی کلاس میٹھ کی تھی وہ میٹھ کے کچھ سوال رجسٹر پر کر رہی  
تھی تاکہ اپنا دیہان کہیں اور لگا سکے کہ تبھی اس کے کانوں میں  
اپنے پیچھے بیٹھی لڑکی کی آواز پڑی جو اپنی دوستوں سے سر عمر کی  
جگہ آنے والے سر کی بات کر رہی تھی - وہ لڑکیاں ان لڑکیوں  
میں سے تھیں جنہیں اگر یونی میں کوئی سوئی بھی گرے تو معلوم  
ہوتا تھا - ان کی باتوں کو انور کرتی وہ واپس اپنے کام میں مگن ہو  
گئی کہ تبھی اس کے پاس اس کا کلاس فیلو سمیر آیا تھا -

ہائے مثل کیسی ہو؟؟ اور مناہل کہاں ہے وہ کیوں نہیں آئی؟؟  
کل تم نہیں آئی اور آج وہ نہیں آئی؟؟ خیریت تو تھی نہ - سمیر  
سے اس کی اور مناہل کی اچھی بات چیت تھی اگر ایسا کہا جائے کہ  
وہ ان کا دوست تھا تو غلط نہ ہوگا - ہاں وہ حمدان نے نہیں آنے دیا  
اسے اور میں کل اس لیے نہیں آئی کیوں کہ میری طبیعت ٹھیک  
نہیں تھی - مناہل کے نہ آنے کی وجہ بتاتے اپنی مرتبہ اس نے  
جھوٹ بولا تھا - اوہ اچھا اب کیسی ہے طبیعت؟؟ وہ اس کے  
قریب ہی بیٹھتا اپنا بیگ ڈیسک پر رکھتا بولا - ہم ٹھیک ہے اب تو -  
تم بتاؤ کب کر رہے ہو شادی اپنی محبوبہ سے؟؟ کب تک منگنی تک  
ہی رہو گے - وہ بات چیلنج کرتے بولی - بس یار ابھی پڑھ تو لوں  
کچھ بن جاؤں پھر شادی کروں گا اور ابھی تو وہ خود پڑھ رہی ہے -

جسٹ فور یو از مانیہ خان

سمیر نے پہلے تو سادہ سے لہجے میں بتایا مگر اپنی منگیتر کا ذکر کرتے  
- اس کی آواز میں میٹھاس اور چہرے پر مسکراہٹ تھی

ہاں یہ بھی سہی کہا چلو جب بھی کرنا بلا ضرور لینا مجھے اور مناہل کو  
- مثل کے کہنے پر اس نے ہستے ہوئے اسے دیکھا - یار تم لوگوں  
کو نہیں بلاؤں گا تو کیسے بلاؤں گا - ہاں یہ بھی ہے - سمیر کے کہنے  
پر مثل نے کندھے اچکاتے کہا کہ تبھی اگلی کلاس کی بیل ہوئی تھی  
- ابھی دو منٹ بھی مشکل سے گزرے تھے کہ دروازے سے  
- داخل ہونے والی ہستی کو دیکھ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا

.....

وہ کلاس میں داخل ہوا تو پوری کلاس میں ایک طوفانِ بد تمیزی برپا  
تھا - کلاس روم کے سیٹج پر چڑھتے وہ ڈائیز تک آیا تھا اور زور سے  
گلا گھنگارتے سب کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا - مگر تبھی اس کی



جسٹ فور یو از مانیہ خان

نظر فرسٹ رو کی سیکنڈ والے بیچ پر بیٹھی مثل پر گئی اور اس کی حالت بھی مثل سے مختلف نہ تھی اسے وہاں دیکھ کر - اسے بالکل بھی اندازہ نہ تھا کہ مثل بھی اسی کلاس میں پڑھتی ہوگی - ساری کی کلاس کے خاموش ہونے اور اپنی طرف متوجہ ہونے پر اس نے - اپنی نظروں کا زاویہ بدل کر پوری کلاس کی جانب دیکھا

جی تو کلاس میرا نام احمد شاہ ہے اور میں کچھ دنوں کے لیے آپ کا نیو سر ہوں کیوں کہ آپ کے سر عمر کچھ ایشوز کی وجہ سے آ نہیں سکتے تھے اس لیے ان کی جگہ میں آپ کو پڑھاؤں گا - مگر آپ لوگ ایک بات یاد رکھیے گا میں پڑھائی کے معاملے میں کوئی بھی کوتاہی بالکل بھی برداشت نہیں کرنے والا - اگر آپ میرے ساتھ کوپرومائیز کریں گے تو میں آپ کے ساتھ ایک ٹیچر نہیں ایک ایک دوست بن کر رہوں گا ورنہ مجھے مجبوراً ایک سخت ٹیچر بننا

پڑے گا امید کرتا ہوں آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے - اس کے لیکچر پر پوری کلاس نے فل جوش سے اوکے سر کہا تھا جن میس. زیادہ آواز لڑکیوں کی تھی جو اس کی خوبصورتی سے امپریس ہوتیں زیادہ شوخی بن رہی تھیں - مثل نے ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا بس چپ چاپ اپنا چہرے جھکائے اپنے فولڈر پر لائنز ڈرا کرنے لگی - چلیں تو کلاس اب آپ سب اتنا تعرف کروائیں

پہلی. رو سے سٹارٹ کرتے ہیں - وہ وہاں پڑی کرسی پر بیٹھتا بولا جس پر فرسٹ رو کے فرسٹ بینچ پر بیٹھی لڑکی کھڑی ہوتی اپنا تعرف کروانے لگی - اس کے بعد اس کے ساتھ والی لڑکی اور پھر سفیر نے اپنا تعارف کروایا مثل کی باری پر وہ ویسے ہی بیٹھی رہی - مثل اٹھو یار اپنا انٹرو دو سر کو - سفیر اس کا بازو پکڑ کھڑا کرنے کی کوشش کرتے بولا جس کا مثل پر کوئی اثر نہ ہوا مگر احمد کو سفیر کی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

حرکت پر غصہ ضرور آیا تھا۔ مثل بنا کچھ بولے خود کو تکتے احمد پر ایک نظر ڈالے اپنا بیگ اٹھاتی کلاس سے نکل گئی جبکہ پوری کلاس نے حیرت سے دروازے کو دیکھتے پھر احمد کی جانب دیکھا جو ابھی بھی مثل کی سیٹ کو ہی دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ اٹھ کر گئی تھی۔ نیکسٹ!! احمد کی آواز پر اگلی سٹیوڈینٹ کھڑی ہوتی اپنا تعارف کروانے لگی۔

جبکہ اس کے دماغ میں بس مثل کا یوں اٹھ کر چلے جانا ہی چل رہا تھا وہ بے دیہانی سے پوری کلاس کا انٹرو لیتا کل کلاس ہونے کا کہتا کلاس سے نکل گیا تھا۔ اس نے پورے گراؤنڈ اور کینیٹین میں۔ مثل کو ڈھونڈا مگر وہ ہوتی تو ملتی وہ تو کب کی گھر جا چکی تھی۔

.....

جسٹ فور یو از مانیہ خان

وہ گھر آتے ہی کمرے میں بند ہو گئی تھی اور بیڈ پر الٹی لیٹی تکیے میں منہ دیے آنسوؤں بہانے لگی جو کب سے آنکھوں سے نکلنے کو بے قرار تھے۔ آئی ہیٹ یو احمد آئی ہیٹ یو۔ آپ واقع چور ہو۔ مجھے پتا بھی چلنے نہیں دیا اور میرا دل، چین اور سکون سب چڑا لیا آپ نے۔ کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو کبھی نہیں۔ وہ روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی۔ کافی دیر رونے کے بعد خود کو نارمل کرتے وہ منہ دھو کر کمرے سے باہر نکل گئی اور مناہل کے ساتھ کچن میں جاتی کام کروانے لگی تاکہ اپنا دیہان ہٹا سکے۔ احمد سے

.....

دو دن ہو گئے تھے موہل نہ تو کمرے سے باہر نکلتی نہ کسی سے بات کرتی۔ مناہل اسے کھانا کمرے میں ہی دے جاتی تھی۔ کیا تماشہ

جسٹ فور یو از مانیہ خان

لگا رکھا ہے تم نے آخر باہر کیوں نہیں نکلتی - وہ غصے سے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس سے بولا - میں نے تو کوئی تماشہ نہیں لگایا ہوا - اور مجھے کوئی شوق نہیں ہے باہر جانے کا میں یہاں ہی ٹھیک ہوں - اب پلیز جائیں یہاں سے

وہ چہرے پر بے زاری سجائے کہا اور ایان جو دو دنوں سے اس کی حرکتیں برداشت کر رہا تھا آجر اپنا ضبط کھوتا اس کے قریب پہنچتا اس کا چہرہ اپنے سخت ہاتھ کی گرفت لے چکا تھا - مسز مول این خان مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہیں اپنے اندر کا وہ درندہ دیکھانے پر مجبور ہو جاؤں جس کو تم سے چھپا کر رکھا ہے - اور یقین مانو مول اھر تم نے اس سفاکیت کی ایک ہلکی سی جھلک بھی دیکھ لی نہ تو تم ساری زندگی میری بات پر اف تک نہیں کر پاؤ گی لیکن میں ایسا نہیں چاہتا کہ تم مجھ سے ڈرو، مجھ سے خوفزدہ ہو کر

رہو یا میرے ڈر سے میرے ساتھ رہو - میں چاہتا ہوں کہ تم بالکل پہلے کی طرح رہو مجھ سے لڑتی ، مجھ سے فرمائشیں کرتی ، مجھ سے باتیں کرتی ، پیار کرتی ، میری جسارتوں پر شرماتی

پلیز مول ہمارے رشتے کو یوں برباد مت کرو - تم ابھی کچھ نہیں جانتی میرے بارے میں نہ ہی مجھے موقع دے رہی ہو کچھ بتانے کا پہلے وہ شدت سے کہتا اس کا سانس خشک کر گیا تھا مگر پھر اس کی آنکھوں میں خوف اور آنسوں دیکھ فوراً اس کا چہرہ آزاد کرتے وہ بے بسی سے بولا - نہیں رہ سکتی آپ کے ساتھ پہلے کی طرح کیوں کہ سب کچھ بدل گیا ہے اور نہ ہی مجھے کچھ جاننا ہے آپ سے - کچھ نہیں سننا مجھے - وہ آنکھوں میں آنسوں لیے بولتی کمرے

سے باہر چلی گئی - جبکہ ایان وہیں کھڑا جود کو تنہا محسوس کرتا رہا - ان دو دنوں میں اس نے اپنی حالت پر بھی کوئی توجہ نہ دی تھی نہ



جسٹ فور یو از مانیہ خان

ہی آفس گیا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور کپڑے بھی وہی اس دن والے تھے۔ اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ ایان نے ایک ہی کپڑے دو دن چلائے ہوں کیونکہ وہ تو روز دو ٹائم کپڑے چینج کرتا تھا۔

.....

وہ اور مناہل دونوں ہی لیٹ آئی تھیں وہ کلاس میں داخل ہوئیں تو سمیر سامنے ہی بیٹھا تھا۔ ارے مثل یار تم کل کیوں چلی گئی تھی اچانک۔ سمیر اس کے پاس آتا بولا۔ ہاں وہ طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی اس کی اسی لیے۔ مناہل جسے وہ سب بتا چکی تھی اس کی جگہ بولی۔ اس نے تو کہا تھا مثل نے کہ وہ رہنے دے یونی آنے کو مگر مثل نہ مانی۔ اس کے مطابق وہ نہ کئی یونی تو احمد اسے کمزور سمجھے گا اور مثل کمزور نہیں تھی۔ اچھا سہی۔ آج پھر میم فرحت

نہیں آئے کلاس شروع ہونے والی ہے سر احمد کی آ جاو بیٹھیں  
سیٹ پر - سمیر کے کہنے پر وہ دونوں چپ چاپ جا کر بیچ پر اس  
کے ساتھ بیٹھ گئیں - وہ تینوں آپس میں بات کر ہی رہے تھے کہ  
تبھی اگی کلاس کی بیل ہوئی تھی اور اسے وقت احمد کلاس میں  
داخل ہوا -

!! اسلام علیکم سر

اس کے کلاس میں آتے ہی پوری کلاس نے فل جوش میں سلام کیا  
جس پر اس نے مسکرا کر سلام کا جواب دیا تھا - کلاس شروع  
کرتے اس نے کچھ سوال کروانے شروع کیے اور پھر کلاس کے کچھ  
بچوں کو بیچ بیچ میں سے اٹھا کر پڑھائے گئے لیسن میں سے سوال  
کرتا - آپ مس !! آپ یہاں آکر سوال حل کریں - اس نے  
مشکل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا - جس پر وہ عجیب و غریب

منہ بناتی اُٹھ کر وائیٹ بورڈ تک گئی اور بنا کچھ بولے سوال حل کرنے لگی۔ احمد حیران سا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے خود دیکھا تھا جب وہ سوال کروا رہا تھا تب مثل کا دیہان اس کی طرف نہیں تھا بلکہ وہ منہ نیچے کیے اپنے رجسٹر پر لائنیز ڈرا کرنے میں مصروف تھی۔

سوال حل کرتے ہی اس نے تنزیہ نگاہ احمد پر ڈالتے مار کر ڈائیز پر رکھا تھا۔ کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ احمد نے کیوں اسے بولایا تھا۔ مگر وہ بھی مثل تھی ایان کی بہن۔ اس کی عادت تھی اپنے ٹاپک سے چار اگلے ٹاپک وہ تیار رکھتی تھی۔ وہ واپس سیٹیج سے اڑنے لگی تھی کہ احمد نے اسے روکا تھا۔ مس آپ کل کلاس سے باہر کیوں گئی تھیں بنا میری اجازت کے؟؟ احمد کی بات پر مثل نے اپنی مٹھیاں پیچی تھیں۔ سوری سر میں آپ کو نہیں بتا سکتی اس پر سنل

- وہ ٹکا سا جواب دیتی واپس اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئی - جبکہ احمد بھی کندھے اچکا کر رہ گیا - یونی آف ہونے کا وقت تھا جب وہ کینیٹین آیا تھا مگر سامنے کا منظر دیکھ اس کی آنکھوں میں انگارے بھر آئے تھے - سامنے ہی مثل سمیر کے ساتھ بیٹھی تھی جبکہ سمیر نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور اس سے کچھ بول رہا تھا جس پر وہ - مسلسل ہنس رہی تھی

وہ غصے سے آگے بڑھتا اس سے پہلے ان کے پاس پہنچتا وہاں مناہل ہاتھ میں گھانے کی چیزوں کی ٹرے لیے بیٹھی تھی - جس پر وہ بھی ضبط کرتا واپس مڑ گیا - ہاں بھئی کیا کہہ رہے تھے تم مثل سے جو وہ اتنا ہنس رہی ہے - مناہل ان کے سامنے بیٹھتے بولی - کچھ نہیں

بس بتا رہا تھا کہ اسے کتنے بچے ہوں گے - سمیر کی بات پر مناہل نے حیرت سے دیکھا - کتنے ہوں گے؟؟ اور تمہیں کیسے پتا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

؟ / مناہل نے حیرت اور تجسس سے پوچھا - بھئی ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر بتا رہا ہوں - اور اس کے پانچ بچے ہوں گے - سمیر کی بات پر - مناہل اور مثل کا قہقہہ گونجا - تو بہ تو بہ پانچ بچے

خدا کا خوف کرو یا ر - مناہل نے ہستے ہوئے کہا مگر تبھی اس کی نظر مثل پر پڑی جو ہس رہی تھی اور ہس ہس کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے مگر مناہل دیکھتے ہی پہچان گئی تھی وہ آنسو ہسی کی وجہ سے نہ تھے - اور بالکل ایسا ہی تھی مثل کب سمیر کی بات پر ہس رہی تھی وہ تو ہسی میں اپنا درد چھپا رہی تھی - سمیر کی بچوں والی بات پر اسے احمد کی بات یاد آئی تھی جو اس نے - حمدان کی مہندی کی رات اس سے کہی تھی

مثل مجھے نہ ڈھیر سارے بچے چاہیے ہیں - کیوں کہ میں تو اکلوتا ہوں اپنے ماں باپ کر پر مجھے پوری ٹیم چاہیے ہے - احمد اس کا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ہاتھ پکڑتا بولا تھا جس پر مثل شرما کر اسے گھوری سے نوازتی اپنا  
ہاتھ چھوڑا کر وہاں سے بھاگ گئی تھی۔ مشی او مشی کہاں گھوگئی  
- تم - مناہل کی آواز نے اسے سوچوں سے نکالا تھا

ہاں کچھ نہیں بس سوچ رہی تھی کہ سمیر سے کہوں تمہارا ہاتھ دیکھ  
کر بتائے کہ تم کب مجھے پھپھو بنا رہی ہو - مثل کے کہنے پر مناہل  
نے دونوں ہاتھ کانوں کو لگائے تھے - نہ بہن مجھے تو دور رکھو اس  
نکمے سے مجھے کوئی شوق نہیں اسے ہاتھ دیکھانے کا - مناہل کے  
- ہس کر کہنے لر سمیر اور اس کا قہقہہ بھی کینٹین میں گونجا تھا

.....

مول اور ایان کے بیچ کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوا تھا نہ ہی مول کسی  
اور سے بات کرتی جب سب لوگ گھر نہ ہوتے تو وہ باہر لان میں  
آکر بیٹھ جاتی اور اپنے پیٹ میں پل رہے ننھے وجود سے ہی باتیں



جسٹ فور یو از مانیہ خان

کرتی اپنا غم بانٹ لیتی - ایک ہفتے سے زیادہ کو گیا تھا اس کی اور  
ایان کی ناراضگی کو - اب تو ایان بھی اس دن کے بعد اس کے پاس  
نہیں آیا تھا - اور مول کو اندر ہی اندر یہ بات بھی بری لگ رہی  
- تھی مگر ماننے سے انکاری تھی

.....

وہ کلاس میں بیٹھی تھی کہ ایک لڑکی نے آکر اسے سر احمد کا پیغام  
دیا کہ وہ اسے اپنے آفس میں بلا رہے ہیں - اس کا جانے کا کوئی  
موڈ نہیں تھا مگر مناہل کے کہنے پر چلی گئی - دروزے ناک کرنے  
پر اندر سے احمد کی آواز آئی - آجائیں - وہ دروزہ کھولتی اندر آئی  
جہاں احمد دروزے کی جانب منہ کیے ٹیبل سے ٹیک لگائے کھڑا تھا  
جیائے اسی کا انتظار کر رہا ہو آنے کا - جی سر کیوں بلایا ہے - وہ

اسے دیکھتی بے زاری چھپائے بنا بولی - مسز لگتا ہے تم کچھ زیادہ ہی  
- ہواؤں میں اڑ رہی ہو جو اتنا اٹیٹیوڈ دیکھا رہی ہو

وہ اس کے پاس آتا اس کے چہرے پر شہادت کی انگلی سے لائین  
کھینچتا بولا جس پر مثل نے اس کا ہاتھ جھٹکتے دو قدم پیچھے لیے -  
پہلی بات میں مسز نہیں ہوں دوسری بات میں ہواؤں میں اڑو یاں  
زمین پر چلوں آپ کو مثلہ نہیں ہونا چاہیے اور آخری بات مجھ سے  
دور رہیں - اس کے غصے سے کہنے پر احمد نے ایک ہی لمبے میں اسے  
کنر سے پکڑ کر اپنے بے حد قریب کیا تھا - نہ نہ میری جان آپ  
کی تینوں باتیں فضول تھیں - مسز تو تم میری ہو اور تمہارے ہر  
عمل سے مجھے مسئلہ ہے اور آخری بات تو بے حد فضول تھی کیوں  
کہ بیوی کے پاس ہی رہا جاتا ہے بلکہ بے حد پاس رہا جاتا ہے - وہ  
- اس کو کہتا آخر میں اس کے ہونٹوں کا بوسہ لے چکا تھا

مثل نے زور دار دھکا دیتے اسے خود اے دور کیا - نہیں ہوں  
آپ کی مسز سنا آپ نے - طلاق دینے والے ہو نہ مجھے تو یہ ساری  
بکواس کیوں؟؟ اور خبردار دوبارہ مجھے چھو تو - وہ اپنے ہونٹوں کو  
بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے مسلتی بولی جس پر احمد کا غصہ بڑھا  
تھا - کیوں میرے چھونے سے تکلیف کیوں ہو رہی ہے تمہیں؟؟  
اس سمیر کے چھونے پر تو بڑا مسکراتی ہو - کہیں دل میں تو نہیں  
بسایا ہوا اسے؟؟ وہ اس کہ کہنی کو زور سے دبوچے ایک ایک لفظ  
چبا کر بولا جبکہ مثل تو اس کے شک کرنے پو اسے حیرت سے دیکھ  
رہی تھی مگر اگنے ہی لمبے اس کے چہرے لر مسکراہٹ آئی - ہاں  
کرتی ہوں اسے پسند آپ کو کیا مسئلہ ہے - آپ میرے معاملات  
سے دور رہیں - ویسے بھی آپ سے طلاق کے بعد میں اسی سے  
- شادی کرنے والی ہوں

مشل کی بات پر احمد کے تن بدن میں تو جیسے آگ لگ گئی تھی۔  
یہ تمہاری غلط فہمی ہے میری جان کہ تم مجھ سے چھٹکارا حاصل کر  
پاؤ گی۔ مرتے دم تک اگر تمہیں طلاق دے گیا نہ میں تو میرا نام  
بدل دینا۔ اس نے غصے سے کہتے مثل کو کا بازو ایک جھٹکے سے  
چھوڑا تھا۔ جس پر وہ بھی اسے گھورتی وہاں سے جانے لگی۔ اور  
میری بات کان کھول کر سن لو۔ اگر اب تم مجھے سمیر کے پاس  
نظر آئی تو مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہو گا۔ احمد کے کہنے پر اس بے  
دروازے کے پاس جاتے غصے سے پلٹ کر اسے دیکھا اور آفس  
سے باہر نکلتے ہی فل زور سے دروازہ بند کرتے جیسے اپنا غصہ نکالا  
تھا۔ اندر کھڑا احمد اس کی حرکت پر ضبط کرتا رہ گیا۔ تمہاری غلط  
فہمی ہے مثل کہ احمد شاہ تمہیں چھوڑے گا۔ پہلے میرا ارادہ تھا مگر

جسٹ فور یو از مانیہ خان

اب نہیں تم میری ہی رہو گی ساری زندگی مرتے دم تک - وہ ہلکی  
- آواز میں اسے تصور کیے بولا تھا

.....

ماضی

ایان اور مثل کو پھپھو اپنے ساتھ لے کر گئے آٹھ سال ہو گئے  
تھے - ان کے شوہر اسفند ملک دنیا کے سامنے ایک عام فوجی تھے  
مگر درحقیقت وہ خوفیہ ایجنسی کے سپاہی تھے - ان دنوں انہیں ایک  
بہت بڑے گینگ کے بارے میں مشن ملا ہوا تھا - اور بہت جلد ہی  
وہ اس گینگ کو ختم کرنے والے تھے - سب کچھ سہی جا رہا تھا برا  
ہونا تو تب شروع ہوا جب ایان اور مثل کی والدہ کنزہ بیگم واپس  
آئیں اور پھپھو لوگوں کو ایان اور مثل کی کسٹڈی لینے کا کورٹ میں

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کیس فائیل کرنے کی دھمکی دے کر گئیں - سمرین پھپھو تو ٹینشن  
- لے لے کر بیمار ہو چکی تھیں

کنزہ بیگم کے اندر بھی اولاد کی محبت نہیں جاگی تھی انہیں تو شوہر  
کی جائیداد سے مطلب تھا اور دوسرا وہ جس آدمی کے ساتھ بھاگ  
گئی تھیں وہ ایک گینگ کا رکن تھا اور اس گینگ کے سربراہ سے  
اپنے عاشق کو بڑی پوسٹ دلوانے کے بدلے وہ ان سے مشل کا  
سودہ کر آئی تھیں اور ساتھ ہی ایان کا بھی - وہ عورت واقع عورت  
نام پر گالی تھی جو نہ تو اچھی بیوج بن سکی اور نہ ہی اچھی ماں -  
اسفند انکل کا جس گینگ پر مشن تھا وہ وہی گینگ تھا - اور وہ وہاں  
پر سربراہ کے خاص آدمی کا بھیس بدل کر انفرمیشن اکھٹی کرتے  
تھے کہ وہاں انہوں نے کنزہ کو دیکھا جو گینگ کے سربراہ سے مشل  
- اور ایان کے بارے میں بات کر رہی تھیں



ان کی گھٹیا سوچ اور پلاننگ پر اسفند ملک اپنی مٹھیاں میچ کر رہ گئے تھے - حلیہ بدلے ہونے کے سبب کنزہ بیگم انہیں نہ پہچان پائی تھیں - جس طرح وہ عورت گینگ کے سربراہ کے قریب ہو کر اسے چھو رہی تھی یہ بات یقینی تھی کہ وہ اپنے عاشق کے علاوہ بہت سوں کے بستر کی زینت بنتی تھی - اسفند ملک کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس عورت کو وہیں کھڑے کھڑے گولیوں سے بھون - دیں جس کی وجہ سے ان کا بہترین دوست دنیا سے چل بسا

.....

آخر وہ دن بھی آگیا جب اسفند ملک کا مشن کمپلیٹ ہونا تھا یعنی انہوں نے گینگ کا کام تمام کرنا تھا - ساری ٹیم تیار تھی وہ گھر اپنی محبوب بیوی سے ملنے آئے تھے - ناجانے پھر وہ ان سے مل پاتے یا نہیں - وہ گھر داخل ہوئے تو سامنے ہی سمرین بیگم کو روتے پایا -

کیا ہوا سمرین کیوں رو رہی ہو؟؟ وہ ان کے قریب جاتے فکر مندی سے پوچھنے لگے - اسفند ایان اور مثل کو وہ لے گئی زبردستی - وہ روتے ہوئے بولیں - کون لے گئی انہیں؟؟ اسفند ملک نے حیرت اور پریشانی سے پوچھا - کنزہ!! کنزہ لے گئی میرے بچوں کو - انہیں - بچالیں پلیز

وہ روتے ہوئے ان کے ہاتھ تھام کر بولیں - اچھا تم رو نہیں میں ان کو بالکل سیف تمہارے پاس لاؤں گا - دور حمدان آپ ماما کا خیال رکھو گے اوکے - سمرین بیگم سے کہتے وہ تیرہ سالہ حمدان سے مخاطب ہوئے جس پر اس نے فل جوش سے سر ہلایا - اپنی گڑیا اور دوست کے چلے جانے پر وہ خود رو رہا تھا مگر باپ کی بات بھی مانج تھی - ان دونوں کے ماتھے پر پیار کرتے وہ گھر سے نکل گئے شاید - کبھی نہ آنے کے لیے

\*\*\*

بھائی مجھے موم کے پاس جانا ہے - مثل جو سمرین بیگم کو موم کہتی تھی اپنے پاس بیٹھے پندرہ سالہ ایان سے بولی - جس پر وہ اسے اپنے لگا کر دلاسہ دینے لگا - صبح اچانک ہی کچھ لوگ آئے اور ان دونوں کو زبردستی یہاں لے آئے - اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ یہ کام اس کی موم کا ہی تھا - ابھی وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے بیٹھے ہی تھے کہ اچانک باہر سے فائرنگ کی آوازیں شروع ہو گئیں - جس پر مثل زور زور سے ڈر کر رونگ لگی - ایان اس اچانک ہوئی سچو نمیشن پر خود حیران اور پریشان تھا - ابھی آدھا گھنٹا ہی گزرا تھا کہ زور سے کسی نے دروازہ کھولا - سامنے ان کی ماں ان دونوں کو دیکھ رہی تھی - چلو میرے ساتھ تم - وہ ایک دم

آگے بڑھتیں مثل کو ایان سے دور کرتیں بولیں اور اسے اپنے  
- ساتھ گھسیٹتے ہوئے لیجانے لگیں

جبکہ ایان ان کے پیچھے ہی بھاگا تھا - اسفند ملک نے سارا گینگ ختم  
کر دیا تھا بس لیچھے کنزہ اور اس کا عاشق ہی بچے تھے - کنزہ تو  
نجانے کہاں تھی مگر اس کا عاشق ان کے نشانے پر تھا - رک جاو  
اسفند ورنہ مثل کو مار دوں گی میں - وہ ایک دم وہاں آتیں مثل  
کے گلے پر چاکو رکھتیں بولیں - جبکہ اسفند ملک نے ابھی بھی گن  
ان کے محبوب پر تان رکھی تھی - لگتا ہے تمہیں سنا نہیں میں نے  
کیا کہا ہے - اگر تم نے کوئی بھی حرکت کی تو میں اس بچی کو مار  
دوں گی کہنے کے ساتھ انہوں نے مثل کی گردن پر رکھے چاکو پر  
دباو بڑھایا جس پر مثل کے منہ سے چیخ نکلی اور رونے میں تیزی  
آئی تھی - اور مجھے علم ہے کہ اس بچی میں تمہاری پیاری بیوی کی

جان بستی ہے - وہ جیسے ان کو کمزور کرنا چاہتی تھیں - انہوں نے اپنے سارے ٹیم ممبر کر گن نیچے کرنے کا اثرہ کیا اور خود بھی اپنی - گن نیچے رکھی

جہاں کنزہ کھڑی تھی وہاں پر ان کا کوئی بھیٹیم ممبر نہ تھا جو وہ کوئی ترکیب بنا کر مثل کو چھوڑا لیتے - کہ تبھی پیچھے سے ایان آیا تھا جسے دیکھ انہوں نے اس ایک اشارہ کیا تھا جس پر اس نے فوراً عمل کیا اور نیچے پڑی لاش کے پاس سے گن اٹھا کر خود میں ہمت لاتے اندھا دھند کنزہ بیگم پر فائیر کیا تھا - اس سے پہلے کہ اسفند ملک پھر سے اپنی گن اٹھا کر اس آدمی پر تانتے سامنے والے نے تیزی سے گن اٹھا کر انہیں پر فائیر کر دیا تھا - فائیر کی آواز پر ایان نے سامنے دیکھا جہاں اسفند ملک پر وہ آدمی گولی چلا رہا تھا - اس نے ایک لمحے سے پہلے اپنی گن کا رخ اس آدمی کی جانب کیا

تھا اور باقی بچی گولیاں اس کے اندر اتار دیں - مثل تو خوف سے  
بے ہوش ہو گئی تھی - جبکہ سارے ٹیم ممبر اسفند ملک کی جانب  
- بڑھے تھے

سب کچھ اچانک ہوا تھا انہیں کوئی بھی حرکت کرنے کا موقع ہی نہ  
ملا - ایان بھی گن پھینکتا اسفند ملک کے پاس بھاگ کر پہنچا جن کے  
دل والی جگہ پر گولی چلی تھی - انکل انکل آپ ٹھیک تو ہونہ - وہ  
ان کے چہرے پر ہاتھ رکھتا فکر مندی سے پوچھ رہا تھا - جبکہ اسفند  
ملک کے چہرے پر اتنی درد کے باوجود مسکراہٹ تھی - ایان  
میرے بچے آپ وعدہ کرو اپنی پھپھو ، مثل اور حمدان کا خیال رکھو  
گے - اور بڑے ہو کر میری طرح سیکڑٹ آفیسر بننا - حمدان کو  
بھی بنانا - اسے کہنا یہ اس کے باپ کا خواب تھا - مثل اور پھپھو  
کا خیال رکھنا میری جان - اور باقر انکل سے رابطہ کرنا جب تم



لوگوں کو فورس جوائن کرنے ہو - وہ بھی میری طرح ایجنٹ ہے -  
اپنے وطن سے بڑھ کر کچھ نہیں - اور اپنی پھپھو سے کہنا مجھے  
معاف کر دے ہمارا ساتھ یہیں تک تھا شاید - وہ درد کے مارے  
بمشکل بول رہے تھے - سب کچھ کہنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے  
- وہ شہادت کا رتبہ پا چکے تھے

پھپھو پر تو اپنے محبوب شوہر کی موت کی خبر بجلی کی طرح گری  
تھی اور وہ یہ صدمہ برداشت نہ کرتے ان کے پاس اگلے جہان چلی  
گئیں شاید ان کو بھی اپنے شوہر کے بغیر ایک پل بھی رہنا گوارا  
نہیں تھا - باقر انکل خود انہیں اپنے ساتھ لے گئے تھے اور اتنی سی  
عمر سے ٹریننگ دینی شروع کر دی - مثل بھی شوق سے ان کے  
ساتھ ٹریننگ کرتی اور ان کے ساتھ اس نے بھی یہی فیلڈ چوز کی  
تھی - وہ دنیا کے سامنے بزنس مین تھے - بلڈی ڈیول ، ڈینجر اور

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ہیکر بیوٹی بن کر وہ برے لوگوں کا کام تمام کرتے - یہ نام انہیں  
- فورس کی جانب سے ہی ملے تھے

.....

حال

وہ دونوں حیرت سے باقر انکل کو سن رہے تھے - آج جب وہ گھر  
آئے تو ہر طرف خاموشی اور ویرانی دیکھ حیرت سے مناہل سے  
پوچھا جس نے ان کو ساری بات بتا دی - مثل تو کہیں گئی ہوئی  
تھی جبکہ حمدان اور ایان تو تین دن سے گھر نہیں آئے تھے -  
مناہل کی بات سن وہ فوراً مول کے کمرے میں آئے تھے جو انہیں  
یہاں دیکھ حیران ہوئی تھی - مناہل نے احمد کو بھی ویڈیو کال کر لی  
تھی اور جب باقر انکل نے انہیں ساری حقیقت بتائی تو وہ دونوں  
- ہی اپنی جگہ شرمندہ ہوئے تھے

احمد تو شرمندگی سے نظریں ہی نہیں اٹھا پا رہا تھا - یہ اس نے کیا کر دیا تھا - مثل کو خود سے بدظن کر دیا تھا - ویڈیو کال بند کرتے وہ سر ہاتھوں میں گرائے خود ہو گالیوں سے نواز رہا تھا - میں نہیں جانتا بیٹا کہ ایان نے پہلے آپ سے کیوں حقیقت چھپائی - مگر ہاں یہ ضرور دعوے سے جانتا ہوں کہ اس نے تمہیں اب کیوں سچ سے دور رکھا اور تمہاری بدگمانی دور نہیں کرنی چاہی کیوں وہ اتنے دن سے تم سے ملنے نہیں آیا - باقر انکل کی بات پر اس نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا - کیوں نہیں آئے اور کیوں دور نہیں کی - وہ اپنے مشن پر جا چکا ہے جو تین سے چار ماہ کا ہو گا - یا شاید اس سے بھی زیادہ - اور ایک سپاہی جب مشن پر جاتا ہے تو اپنا کفن سر پر باندھ کر چلتا ہے کیوں کہ اس کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا -

ایان اور حمدان جس مشن پر گئے ہیں وہ ہماری ایجنسی کا سب سے مشکل مشن ہے اور اسی لیے سب سے ہونہار ایجنٹ بھیجے گئے ہیں جن میں وہ دونوں بھی شامل ہیں۔ اسی لیے وہ تمہیں کچھ بھی کہے اور بتائے بغیر چلا گیا کیوں کہ وہ چاہتا تھا اگر اسے کچھ ہو جائے تو تم اس کی یاد میں نہ رہو کیوں کہ جب تم م اس سے نفرت کرتی ہو گی تو اس کی موت تمہارے لیے معنی نہیں رکھے گی اور نہ ہی تم رو کر اپنی طبیعت خراب کرو گی۔ وہ تمہاری اور اپنے بچے کی اچھی صحت چاہتا ہے۔ میں آج ادھر اسی لیے آیا تھا کیوں کہ ایان مجھ سے جاتے ہوئے کہہ کر گیا تھا کہ میں ان کے آنے تک پیلس میں رہوں تم تینوں کے پاس۔ باقر انگل کی باتوں پر مول کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔ نہیں وہ اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا تھا۔

وہ موت کے منہ میں چلا گیا بنا اس سے پوچھے بنا اسے بتائے - اور نہ اسے کوئی دلیل دی اپنی بے گناہی کی الٹا خود کو مجرم ہی ثابت کیا تاکہ اس کی موت پر وہ خوش ہو - پر ایسا تو نہیں تھا - وہ نفرت میں بھی اس کا برا نہیں چاہتی تھی - انکل انہیں کہیں واپس آجائیں - انہیں کہیں مول کو ان کی ضرورت ہے واپس آجائیں - ورنہ اس بار سمرین پھپھو کی طرح میں اکیلی نہیں مروں گی ہمارا بچہ بھی - مر جائے گا - ان سے کہیں نہ آجائیں ہمارے پاس وہ باقر انکل کے گلے لگتی بری طرح روتے ہوئے بول رہی تھی جبکہ پاس کھڑی مناہل کا بھی یہی حال تھا مگر اس نے خود کو مضبوط کر رکھا تھا - ویسے بھی اسی عادت تھی اپنے بابا کے مشن پر جانے پر بھی وہ خود کو مضبوط کر لیتی تھی مگر اس بار دل خود بخود اداس

جسٹ فور یو از مانیہ خان

تھا۔ اس کا بھی دل کیا تھا حمدان کو روکنے کا مگر وہ نہیں کر سکتی  
- تھی سب سے پہلے وطن پھر سب کچھ

.....

آج وہ معمول سے زیادہ تیار ہو کر آیا تھا۔ جبکہ کلاس اسے دیکھ  
حیران تھی۔ سر آپ آج اتنا تیار کیوں ہو کر آئے ہیں؟؟ کلاس  
کی ایک لڑکی نے کھڑے ہوتے پوچھا۔ جبکہ وہ تو پوری کلاس میں  
نظر دوراتے مثل کو ڈھونڈ رہا تھا مگر وہ اسے نہ دیکھی۔ اسے اپنی  
ساری تیاری ضائع جاتی محسوس ہوئی۔ بس کیا بتاؤں ڈیر سٹوڈینٹ  
آج کسی روٹھے کو منانا تھا مگر وہ آیا ہی نہیں۔ اس کی بات پر  
- ساری کلاس حیران ہوئی

کس کو سر؟؟ اب کی بار کسی لڑکے کا سوال آیا۔ بتا دوں؟؟ اس  
نے شرارت سے پوچھا۔ جس پر ساری کلاس سے ہاں میں سر ہلایا



- اپنی بیوی کو منانا ہے یار - اب پتا نہیں کیسے مانے گی - غلطی بھی میری تھی - اسے بہت ہرٹ کیا میں نے - وہ بول رہا تھا کہ اچانک کلاس کی ساری لڑکیاں غم سے چیخیں سر آپ شادی شدہ ہیں؟؟ کلاس کی حیرت سے بھری آواز میں کیے گئے سوال پر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ جی مگر ابھی نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں - کیا فائدہ سر رخصتی ہوئی ہو یا نہیں ہماری امیدوں پر تو پانی پھر گیا نہ - دل تو دیا آپ نے

اس کے کہنے پر کلاس کی ایک لڑکی منہ بگارتی بولی جس پر اس کا قہقہہ بلند ہوا - سوری لیڈیز پر میرے دل میں کوئی اور ہے اور وہ نکاح میں بھی ہے - اس کے مسجرا کر کہنے پر کلاس نے بھی سائیل پاس کی - ویسے سر آپ نے کہا منانا تھا مگر وہ آیا نہیں یعنی وہ اسی یونی کی ہیں - کون ہے وہ سر؟؟ سمیر کے پوچھنے پر احمد نے شیطانی

مسکراہٹ سے اسے دیکھا - بلکل اسی یونی بلکہ اسی کلاس کی ہیں -  
احمد کے کہنے کی دیر تھی کہ پوری کلاس چیخ اٹھی - کیا؟؟ مگر کون  
-؟؟ سب کے پوچھنے پر اس نے مسکرا کر سب کو دیکھا

آپ کی کلاس کی گنڈی مس مثل خان او سوری مسز مثل احمد شاہ  
- اس کے کہنے پر جیسے پوری کلاس کو صدمہ ہی لگ گیا تھا جبکہ  
سب سے زیادہ صدمے میں تو سمیر تھا - وہ ایسے کیسے کر سکتی ہے  
؟؟ سمیر ایک دم کھڑا ہوتا صدمے سے بولا جس کا احمد نے تو کوئی  
اور ہی مطلب لیا - کیا مطلب کیسے کر سکتی ہے - ہمارے نکاح کو  
ایک ماہ سے اوپر ہو گیا ہے - اس بے جیسے سمیر کو جتنا چاہا -  
سوری سر مگر آپ کی بیوی مجھ سے نہیں بچے گی - مجھے روز کہتی  
ہے کہ اگر اپنی شادی پر نہیں بلایا تو میں تمہارا قتل کر دوں گی

اور خود نکاح کیے بیٹھی ہے مجھے بتایا بھی نہیں میں اسے نہیں  
- چھوڑوں گا - وہ صدمے اور غصے سے بولتا احمد کو حیران کر گیا تھا  
مطلب وہ دونوں صرف اچھے دوست تھے اور بلاوجہ غلط سوچ رہا تھا  
- سوری دوست میں تمہیں اپنی بیوی کو کچھ نہیں کہنے دوں گا ویسے  
بھی وہ مجھ سے ناراض ہے تو بس تمہیں اور ساری کلاس کو میری  
مدد کرنی پڑے گی اسے منانے میں - کیا کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے  
میں بتاؤں گا - اور اسے جوئی نہیں کچھ بتائے گا - کوئی بھی اسے شو  
نہیں ہونے دے گا کچھ بھی - ہمیں اسے جیلز کروانا ہے کیوں کہ  
وہ کسی کو میرے قریب یا کسی کی طرف میری توجہ برداشت نہیں  
کرتی - تو کلاس مدد کرو گے سب؟؟ اس کے پوچھنے پر ساری کلاس  
نے پر جوش آواز میں یس سر کہا تھا جس میں سب سے اونچی آواز  
- سمیر کی تھی

.....

کیا میں اندر آجاؤں؟؟ مومل جو اداس سی بیٹھی تھی مثل کی آواز پر اس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں وہ اندر آنے کی اجازت مانگ رہی تھی - آجاؤ مثل اجازت کیوں مانگ رہی ہو - اس نے ہلکا سا مسکرا کر اسے کہا جس پر وہ دروازہ بند کرتی اندر آئی تھی - کیسی ہو؟؟ مثل نے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے پوچھا - تمہیں کیسی لگ رہی ہوں؟؟ مثل کے سوال کے جواب پر مومل نے آگے سے خود سوال کیا جس پر مثل نے بنا کچھ کہے سر نیچے جھکا لیا - معاف کرنا مومل میں بہت شرمندہ ہوں تم سے - میں - تمہیں دوست کہتی تھی مگر تم سے سچ چھپایا

آج یہاں بھی بہت حوصلہ جمع کر کے آئی ہوں تاکہ تمہیں سچ بتا سکوں - مثل کے شرمندہ سا کہنے پر مومل نے اس کا ہاتھ پکڑا -

کون سا سچ مشی یہی کہ تم لوگ سیکرٹ ایجنٹ ہو - مول کے کہے گئے الفاظ پر مثل نے حیرت سے اسے دیکھا تھا - تمہیں کیسے پتا؟؟ وہ آنکھوں میں حیرت لیے بولی - جس پر مول پھیکا سا مسکرائی تھی - باقرانگل نے بتایا تھا کل - تم گھر نہیں تھی تب - تم مجھ سے معافی مت مانگو مشی بلکہ مجھے معاف کر دو - میں نے تم لوگوں کو کیا کیا نہیں کہا اور سب سے بڑھ کر احمد بھائی کی طرف سے - معافی مانگتی ہوں تم سے

پلیز مثل مجھے اور احمد بھائی کو معاف کر دو وہ اس وقت غصے میں تھے اسی لیے وہ الفاظ کہے - اور میں جانتی ہوں تم بہت ہڑٹ ہوئی ہو پلیز معاف کر دو - مول اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی بولی جس پر مثل نے فوراً اس کے جڑے ہاتھوں کو تھاما تھا - یہ کیا کر رہی ہو مول ایسے مت کہو - تم میری دوست سے بڑھ کر میری بہن ہو

اور میرے بھائی کی محبت بلکہ عشق ہو ان کا میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں ان ساری وجوہات پر - تم نے تب جو کہا وہ سب بس ایک غلط فہمی کے زیر اثر کہا تھا - لیکن تمہیں برا کوئی بھی لفظ مجھے برا نہیں لگا تو تم سے ناراض یا غصہ ہونا نہیں بنتا میرا اور رہی بات احمد کی تو مجھے معاف کرنا مول یہ میرے بس میں نہیں کیونکہ اس نے دل پر وار کیا تھا اپنے الفاظ سے - وہ مجھے برا بھلس جو مرضی کہتا مگر اس نے سیدھا طلاق کی بات کی - اور یہاں وہ میرے دل سے اتر گیا -

مشکل کی بات پر مول اپنی جگہ شرمندہ ہوئی تھی - جو بھی تھا احمد اسی کا بھائی تھا - ایان کا کچھ پتا ہے وہ کیسے ہیں؟؟ مول کے سوال پر مشکل نے نہ میں سر ہلایا - نہیں مول جب مشن لڑ جایا جاتا ہے تو تب تک کوئی خبر نہیں ملتی جب تک مشن کمپلیٹ نہ ہو



جائے اور خبر بھی دو طرح سے ملتی ہے یا تو جب گھر کے دروازے پر وہ سپاہی خود آئے یا پھر اس کا جنازہ - مثل کی بات پر مول کا ہاتھ اپنے دل پر گیا تھا - اللہ نہ کرے انہیں کچھ ہو - مول نے جلدی سے دل میں استغفار پڑھتے مثل سے کہا - جانتی ہو مول بھائی کبھی بھی خود سے بے گانہ نہیں ہوئے مگر تمہاری ناراضگی میں وہ خود کو بھول گئے تھے نہ اپنا ہوش تھا نہ ہی آس پاس کا اسی لیے وہ جان بوجھ کر مشن پر گئے ہلانکہ مشن ابھی نہیں ہونے والا تھا - مگر انہوں نے پہلے ہی تہہ کر لیا

میں نے بہت کہا تھا انہیں مجھے بھی ساتھ لے جائیں مگر وہ بولے نہیں مثل تمہیں یہاں رہنا ہے مول اور مناہل کا خیال رکھنا ہے

- اور آخری بار جب محب ان سے ملی تو انہوں نے جاتے ہوئے مجھے کہا تھا - مشی میں اپنی زندگی اور اپنی جان تمہارے حوالے کر

کے جا رہا یوں ان کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے - اور جانتی ہو انہوں نے زندگی اور جان کسے کہا تھا - مول جو آنکھوں میں آنسو لیے اس کی باتیں سن رہی تھی اس کے پوچھنے پر نہ میں سر ہلانے لگی - ان کی زندگی تم ہو اور جان آنے والا وجود یعنی ان کی اولاد - اور انہیں جو جیسے یقین ہے بیٹی ہی ہو گی مجھے کہہ کر گئے ہیں کہ مجری بیٹی کو اپنی طرح مضبوط بنانا مشی اگر میں نہ لوٹ سکا

-

اور میں بہت روئی تھی ان کی اس بات پر اللہ نہ کرے انہیں کچھ ہو - وہ اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی کہ تبھی نظر مول پر گئی جو بے آواز رو رہی تھی - خیر چھوڑو ساری باتیں آو باہر چلتے ہیں مناہل نے کیک بنایا ہے مل کر کھاتے ہیں - وہ اسے اداس دیکھ

جلدی بولی جس پر مول بھی اپنے آنسو صاف کرتے خاموشی  
- سے اس کے ساتھ چل پڑی

.....

انہوں نے مول سے بھی کہا تھا یونی چلنے کا مگر اس نے منع کر دیا  
تھا اس کا کوئی موڈ نہیں تھا اس حالت میں گھر جیسی پر سکون جگہ  
چھوڑ کر یونی کے شور میں جاتی - اسے تو ایان نے بھی بہت کہا تھا  
آگے پڑھنے کا جب اس کی بینائی واپس آئی تھی مگر اس کا کوئی موڈ  
نہیں تھا پڑھنے کا - بارہ بھی اس نے احمد کے کہنے اور اس کے  
پڑھانے کے ذریعے پرائیویٹ کر لیں تھیں مگر اب اس کا کوئی موڈ  
نہیں تھا آگے پڑھائی جاری رکھنے کا - وہ دونوں کلاس میں بیٹھیں  
تھیں اور ساری کلاس مثل کو دیکھ کر اپنی ہسی ضبط کر رہی تھی مگر  
- اس کے دیکھتے ہی وہ لوگ اپنی نطتیں گھما لیتے

یار مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے سب مجھے ہی دیکھ رہے ہیں - مثل  
نے نے مناہل اور موئل سے آہستہ آواز میں پوچھا - نہیں تمہارا  
وہم ہو گا یار - مناہل کے کہنے پر اسے بھی لگا شاید اس کا وہم ہی  
ہے - اوئے یہ سمیر نظر نہیں آرہا - کہاں ہے وہ کیا آج آیا نہیں  
؟؟ مثل نے اپنے پیچھے والے بیچ پر بیٹھے لڑکے سے پوچھا جس نے  
آگے سے کندھے اچکا دیے کہ تبھی احمد کی کلاس شروع ہوئی اور  
وہ کلاس میں داخل ہوا اور اس کے ساتھ ہی سمیر بھی تھا جس سے  
وہ ہس ہس کر کچھ کہہ رہا تھا - کلاس میں آتے ہی سمیر مثل  
لوگوں کے ساتھ جا کر بیچ پر بیٹھ گیا جبکہ مثل اسے یوں احمد کے  
ساتھ آنے اور اس کے ساتھ ہس ہس کر باتیں کرنے کی وجہ سے  
- گھور رہی تھی جس پر وہ اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگا

اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتا کلاس کی ایک لڑکی نے احمد کو مخاطب کیا - سر آپ سے ایک سوال پوچھوں؟؟ اس نے آنکھیں چھوٹی کیے اس لڑکی کو دیکھا تھا جسے احمد بولنے کا کہہ رہا تھا - سر آپ میرڈ ہیں کیا یا پھر کوئی منگنی وغیرہ؟؟ اس لڑکی کے سوال پر مثل اور مناہل دونوں کی نظریں احمد پر ٹک گئی تھیں کہ آخر اس کا کیا جواب ہو گا - نہیں ڈیر میں بلکل سنگل ہوں - احمد کے جواب پر جہاں مناہل اور مثل کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا وہیں کلاس نے اپنی ہسی چھپائی تھی - مثل کو تو اس کے جواب سے زیادہ اس لڑکی کو ڈیر کہنے پر تپ چڑھی تھی - مناہل بھی اپنا غصہ چہرے پر سجائے اس سے پہلے کھڑے ہو کر احمد کے سر ہونے کا بھی لحاظ سائیڈ پر رکھتی اسے کھڑی کھڑی سناتی مثل نے اس کا

ہاتھ پکڑ ایسا کرنے سے روکا تھا - اوہ سر کوئی گڑل فرینڈ بھی نہیں ہے کیا؟؟

کلاس کے کسی دوسرے لڑکے کی جانب سے سوال آیا جس پر احمد نے معصوم چہرے بنا کر نہ میں سر ہلایا - جبکہ مثل نے غصے سے اپنی مٹھیاں میچ لیں تھیں - آنکھوں میں خود بخود آنسوؤں آگئے تھے جنہیں اس نے آنکھیں بار بار جھپکتے اندر واپس دھکیلنا چاہا - سر تو آپ حکم کریں کوئی پیاری سی لڑکی دیکھ کر آپ سیٹنگ کروا دوں؟؟ اب کے سمیر کے کہنے پر احمد کے ساتھ ساری کلاس کا قہقہہ گونجا تھا - جبکہ مثل اور مناہل دونوں نے سمیر کو گھور کر دیکھا تھا جو ان کے دیکھنے پر جلدی سے چہرے کا رخ بدل گیا - سر ویسے میں بھی کسی سے کم نہیں آپ مجھے بھی تو اپنی لائف پاٹرن کے روپ میں چوز کر سکتے ہیں - کلاس کی ایک لڑکی کھڑی ہوتی ایک



ادا سے بولی جس پر ساری کلاس نے ہوٹنگ کی تھی - ویسے بات تو  
- آپ کی سہی ہے مس

آپ واقع کسی سے کم نہیں ہیں - احمد کے الفاظ پر مثل کا ضبط  
جواب دے گیا تھا اور وہ غصے سے اپنی سیٹ پر کھڑی ہوتی زور زور  
سے تالیاں بجانے لگی - واہ مسٹر احمد واہ - سہی دیکھا رہے ہیں نہ  
اپنی مردوں والی خصلت - میں ہس کر سمیر سے یا کسی لڑکے سے  
بات کر لوں تو آپ کے اندر کا شوہر جاگ جاتا ہے اور مجھ پر  
پابندیاں لگائی جاتی ہیں - مجھے یاد دلایا جاتا ہے کہ میں آپ کے  
نکاح میں ہوں - اور خود کیا کرتے ہیں آپ؟؟ بولیں خود کیا ہیں  
آپ؟؟ پہلے آپ نے مجھے کہا تھا نہ کہ آپ مجھے طلاق دیں گے تو  
آج میں کہہ رہی ہوں مجھے آپ سے طلاق چاہیے - بس کرو بکواس  
بند کرو اب یہ لفظ منہ سے نہ نکلے - وہ جو چپ چاپ عنایہ کی

باتیں سن رہا تھا مگر طلاق والی بات پر اس نے غصے سے چیختے ہوئے  
- کہا

ساری کلاس سانس روکے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جبکہ ایک  
سٹیوڈنٹ نے جلدی سے جا کر دروازہ بند کر دیا تاکہ باہر آواز نہ  
جائے اور نہ ہی کوئی اندر آ سکے - کیوں اب کیوں چپ کر وارہے  
ہیں مجھے - مت بھولیں آپ کے ہی الفاظ تھے یہ اور اگر میرے  
بھائی اور آپ کی بہن وہاں نہ ہوتی تو کوئی شک نہیں آپ دے  
بھی دیتے مجھے طلاق - مثل کی بات پر احمد کا سر شرمندگی سے  
جھک گیا تھا - سوری مثل ائی ایم ریلی سوری مجھے میری غلطی کا  
اندازہ ہے مگر پلیز یار ایسے نہ کرو - یہ سب بھی ڈرامہ تھا بس  
- تمہاری انٹنشن لینے کے لیے

مجھے معاف کر دو - تم میری محبت ہو یہ بات تم بھی جانتی ہو - تو میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ معاف کر دو - احمد ہارے ہوئے لہجے میں کہتا اس کے قریب آنے لگا جب مثل نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا - بس آگے مت آئیے گا - اور کس غلطی کی بات کر رہے ہیں آپ مسٹر احمد؟؟ وہ غلطی نہیں بلکہ گناہ تھا - طلاق کا لفظ استعمال کیا تھا آپ نے بنا کوئی بات جانے بنا کوٹھ دلیل سنے - تب یاد نہیں آیا آپ کو کہ میں آپ کی محبت ہوں جس سے آپ نے اپنی مرضی سے نکاح کیا تھا - اور یہ سارا ڈرامہ ہو یا حقیقت مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا - میں اب آپ کے ساتھ یہ رشتہ اور نہیں رکھ سکتی - وہ غصے سے بولتی مناہل کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے جانے لگی مگر احمد نے اچانک اس کا رستہ روکا تھا - تمہیں - بھی تو مجھ سے محبت ہے

وہ آنکھوں میں آس لیے بولا جس پر مثل زخمی سا مسکرائی تھی  
اور آنکھوں میں آنسو آئے تھے - ہاں محبت ہو گئی تھی تم سے  
بہت اور بے تحاشہ محبت - تمہاری توجہ اور پیار کی عادی ہو گئی تھی  
میں مجھے تمہاری مجھ سے محبت سے محبت تھی - جانتے ہو احمد میں  
نے اس دن تمہارا بہت انتظار کیا تھا - یونی سے بھی چھٹی کی تھی  
اور تمہارے لیے سپیشل کھانا بنایا تھا - حمدان مجھ پر کبھی ہستا تو کبھی  
میری بے چینی دیکھ مسکرا دیتا - مگر تم نے اس دن مجھے یہاں درد  
دیا - اس نے دل پر ہاتھ رکھتے کہا - اور میری روح کو زخمی کیا -  
جانتے ہو جب تم نے طلاق کا لفظ نکالا تھا تب میں ایک سیکنڈ میں  
ہزار موت مری تھی - ہم نے اس دن اپنی شادی کا لہنگہ لینے جانا  
تھا میں صبح سے ناجانے خیالوں میں کتنے خاکے بنا چکی تھی کہ اس  
- کلر کا میرا لہنگا ہو گا اور اس طرح کی تمہاری شیروانی

تین ہفتے بچے تھے ہماری رخصتی کے - اور تم نے ان تین ہفتوں کی دوری اور بے چینی کو تین لفظوں کی دھمکی دے کر ختم کر دیا - وہ روتے ہوئے بولتی اپے ساتھ ساری کلاس کو رولا رہی تھی جبکہ احمد خود اس کی باتیں سن اپنی آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں نہ روک سکا - کیا واقعہ مثل کو اتنی محبت ہو گئی تھی اس سے - سوری مثل میری جان میں وعدہ کرتا ہوں اب ایسا نہیں کروں گا بلکہ میں اپنے کہے گئے ایک ایک لفظ کا ازالہ کروں گا - وہ شرمندگی سے کہتا اس کے ہاتھ تھام گیا جس پر مثل نے روتے ہوئے نہ میں سر ہلایا - نہیں اب یقین نہیں کرنا تم پھر یقین توڑ دو گے - وہ ہچکیوں کے درمیاں بولی تھی جبکہ احمد اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا - اور اس کا ہاتھ تھام کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا -

مشل میں احمد شاہ وعدہ کرتا ہوں بس ایک بار میرا یقین کر لو میں دوبارہ تمہاری آنکھوں میں اپنی وجہ سے آنسو نہیں آنے دوں گا - اپنے دیے گئے ایک ایک زخم کا ازالہ کروں گا - میری گیر نٹی موٹل سے لے لینا مگر پلیز یار آخری دفعہ معاف کر دو اور پھر سے یہ ہاتھ تھام لو - تو کیا پھر سے میرے ساتھ ہماری دنیا بساؤ گی - وہ محبت سے چور لہجے میں ایک ایک لفظ بول رہا تھا جبکہ اس کے آخر میں پوچھنے پر پوری کلاس آنسو صاف کرتی مثل کے جواب کا انتظار کرنے لگے -

ہاں کر دو مثل ہاں کر دو - پلیز مثل سے یس پلیز - ساری کلاس اسے ہاں بولنے کا کہہ رہی تھی کہ تبھی مناہل کے بھی اپنے

کندھے پر ہاتھ رکھنے پر اس نے مڑ کر اسے دیکھا تھا جو خود اسے گردن ہلا کر ہاں کرنے کا اشارہ کر رہی تھی - اس نے واپس احمد



کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں امید لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایک لمبا سانس بھرتے اس نے ہاں میں سر ہلا دیا جبکہ اس کے ہاں کرنے پر ساری کلاس نے ہوٹنگ شروع کر دی جبکہ لڑکے تو - باقاعدہ ناچنے لگے تھے جن میں سب سے آگے سمیر تھا

احمد نے کھڑے ہوتے اسے کس کر گلے لگایا تھا۔ جس پر مثل نے شرما کر اس کے سینے میں سر چھپا لیا تھا جبکہ مناہل کو بھی احمد نے ہاتھ سے اشرہ کرتے پاس بلایا تھا اور اسے بھی اپنے گلے لگایا تھا جو آنکھوں میں خوشی کے آنسو لیے مسکرا رہی تھی۔ شکریہ بھائی آپ نے ہمارے گھر کی رونق کے چہرے پر اصلی رونق وں مپس لا دی۔ مناہل نے اس کے بازو کے حصار میں آتے مسکراتے ہوئے کہا جس پر احمد نے بھی مسکرا پر مثل کو دیکھا تھا - جو سمیر کو گھور رہی تھی جو ناچ ناچ کر اسے زچ کر رہا تھا

## Just For You By Manya Khan

روز کا کام سر انجام دے رہی تھی کہ اچانک باقر انکل نے آکر اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکٹایا اور اس کے اجازت دینے پر کمرے میں داخل ہوئے تھے مگر ان کے چہرے پر پریشانی دیکھ مول کے دل میں ایک خوف بیٹھا تھا۔ کیا ہوا انکل ایسے کیوں - پریشان نظر آرہے ہیں

مول نے پریشانی سے تصویر سائیڈ پر رکھتے ان سے پوچھا - مول بیٹا میں مناہل اور مثل ہو سپٹل جا رہے ہیں تو تم اپنا خیال رکھ لو گی نہ؟؟ باقر انکل کی بات لر اس نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا - کیا ہوا انکل خیر تو ہے ہو سپٹل کیوں جانا ہے - اس کی پریشانی میں اضافہ ہوا تھا - بیٹا وہ حمدان کو گولی لگی ہے اور اسے ہمارے آرمی ہو سپٹل میں ایڈمٹ کیا گیا ہے اس لیے میں مناہل اور مثل جا رہے ہیں - تمہیں بھی لے جاتے مگر تمہاری حالت کی وجہ سے کہہ

جسٹ فور یو از مانیہ خان

رہے ہیں کہ تم گھر رہ لو۔ باقر انگل کی بات پر وہ پریشانی سے فوراً  
- کھڑی ہوئی تھی

کیا؟؟ کب لگی انہیں گولی۔ اب کیسے ہیں وہ؟؟ وہ ایک دم ان  
سے سوال پوچھنے لگی۔ بیٹا ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے اور ابھی ہمارا جانا  
ضروری ہے مناہل نے رو رو کر حال برا کر لیا ہے۔ اور مشکل کی  
حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ باقر انگل کی بات پر اس نے فوراً  
ڈوپٹ سہی سے اپنے اوپر لیا تھا۔ چلیں میں بھی ساتھ جاؤں گی اور  
پلیز منامت کریے گا۔ مول کے جانے والی بات پر وہ جو اعتراض  
کرنے والے تھے خاموش ہو گئے۔ جیسے تمہاری مرضی بیٹا۔ وہ  
کہتے کمرے سے باہر نکل گئے جبکہ مول بھی اپنا بھاری وجود  
- سنبھالتی ان کے پیچھے نکلی تھی

.....

ہو اسپتال پہنچنے تک مناہل کا رو رو کر براہال تھا جبکہ مول خود بھی روتی اسے تسلیاں دے رہی تھی اور مثل وہ تو بس خاموشی سے بت بنی بیٹھی تھی۔ آنکھیں بالکل ساکت سی ایک ہی جگہ پر ٹکیں تھیں۔ ہو اسپتال پہنچتے ہی وہ سب جلدی سے اندر گئے تھے جہاں حمدان کا اپریشن چل رہا تھا۔ کوریڈور میں ہی انہیں ایان اور ان کے باقی ساتھ بھی نظر آئے جن کے چہروں پر بھی پریشانی اور فکر - درج تھی

ان کے وہاں آتے ہی وہ سب ایان سے ملتے وہاں سے چلے گئے جبکہ روتی ہوئی مناہل کو چپ کروانے کے ساتھ خود روتی مول پر ایان کی نظر پری تو اس نے غصے سے اپنی مٹھیاں میچ لیں۔ وہ اچھی طرح اپنی حالت سے واقف تھی پھر بھی یہاں آگئی اور اوپر سے رو رو کر اپنی حالت بھی بگاڑ رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ اس

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کی کلا دس لیتا اس کی نظر مثل پر گئی تھی جو خاموشی سے سر  
جھکائے کھڑی تھی - وہ مول سے بعد میں نیٹنے کا سوچتا مثل کے  
پاس گیا تھا - اپنے پاس کسی کو کھڑا ہوتا محسوس کر مثل نے سر  
- اٹھا کر سامنے والے کو دیکھنا چاہا

جبکہ سامنے ایان کو کھڑا دیکھ اس نے اسے آنسوؤں سے بھری  
آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ زار و قطار روتی اس  
کے گلے لگی تھی - بھائی میرا بڑی!! بھائی وہ اندر تکلیف میں ہے -  
وہ زندگی اور موت کے بیچ جھول رہا ہے اور مجھے برداشت نہیں ہو  
رہا یہ - پلیز بھائی اسے کہیں نہ وہ مجھے تنگ نہ کرے - میں اس  
سے کبھی نہیں لڑوں گی - اس کی ہر بات مانوں گی - پر اسے کہیں  
میری اس طرح جان نہ نکالے میں بھی مر جاؤں گی اس کو کچھ ہوا  
تو - میں اپنے بڑی کے بغیر کچھ نہیں - اور یہ بات وہ جانتا ہے اس



لیے مجھے تنگ کر رہا ہے - اسے کہیں اپنی پاٹرن کے ساتھ ایسا نہ کرے میں لاکھ مضبوط بن جاؤں پر اس کے لیے میرا دل بچوں والا ہے -

اسے کہیں نہ ٹھیک ہو جائے - وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے ایان کے سینے سے لگی بول رہی تھی جبکہ اس کے رونے پر ایان کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں - موٹل اور مناہل اپنا غم بھول اس کے رونے پر رونے لگی تھیں - ابھی وہ ایان کے سینے سے لگی رو رہی تھی اور ایان اس کی کمر سہلاتا چپ کروا رہا تھا کہ تبھی آپریشن ٹھیٹر سے ڈاکٹر باہر آیا تھا - مبارک ہو میجر ایان کیپٹن حمدان بلکل ٹھیک ہیں - ڈاکٹر کی بات ان سب کے اندر خوشی کی ایک لہر لے آئی تھی - آپ لوگ تنگوڑی دیر بعد ان سے مل لیجیے گا - ڈاکٹر ایان سے کہتا باقر انکل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتا وہاں سے جا

جسٹ فور یو از مانیہ خان

چکا تھا - باقر انکل ایان سے نماز کا کہہ کر چلے گئے اور مناہل  
مثل دونوں بھی پریر روم کی طرف بڑھ گئیں سجدہ شکر کرنے  
- جبکہ مول وہیں بیچ پر بیٹھی تھی

ایان اس کو دیکھتا وہیں بیچ ہر اس کے قریب بیٹھ گیا - مول جسے  
اب ایان کی ہوش آئی تھی اپنے الفاظ جمع کر رہی تھی بولنے کے  
لیے - تمہیں نہیں آنا چاہیے تھا مول ہو سپیٹل وہ بھی اس حالت  
میں - ایان نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے کہا - آج کتنے  
دنوں بعد وہ اسے دیکھ رہا تھا جو ممتا کا روپ لیتی اور خوبصورت ہو  
گئی تھی - مجھے فکر تھی حندان بھائی کی - مول کے معصومیت سے  
کہنے پر ایان کا دل نہ کیا اسے ڈانٹنے کا سو بنا اسے ڈانٹے وہ خاموش  
- ہو گیا

آپ اتنے دن کیوں نہیں آئے؟؟ جانتے ہیں میں کتنی ترپی ہوں  
آپ کے لیے - وہ اس کی جانب دیکھتی بولی - ان پانچ ماہ میں تم  
سے دور ضرور رہا ہوں مگر تمہاری ہر ایک موومنٹ پر نظر تھی  
میری اور تم جتنا مرضی ترپی ہو یہ ترپ اس ترپ کے آگے کچھ  
نہیں میری جان جو میں نے اپنے اندر محسوس کی تمہاری جدائی میں  
- ایان کے الفاظ سن مول کر خود پر رشک اور غصہ ایک ساتھ آیا  
تھا - رشک اتنی محبت کرنے والا شوہر ملنے پر اور غصہ اپنے ماضی  
کے رویے پر - پلیز آیان مجھے معاف کر دیں - میں نے آپ کو  
ناجانے کیا کچھ نہیں کہا - مگر اب مجھے احساس ہوا کہ میں کتنی غلط  
تھی - وہ ایان کے سینے سے لگتی روتی ہوئی بولی جبکہ ایان اس کو  
اس کا یوں قریب آکر گلے لگنا سکون دے گیا تھا - اب تو دور  
جانے کی بات نہیں کرو گی نہ؟؟

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ایان نے اس کی کمر سہلاتے کہا - کبھی نہیں کروں گی - مجھے میرا شوہر ہر حال میں قبول ہے چاہے وہ ایان ہو یاں پھر بلڈی ڈیول - کیوں کہ وہ ہر روپ میں میرا دیوانہ ہے اور مجھے میرے دیوانے کی دیونگی سے محبت ہے - وہ سر اوپر کرتی اس کی مغرور ناک پر لب رکھتے بولی جس پر اس نے بھی اس کے لبوں کا بوسہ لیا تھا - وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی اور تھوری ہی دیر میں سکون کی نید سو گئی تھی - ان گزرے پانچ ماہ بعد اسے سکون کی نید آئی تھی کیوں کہ اس وقت وہ اپنے شوہر کی باہوں کے مضبوط حصار میں سو رہی تھی - اور اسی حصار کو تو وہ ترس رہی تھی -

.....

حمدان کو ہوش آگیا تھا اور ڈاکٹر نے انہیں اس سے ملنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس وقت وہ سب اس کے کمرے میں موجود تھے احمد بھی آگیا تھا مگر مثل وہاں موجود نہ تھی۔ مناہل اس کے پاس بیٹھی اسے فروٹس کاٹ کر دے رہی تھی اور ایان کو - چھوڑ باقی سب وہیں پاس پڑے صوفے پر بیٹھے تھے

ایان وہیں صوفے کے پاس کھڑا مول کو نہار رہا تھا جو اپنے بھائی سے ناجانے کون کون سی باتیں کر رہی تھی اور باتوں کے دوران اس کے منہ کے بنتے فیس ایکسپریش ایان کو بہت مزے کے لگ رہے تھے کیوں کہ وہ بالکل بچوں کی طرح باتیں کر رہی تھی اور ایان اس بات کا بھی قائل ہوا تھا کہ مول جھوٹ نہیں کہتی تھی احمد واقع اسے اپنی سگی بہنوں سے بڑھ کر چاہتا تھا کیوں کہ اس

وقت بھی وہ بہت انہماک سے اس کی باتیں سن رہا تھا جیسے اس سے ضروری کام دنیا میں ہو ہی نہ - مثنی کہاں ہے؟؟

وہ اب تک مجھے ملنے نہیں آئی - حمدان جو کب سے دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا کہ مثل شاید اب آجائے مگر جب وہ نہ آئی تو آخر پرچھ ہی بیٹھا - اس کے پوچھنے پر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے - ناراض ہے تم سے - اسی لیے نہیں آ رہی اندر - باقر انکل کی بات پر اسے حیرانی ہوئی تھی - کیوں؟؟ ناراض کیوں ہے وہ مجھ سے؟؟ میں نے کیا کیا ہے؟؟ حمدان کے پریشانی سے پوچھنے پر سب مسکرائے تھے - تم نے تھوڑی دیر پہلے اس کی جان نکال دی تھی - ایان کی بات پر اس نے پہلے تو اسے نا سمجھی سے دیکھا مگر - جب بات سمجھ آئی تو ہلکہ سے ہس دیا - اوہو یہ لڑکی بھی نہ



کہاں ہے وہ؟؟ حمدان کے پوچھنے پر سب نے دروازے کی جانب اشارہ کر دیا مطلب صاف تھا کہ وہ باہر تھی - مجھے لے کر چلو زرا اس کے پاس - حمدان اٹھنے کی کوشش کرتا بولا جبکہ مناہل نے اسے جلدی سے سہارا دیا تھا - نہیں تم آرام کرو اسے اندر بلا لیتا ہوں - تمہارے ٹانگے نہ کھل جائیں - ایان کے منع کرنے پر اس نے نہ میں گردن ہلائی - نہیں وہ مجھ سے ناراض ہے تو جانا بھی مجھے چاہیے اسے منانے - اور کچھ نہیں ہوتا یا ایک مجاہد اتنی سی چوٹ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا - حمدان کے گردن کھڑی کر کے کہنے پر سب مسکرائے تھے جبکہ ایان اور احمد نے آگے بڑھ کر - اسے سہارا دیتے کھڑا کیا تھا اور باہر کی جانب لے کر چل دیے

.....

مثل حمدان کے کمرے کے باہر بیچ پر سر جھکائے بیٹھی تھی - وہ  
لاکھ مضبوط سہی مگر حمدان کے لیے وہ بہت پوزیسو تھی - شاید  
ایان اور احمد سے بھی زیادہ - وہ اسے لاکھ لڑتی جھگڑتی مگر اس کے  
بغیر ایک لمحہ رہتی بھی نہیں تھی - اور اب بھی اس میں بالکل ہمت  
نہیں تھی کہ وہ اندر جا کر اسے زخمی حالت میں دیکھ سکے - اسی  
لیے نم آنکھیں لیے باہر بیچ پر ہی بیٹھ گئی تھی - وہ وہیں بیٹھی  
زمین پر نظریں جمائے ہوئے تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز  
آئی -

وہ اچھے سے جانتی تھی کہ کون آیا ہو گا - اگر وہ حمدان کو زخمی  
حالت میں نہیں دیکھ سکتی تھی تو وہ بھی اسے دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا  
تھا - مٹی میری جان ! وہ اس کے قریب پہنچتا پیار سے اسے  
پکارتے بولا جس پر مثل نے اپنی نم آنکھیں اوپر کرتے اسے دیکھا

تھا جو ایان اور احمد کے سہارے سے کھڑا تھا - وہ جلدی سے کھڑی ہوتی فکر مندی سے اس کا بازو تھام گئی - تم کیوں باہر آئے ہو؟؟ - تمہارا زخم کچا ہے ابھی اور تمہارے ٹانگے بھی کھل سکتے ہیں وہ فکر مندی سے کہتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی جبکہ احمد اور ایان دونوں خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے - تو اور کیا کرتا تم تو آئی نہیں اندر اور میرا تمہارے بغیر گزارا نہیں اسی لیے باہر آگیا - اور یہ زخم ، ٹانگے کچھ بھی نہیں ہیں تمہارے لیے تو ہر درد برداشت ہے - وہ پیار سے اس کا چہرہ تھپتپاتے بولا ہس پر مثل مسکرا کر کس کر اس کے گلے لگی تھی اور حمدان کی چیخ نکل گئی - دیہان سے مثل - ایان اور احمد ایک ساتھ بولے تھے جبکہ مثل خود پریشان ہوتی پیچھے ہٹی تھی - سوری بڑی سچی پتا نہیں چلا - ایم ریلی سوری - زیادہ لگی تو نہیں؟؟ وہ فکر مندی اور

شرمندگی سے بولتے آہستہ سے اس کے زخم والی جگہ پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے بولی - ارے کچھ نہیں ہوا میری جان تم پریشان نہ ہو - میں ٹھک ہوں

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس پر بوسے دیتے بولا جبکہ مثل کو ابھی بھی شرمندگی ہو رہی تھی - چلو اندر چلیں اور تم مجھے بتاؤ اس کمینے انسان سے تم نے صلح کیوں کی - وہ ایان اور احمد کا سہارا چھوڑتا مثل کا سہارا لیتا احمد کی طرف اشارہ کرتے بولا جبکہ مقصد صرف اسے نارمل کرنا تھا - اور پھر ایسا ہی ہوا وہ اسے سہارا دے کر آہستہ آہستہ چلتی کمرے میں لے گئی اور ساتھ ہی اسے ساری رام لایا سنانے لگی جبکہ پیچھے کھڑا احمد ان دونوں کی محبت کو حیرت سے دیکھ رہا تھا - وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے اتنی اہمیت رکھتے تھے کہ اتنی تو شاید احمد اور مناہل بھی نہیں رکھتے تھے - شاید وہ

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کبھی بھی مثل کی زندگی میں حمدان سے زیادہ اہمیت نہیں حاصل  
- کر سکتا تھا

وہ سوچ رہا تھا کہ ایان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے  
سوچوں کی دنیا سے باہر حقیقت کی دنیا میں واپس بلایا تھا - زیادہ  
مت سوچو ان کے بارے میں - وہ ایسے ہی ہیں - ایان کے مسکرا  
کر کہنے پر اس نے بھی مسکراہٹ پاس کی اور دونوں اندر بڑھ گئے  
جہاں وہ مثل اسے احمد کے یونی میں آکر اسے تنگ کرنے کا بتا  
رہی تھی اور احمد کو اندر آتا دیکھ وہ اسے گھوریوں سے نواز رہا تھا  
جس پر احمد نے اسی کے سٹائیل میں اپنے بتیس دانتوں کی نمائش  
- کر کے دیکھا دی

.....

مول دھیان کہاں ہے تمہارا ابھی گر جاتی تم - مثل اور احمد کا آج ولیمہ تھا - پھپھو اور پھپھا کو بھی احمد ساری بات بتا چکا تھا اور انہوں نے بھی مثل کی سائیڈ لیتے طلاق والی بات پر احمد کی اچھی خاصی کلاس لی تھی - وہ جو سیٹج پر چڑھنے لگی تھی کہ پیچھے کھڑی مناہل سے باتوں میں مگن وہ سامنے پڑی بول کو نہ دیکھ پائی جو کسی بچے کے ہاتھ سے گرتی اس کے قدموں میں آ کر گری تھی اس سے پہلے کہ وہ اس پر پاؤں رکھتی زمین پر گرتے درد سے دوچار ہوتی ایان نے اس کو ایک دم اپنی طرف کھینچتے غصے سے پوچھا جبکہ وہ خود پریشان ہو گئی تھی - مناہل بھی ایک دم پریشان ہو گئی تھی - سوری وہ مجھے سیٹج پر جانا تھا - وہ جلدی سے بولی تھی - چلو میں لے چلتا ہوں - حالت دیکھو اپنی نوا ماہ شروع ہے تمہارا کتنی بار بولوں کہ ایک جگہ ٹک کر بیٹھو پر نہیں تمہیں تو اپنی کرنی



جسٹ فور یو از مانیہ خان

ہوتی ہے - وہ اسے ڈانتے ہوئے بولتا سیٹیج کی جانب لے کر چل پڑا  
جبکہ مول بیچارگی بھر منہ بنائے اس کے ساتھ سیٹیج پر چڑھتی احمد  
- کے ساتھ بیٹھ گئی تھی

جبکہ ایان واپس جا چکا تھا - مناہل بھی مسکراتے ہوئے ساتھ والے  
صوفے پر بیٹھی تھی - کیا ہے تمہیں زیادہ ہی مزہ ارہا ہے مجھے  
ڈانٹ پر نے پر - مول نے جب مناہل کو خود پر ہستے محسوس کیا تو  
اپنی چھوٹی سی ناک پر غصہ سجائے بولی جبکہ احمد اور مثل نے بھی  
حیرت سے اس کا غصہ کرنا دیکھا تھا - اور جس پر وہ غصہ کر رہی  
تھی اس کا قہقہہ بلند ہوا تھا - بلکل مجھے مزہ آیا - سہی ڈانٹ رہے  
تھے تمہیں ایان بھائی - تم بھی تو ٹک کر نہیں بیٹھتی - مناہل کی  
بات پر مثل اور احمد کو ساری بات سمجھ گئی تھی اور وہ دونوں بھی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

مول پر تاسف سے مسکرا کر رہ گئے جبکہ ان کو بھی اپنا مزاق بناتا  
- دیکھ مول نے مناہل کو غصے سے دیکھا تھا

کر لو مزے اڑالو مزاق تمہارا وقت بھی دور نہیں رک جاو پانچ چھ  
ماہ تم بھی میری طرح ہوگی نہ تو پوچھوں گی تمہیں - پھر میں بھی  
تم پر ہسوں گی - اپنا معصوم سا غصہ مناہل پر اتارتے وہ ناراضگی  
سے ہاتھ سینے پر باندھے سامنے دیکھنے لگی جہاں ایان اور حمدان باقر  
انگل کے ساتھ کھڑے تھے - مول کے ناراض چہرے کو دیکھ ایان  
نے اسے دور سے ہی کس کا اشارہ کیا تھا جبکہ اس کی اس حرکت پر  
- مول جو پہلے ناراض سی بیٹھی تھی اب شرما کر رہ گئی تھی

.....

مشمل کی شادی کو تین دن ہو چکے تھے - آدھی رات کو اچانک  
مول کی طبیعت خراب ہونے کے سبب ایان اسے فوراً ہسپتال

لے گیا تھا اور اب پریشانی سے ہو سہیل روم کے باہر پریشانی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ کہ حمدان اور احمد دونوں مناہل اور مثل کے ساتھ وہاں آئے تھے جن کو اس نے فون کر کے بتایا تھا۔ کیسی ہے مول؟؟ ڈاکٹر نے کچھ بتایا یا نہیں؟؟ احمد نے اتے ہی پریشانی سے پوچھا۔ نہیں ابھی کچھ نہیں کہا تین گھنٹوں سے انتظار کر رہا ہوں۔ ایمان نے ماتھا مسلتے بتایا۔ اس کے لہجے میں فکر ہی فکر تھی۔ تبھی ڈاکٹر باہر نکلی تھیں۔ وہ سب جلدی سے ڈاکٹر کے الفاظ سنے کو بے تاب تھے۔ مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے ڈاکٹر کے یہ کہے جانے والے پانچ جادوئی لفظ ان سب کی زندگی میں خوشی کی بارش ثابت ہوئے تھے۔ وہ سب خوشی سے ایک دوسرے کے گلے ملتے خوشی بانٹ رہی تھی۔ اور ڈاکٹر میری وائف کیسی ہیں۔ وہ احمد سے گلے مل کر ہٹتے ڈاکٹر سے بولا۔ جی

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ماشاء اللہ بالکل ٹھیک ہیں - تھوڑی دیر تک انہیں ہوش آجائے گا تو آپ مل لیجیے گا - اور بے بی سے آپ ابھی مل سکتے ہیں - ڈاکٹر مسکرا کر بولتی وہاں سے جا چکی تھی جبکہ مشل ، حمدان ، مناہل اور احمد کو تو بے بی دیکھنے کی جلدی پر گئی تھی - کوئی نہیں دیکھے گا ابھی - میری پرنسز کو

ان سب کو بے تابی سے اندر بڑھتا دیکھ وہ دروازے کے آگے آتا بولا جس پر وہ سب حیرت سے اسے دیکھنے لگے - مگر کیوں؟؟ وہ سب یک زبان چیخے تھے - کیوں کہ سب سے پہلے میری کونین دیکھے گی - اس کا حق بنتا ہے سب سے پہلے دیکھنے کا - ایان کی بات پر سب کے منہ لٹک گئے تھے - مگر اس کی بات بھی ٹھیک - تھی مول کا سب سے پہلا حق بنتا تھا

.....

جسٹ فور یو از مانیہ خان

انہیں موئل سے ملنے کی اجازت مل گئی تھی اور وہ سب ایک ساتھ اندر کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ ایان نے آگے بڑھتے موئل کے ماتھے پر لب رکھے تھے جس پر وہ آسودگی سے مسکرائی تھی۔ شکریہ میری جان بہت شکریہ اتنا پیارا تحفہ دینے کے لیے۔ ایان کے محبت سے کہنے پر وہ شرمادی تھی۔ آپ کی دعا قبول ہوگئی ایان۔ وہ ہلکہ سا ہستی بولی تھی جس پر سب کے چہرے لر بھی مسکراہٹ آئی تھی۔ آپ نے دیکھا ہے اسے کیسی ہے وہ؟؟ کس پر گئی ہے؟؟ وہ تجسس سے بولتی اسے بہت پیاری لگی تھی۔ نہیں یار کسی نے نہیں دیکھا ابھی ہم سب کی جان کو۔ بھائی کہہ رہے تھے کہ سب سے پہلے تم دیکھو گی۔ تو جلدی سے دیکھو تاکہ ہم بھی دیکھیں۔ مثل کے کہنے پر موئل نے ایان کی جانب حیرت

سے دیکھا تھا جو بے بی کاٹ سے اپنی جان کو اٹھا رہا تھا مگر آنکھیں  
- بند تھیں یعنی وہ اس کے ساتھ ہی پہلی نظر ڈالنا چاہتا تھا

اسے جی بھر کر اپنے شوہر پر پیار آیا تھا - ایان اس کے ساتھ ہی  
بیڈ پر بیٹھا تھا آنکھیں کھولے وہ مول کی جانب ہی دیکھ رہا تھا جیسے  
پوچھ رہا ہو دیکھیں اپنی جان کو - جس پر مسکراتے ہوئے ایان کے  
ساتھ ہی اس نے اپنی جان کی جانب دیکھا تھا مگر اپنی بیٹی کو دیکھتے  
ہی ان کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے - اور دونوں نے پلٹ کر  
مشل کو دیکھا تھا - کس کے جیسی ہے جلدی سے بتاؤ - مشل کی  
تجسس سے بھرپور آواز پر ایان اور مول نے حیرت سے ایک  
دوسرے کو دیکھا تھا - جبکہ حمدان لوگوں کا بھی بس نہیں چل رہا  
تھا ابھی ان کے ہاتھوں سے اس ننھے وجود کو اپنی باہوں میں بھر  
لیں - مشی یہ تو بالکل تمہاری فوٹو کاپی ہے - ایان اور مول کے



ایک ساتھ بولے جانے والے جملے پر ان سب کے چہروں پر بھی حیرت در آئی تھی۔ سچی؟؟ مثل کی چیخ پر ان سب نے کانوں میں انگلیاں دی تھیں۔ وہ جلدی اے آگے بڑھتی ایان کے ہاتھوں سے اس ننھی پری کو اپنی باہوں میں بھر چکی تھی۔ جو مزے سے سو رہی تھی۔

وہ واقع اس کی کاربن کاپی تھی۔ حمدان، احمد، اور مناہل بھی اس کے گرد دائیرہ بنائے اس چھوٹی سی گڑیا کو دیکھ رہے تھے۔ اللہ اللہ یہ کیا غضب ہو گیا ایک اور اور مثل آگئی۔ حمدان آسمان کی طرف ہاتھ اور منہ کیے دُہائی دینے والے انداز میں بولا تھا جس پر مثل نے اسے گھورا تھا جبکہ باقی سب کے قہقہے چھوٹے تھے۔ کہ تبھی ان کے قہقہوں کے شور سے ان ننھی پری کی نید خراب ہوئی تھی اور اس نے آہستہ سے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں کھولیں تھیں

- اوہ اس کی آنکھیں میرے جیسی نہیں ہیں - موئل تم پر گئی ہیں  
- مثل اس کی آنکھوں کا رنگ دیکھ افسوس کرتی بولی - اللہ اس  
- نے تو پہلی نظر بھی مثل کو دیکھا ہے - اللہ خیر کرے اب تو  
حمدان نے پھر سے مثل کو آگ لگائی تھی - بس کرو یا میری  
بیوی اتنی بھی بری نہیں ہے - اب کے مثل کی بجائے احمد نے  
حمدان سے کہا تھا جس پر مثل اپنے شوہر پر صدقے واری گئی تھی  
- مناہل جو بس اس گڑیا کے ہاتھ پاؤں چھوتی اس سے کھیل رہی  
اس کے کھکھلانے پر خود بھی مسکرائی تھی جبکہ اپنی گڑیا کی  
کھکھلاہٹ پر ایان بھی کھڑا ہوتا اس کی جانب متوجہ ہوا تھا - جس  
کے گالوں میں اس کے اور مثل کی طرح ڈمپل پرتے تھے -  
ویسے بھائی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ڈمپل اس نے آپ سے  
چرائے ہیں یا مجھ سے کیوں کہ یہ فل میری کاپی ہی ہے بس

جسٹ فور یو از مانیہ خان

آنکھوں کا زنگ ماں کا لے لیا ہے۔ قسم سے اگر اس کی آنکھیں  
بھی مجھ پر چلی جاتی نہ تو میں نے اسے اپ سب سے چوری کر لینا  
تھا اور سب کو اپنی بیٹی بتانا تھا جسی کو شک بھی نہیں ہونا تھا۔  
مثل کی بات پر ایان نے مسکراتے ہوئے اس کو گلے لگایا تھا۔  
میری جان یہ تمہاری بھی بیٹی ہے۔ ایان کی بات پر سب مسکرائے  
تھے۔ میں نے کہا تھا مول مت رہو اس مثل کے زیادہ قریب  
دیکھ لیا نتیجہ۔ یہ تو تمہاری بیٹی پر اب نظر رکھ کر بیٹھ گئی ہے۔  
مناہل تم زرا اس سے فاصلہ پر رہنا۔ حمدان کو تو جیسے مثل کو  
چڑانے کا کچھ زیادہ ہی آج شوک چڑھا ہوا تھا اس لیے پھر سے  
اسے تنگ کرتا بولا۔

جس پر اپنے ہاتھ میں پکری چھوٹی پری کو مثل نے جلدی سے  
ایان کو پکرایا تھا اور حمدان پر مکوں کی بارش کر دی تھی جس پر وہ

اونچے اونچی دہائیاں دیتا سب کو ہسنے پر مجبور کر گیا تھا۔ آخر احمد نے آگے بڑھتے مثل جو اس سے دور کیا تھا۔ بس کرو جان ہم اپنا بے بی لے آئیں گے۔ احمد کی سب کے سامنے کی جانے والی اس بات پر وہ شرما کر رہ گئی تھی۔ چلو بتاؤ اس کا نام کیا رکھیں گے ہم؟؟ موئل کی آواز پر مثل اور حمدان نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور دونوں ہی سر جوڑے کھڑے ہو گئے۔ جبکہ ان دونوں کو دیکھ سب نے تاسف سے سر ہلایا تھا جو ابھی لڑ رہے تھے اور اب کیسے صلاح کر رہے تھے۔ پریزے ایان خان! وہ دونوں ایک دم چیختے اپنا دیسائیڈ کیا نام بتا چکے تھے اور سب کو ہی ان کا دیا گیا نام پسند آیا تھا۔ اچھا یار میں چلتا ہوں موم ڈیڈ کی کب سے کال آرہی ہے۔ انہیں بھی اپنی نواسی کو دیکھنا ہے۔ احمد ایان سے کہتا اس کے

گلے ملتے چلا گیا تھا جبکہ وہ سب پھر سے پریزے کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔

.....

!! آپ کے آنے سے گھر میں کتنی رونق ہے

!! آک کو دیکھیں کبھی گھر کو اپنے دیکھیں ہم

!! آپ کے آنے سے گھر میں کتنی رونق ہے

!! آک کو دیکھیں کبھی گھر کو اپنے دیکھیں ہم

! ہم خوش ہوئے ، ہم خوش ہوئے ، ہم خوش ہوئے

! ہم خوش ہوئے ، ہم خوش ہوئے ، ہم خوش ہوئے

وہ ایان کا ہاتھ تھامے پھپھو جن کی گود میں پریزے سو رہی تھی اور پھپھا کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی تھی کہ گھر میں قدم رکھتے

ہی گانے کے بول گونجے تھے اور سامنے ہی مثل ، مناہل ، احمد اور  
حمدان ڈھر سارے تحفوں کے ساتھ کھڑے ہاتھوں میں چھوٹی  
چھوٹی ڈبیاں تھامے کھڑے تھے جن میں یقیناً گولڈ کی رنگز تھیں -  
جبکہ پورا لاونچ انہوں نے پھولوں اور غباروں سے سجا رکھا تھا - ان  
کے اتنے اچھے ویلکم کرنے پر مول کے ساتھ باقی سب کے چہرے  
پر بھی مسکراہٹ آگئی تھی - بے شک اس کی بیٹی بہت لاڈلی ہونے  
- والی تھی

.....

کیا ہے ایان جب سے یہ آئی ہے آپ مجھ پر دیہان ہی نہیں دیتے  
ہیں - مجھے تو بڑا کہتے تھے کہ اگر بے بی آنے کے بعد مجھے بھولی تو  
تمہاری خیر نہیں اور اب خود بے بی آنے کے بعد مجھے بھول گئے  
ہیں - ہر وقت بس آپ کو اپنی لاڈلی نظر آتی ہے - وہ جو پریزے



جسٹ فور یو از مانیہ خان

کے ساتھ کھیل رہا تھا مول کی جیلیسی بھری آواز میں کہے گئے  
الفاظ سن اس کے ہونٹوں کے کناروں پر مسکراہٹ بکھری تھی  
جس سے اس کے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے - وہ واقع ٹھیک کہہ  
رہی تھی پریزے تین ماہ کی ہو گئی تھی اور ان تین ماہ میں ایان کو  
- اس کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آیا تھا

یہ نہیں تھا کہ وہ مول کو بھول گیا تھا مگر پریزے کے سامنے وہ  
واقع مول کو بھول جاتا تھا اور اسی وجہ سے مول جیلیس ہوتی تھی  
- میری جان تم اپنی ہی بیٹی سے کیسے جیلیس ہو سکتی ہو؟؟ ایان  
جان بوجھ کر چہرے پر حیرت سجائے بولا - جیلیس نہیں ہوتی میں بس  
اپ کی اگنورینس برداشت نہیں ہوتی - پھر چاہے جو مرضی وجہ ہو  
مجھے اگنور کرنے کی - مول کی بات ایان نے ہستے ہوئے اسے بازو  
کے حصار میں لیا تھا - دیکھو نہ یار میں کیا کروں یہ ہے ہی بہت

پیاری - ایان نے اس کا دیہان پریزے کی جانب کرتے کہا جو پنک  
کالر کی فراک میں ان دونوں کو دیکھتی اپنے ہاتھ پاؤں مارتی کھکھلا  
رہی تھی - اسے دیکھتے ہی مول بھی مسکرا دی اور اگے ہوتے اسے  
- باہوں میں بھرتے اس کے چہرے کو جا بجا چومہ تھا

بے شک وہ ایان سے لڑتی تھی پریزے کو زیادہ اٹینشن دینے پر مگر  
جتنی وہ اس سے محبت کرتی تھی اس کا بھی کوئی حساب نہ تھا آخر  
ماں جو تھی - ہم اس ہفتے عمرے پر جا رہے ہیں - ایان کی اچانک  
کہی بات پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا - سچ میں؟؟ اس کی  
آواز میں حیرت ہی حیرت تھی - ہاں سچ میں اور سب جا رہے ہیں  
- ایان نے مسکراتے ہوئے پریزے کو اس کی گود سے لیتے کہا -

سب مطلب سب یعنی پھپھو، پھپھا، باقر انکل وہ بھی؟؟ مول نے  
پھر سے اسے دیکھتے خوشی سے پوچھا جو پریزے کے گالوں پر پیار

جسٹ فور یو از مانیہ خان

کر رہا تھا - ہاں سب لوگ جائیں گے اور پھر ہم ترکی جائیں گے  
گھومنے پھرنے - ویسے تو اسے ہنسی مون کہنا چاہتا تھا مگر باقر انکل  
اور تمہارے پچھو پچھا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ہم اسے  
- صرف گھومنا پھرنا ہی کہیں گے

ایان کی بات پر مول کا قہقہہ چھوٹا تھا - ہا ہا گھومنا پھرنا ہی ٹھیک  
ہے - وہ ہستے ہوئے کہنے لگی مگر ایان پر نظر پرتے ہی ہسی رک  
گئی - کیا ہے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں - مول کے سوال پر ایان  
- نے بڑی خوبصورتی سے شعر پڑھ کر جواہر دیا تھا  
!! وہ ہسی تو مجھ کو معلوم ہوا ایسے

!! تپتے صحرا میں بارش کی بوند گری ہو جیسے

جسٹ فور یو از مانیہ خان

ایان کے شعر پڑھنے پر موئل شرما کر اس کے پاس سے اٹھ گئی تھی - اچھا اچھا ٹھیک ہے اب مجھے کام ہیں - میں جا رہی ہوں نیچے - وہ ایک ادا سے کہتی کمرے سے چلی گئی جبکہ اس کے جاتے ہی ایان نے مسکراتے ہوئے پریزے کو دیکھا تھا اور ایک اور شعر پڑھا - تھا

!! انہیں جو ناز ہے خود پر نہیں وہ بے وجہ محسن

!! کہ جن کو ہم نے چاہا ہو وہ خود کو عام کیوں سمجھیں

ایان کے شعر پڑھنے پر پریزے کھلکھلائی تھی جیسے اسے اپنی ماں کے لیے اپنے باپ کس پڑھا جانے والا شعر سمجھ آیا تھا - اس کے ہسنے پر ایان نے جھکتے ہوئے اس کے پھولے ہوئے گال چومے - تھے

.....

!! پانچ سال بعد

عیشل میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ چپ چاپ بیٹھ جاو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ مثل اپنے بھاری وجود کو سنبھالتی غصے سے اپنی بڑی بیٹی سے بولی تھی جو بیڈ پر اچھلتی کودتی چیخ رہی تھی جبکہ مثل کو فکر تھی کہ کہیں ایک سال کا چھوٹا شیطان نہ اٹھ جائے جو ابھی مشکل سے سویا تھا۔ نو ماما مجھے جنپنگ کرنی ہے۔ عیشل مزے سے بولتی پھر اچھلنے لگی تھی۔ جاو جا کر ارسلان اور فزا کے سر ماتھ کھیلو۔ اور کچھ اپنے سے چھوٹے بھائی کا بھی سوچ لو جو تم سے چھوٹا ہو کر کتنا سلجھا ہوا ہے۔ مثل نے اسے حمدان کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کا کہتے ساتھ اپنے دوسرے بیٹے جو عیشل سے دیڑھ سال چھوٹا تھا کی مثال دیتے اسے شرم دلانی چاہی۔

اھو موم وہ تو خود بورنگ پرسنالٹی ہے مجھے کوئی شوق نہیں اس کے ساتھ کھیلنے کا - وہ منہ بنا کر کہتی بیڈ سے اتر کر بھاگ گئی تھی کیوں کہ اب اسے اپنے ماموں کے گھر جانا تھا - ھو کہ ساتھ ہی تھا - دراصل احمد نے نیا گھر لینا تھا تو اس نے ایان کے پیلس کے ساتھ والا گھر لے لیا تھا جو کہ بک رہا تھا اس طرح وہ سب ایک ساتھ ہو گئے تھے - مثل تین بچے تھے عیشل ، شہروز ، فاتح اور چوتھا آنے والا تھا - اسے واقع سمیر کی بات سچ لگی تھی کہ اس کے بچے پانچ ہوں گے اور احمد صاحب بھی اپنی زبان کے پکے نکلے تھے کہ اسے زیادہ بچے چاہیے ہیں - حمدان کے دو بچے تھے ارسلان اور فزا جو مثل کے فین تھے یعنی مثل ان کی فیورٹ تھی اپنے باپ کی نسبت اور مثل کے بچوں کا حمدان فیورٹ تھا اپنی ماں کی نسبت مگر دونوں کے بچے ہی پورے شیطان تھے سوائے مثل کے شہروز



کے - جبکہ موٹل اور ایان کے تین بچے تھے - پریزے ، منان اور  
آیت - پریزے حمدان کے کہے کے مطابق مشل کی کاپی بلکل  
- نہیں نکلی تھی

بلکہ وہ اپنی ماں پر گئی تھی جبکہ منان بلکل ایان جیسا تھا اور آیت  
ابھی چھوٹی تھی - سب بچے ہی پورے گھر کی رونق تھے - باقر انکل  
کو بھی ایان پیلس ہی لے آیا تھا - احمد سے بھی ایان نے بہت کہا  
تھا کہ اور گھر لینے کی کیا ضرورت ہے پیلس میں ہی آجائیں ویسے  
بھی اتنا بڑا تھا پیلس مگر احمد نے انکار کر دیا تھا کیوں کہ اسے بلکل  
بھی اچھا نہ لگتا اپنی بیوی کے مائیکے اور بہن کے سسرال میں وہ  
رہتا اسی لیے اس نے ساتھ والا گھر ہی خرید لیا تھا جو بہت  
خوبصورتی سے بنا تھا - ان کی فیملی بلکل کمپلیٹ اور خوش تھی پہلے

For more romantic novels: [www.newwriterslibrary.com](http://www.newwriterslibrary.com)

جسٹ فور یو از مانیہ خان

جس پیلس میں خاموشی گو نجی تھی وہاں بچوں کی گھلگھلاہٹ اور  
شرائیں گو نجی تھی

**.THE END.**

For more romantic novels:

[www.newwriterslibrary.com](http://www.newwriterslibrary.com)

[www.thenovelistianlibrary.blog](http://www.thenovelistianlibrary.blog)

Facebook page link;

<https://www.facebook.com/NewWritersLibrary?mibextid=ZbWKwL>

Instagram page link;

[https://www.instagram.com/new\\_writers\\_library?igsh=NmRiNDFlbTE3b2lv](https://www.instagram.com/new_writers_library?igsh=NmRiNDFlbTE3b2lv)

Tiktok link:

[https://www.tiktok.com/@new\\_writers\\_library?\\_t=8rHSjkPs4Eq&\\_r=1](https://www.tiktok.com/@new_writers_library?_t=8rHSjkPs4Eq&_r=1)

Youtube link:

<https://youtube.com/@newwriterslibrary?feature=shared>